بسم اللہ الرحمن الرحیم والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا صدق اللہ العظیم

ہدایت الانسان

الیٰ

سبیل العرفان

تالیف

منبع رشد و ہدایت فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان حضرت

قبلہ حافظ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

ناشر:

صاحبزادہ جمیل الرحمٰن آستانہ عالیہ عیدگاہ شریف

راولپنڈی (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا صدق اللہ

ہدایت الانسان

الیٰ

سبیل العرفان

تالیف

منبع رشد و ہدایت فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان حضرت

قبلہ حافظ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر:

صاحبزادہ جمیل الرحمن آستانہ عالیہ عیدگاہ شریف

راولپنڈی (پاکستان)

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ———— ہدایت الانسان الیٰ سبیل العرفان
مؤلف ———— حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
تاریخ اشاعت ———— ۸ جون ۱۹۸۱ء مطابق ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ
کتابت ———— خوشی محمد ناصر قادری خوشنویس خوش رقم جالندھری
ناشر ———— صاحبزادہ جمیل الرحمٰن
تعداد ———— ایک ہزار
مطبع ———— کمبائن پرنٹرز۔

ملنے کا پتہ

صاحبزادہ خلیل الرحمٰن، صاحبزادہ جلیل الرحمٰن
آستانۂ عالیہ عیدگاہ شریف، راولپنڈی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا از حد احسان ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک متبعِ کامل اور اپنے جدِ اعلیٰ قبلۂ عالم حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد عبد الکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۴۹-۱۹۳۶) کی عظیم تالیف "ہدایت الانسان الیٰ سبیل العرفان" پیش کرنے کی مجھے سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ جسے اس سے پیشتر کئی اداروں نے شائع کیا لیکن عصرِ حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق اسے چھپوانے کی ضرورت حضرت کے ارادت مندوں کی جانب سے بارہا محسوس کی گئی اور مرشدی قبلہ الحاج حضرت خواجہ محبوب الرحمٰن مدظلّہ العالی کی اجازت اور توجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

یہ کتاب اہلِ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے لئے بالخصوص اور دوسرے حضرات کے لئے بالعموم ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ ابتدا سے انتہا تک سالک کو جن مقامات سے گزرنا پڑتا ہے انہیں نمایاں طور پر روشناس کرانے اور راستے کے نشیب و فراز سے آگاہ کرنے میں یہ تالیف رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ ظاہری محاسن اور باطنی خوبیوں میں یہ کتاب عجیب شان میں جلوہ گر ہے۔

قبلۂ عالم اپنی شخصیت، عظمت، عرفان، ہدائیت وارشاد، تعلیم و تربیت اور اپنی جامع ہستی کے لحاظ سے سالکین کے لئے ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ آپ کے مفصل احوالِ زندگی "آثار الکریم" میں قلم بند ہو چکے ہیں۔

کتاب کے متن میں کتابت وطباعت کی غلطیوں کی تصحیح کی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے اور بعض آیات واحادیث پر اعراب، ترجمہ اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لئے اور پڑھنے سننے والوں کے لئے باعثِ خیر وبرکت بنائے۔ آمین۔

(صاحبزادہ) جمیل الرحمٰن

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد کے لائق وُہ ذاتِ کبریا اَور واحد یکتا ہے جس نے انبیاءِ عظّام علیھم الصّلوٰۃ والسّلام کو خلفاءُ اللہ کے خطاب سے ممتاز اَور اَولیاءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کو جلساءُ اللہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ اَور صلوٰۃ و سلام اُس نبیِ اُمّی (فداہ اُمّی و ابی) پر جس نے اُمّتِ عاصی کو بخشایا اَور مُدّت کے بچھڑے ہُوؤں کو اللہ تعالیٰ سے ملایا اَور اللہ تعالیٰ کی رحمت و رضوان اصحابِ کبار و آلِ ابرار پر ہو جنھوں نے ہدایت کا چراغ جلایا اَور گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔ اس کے بعد یہ خاکسار، ذرّہ بے مقدار، بندۂ مسکین، نیاز آگین **عالم الدّین** عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ طالبانِ راہِ خُدا و سالکانِ طریقِ ہُدیٰ پر لازم ہے کہ صادقین یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اَور اس کے دوستوں کی صُحبت اِختیار کریں۔ ورنہ ان بزرگوں کی کتابوں ہی کو اپنا جلیس و ہم نشین بنائیں۔ اَور اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ ع

وَخَیْرُ جَلِیْسٍ فِی الزَّمَانِ کِتَابٌ

خاص کر اس زمانہ موجودہ میں (کہ اہلِ حق کی قلّت ہے اَور اہلِ باطل کی کثرت۔ اِتّباعِ نبوی کا زوال ہے اَور خواہشِ نفسانی اَور ہواجسِ شیطانی کا کمال۔ کہیں علماءِ بے عمل کا زور ہے کہیں صُوفیائے جاہل کا شور۔ نہ وُہ پہلا سا ذوق ہے نہ شوق نہ سوز نہ گداز، نہ عشق نہ راز و نیاز۔ نہ وُہ محبّت و اخلاص۔ نہ وُہ اِعتماد نہ اَدب، نہ وُہ درد نہ طلب۔ کہیں فلسفہ و منطق کا نکمّا جھگڑا ہے، کہیں بھنگ و نشہ کا چرچا۔

کہیں تحقیقِ مذاہب کی لاطائل بحث وجدال ہے۔ اَور کہیں وجُودِ باری تعالےٰ کی نسبت بے ہُودہ قیل وقال۔ دِل ہمہ تن محبّتِ دُنیا میں مُردہ اَور عاقبت کی طرف سے افسُردہ، نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج وزکوٰۃ کا فکر، پھر ذِکرِ الٰہی کا کیا ذِکر) نہایت ہی ضروری ہے کہ عُلماءِ ربّانی کی تصنیفات کو ہر وقت پیشِ نظر رکھیں اَور اُن کے مطالعہ سے اپنی حالت کو دُرست کریں۔ کیونکہ یہ وُہ لوگ ہیں جن کا دیدار ظاہری و باطنی امراض کے لئے شفاء اَور اُن کا کلام معجز نظام بیمار دِلوں کے لِئے دوا ہے۔ ان کی تصنیفات سوئے ہُوئے دِلوں کو غفلت کی نیند سے جگاتی ہیں۔ اَور غائبانہ جذبہ وعشقِ الٰہی کی آگ غافل قلبوں میں لگاتی ہیں۔ اَور باطنی ذوق وشوق اَور رُوحانی لذّت و درد کو بڑھاتی ہیں۔ بناء بریں بمصداق کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ۔ جناب فیض مآب وحید العصر، فرید الدہر، جنیدِ زمان، شبلیٔ دوراں محبُوبِ سُبحانی، قطبِ ربّانی، غوثِ صمدانی۔ زُبدۃ العظام۔ سلالۃ الکرام۔ عمدۃ الاولیاء۔ قدوۃ الاصفیاء۔ قیُّومِ جہاں، قبلۂ عالم وعالمیان۔ ہادیٔ گمراہاں صیقلِ تیرہ دلاں۔ فخرِ خاندانِ نقشبندیہ مجدّدیہ رضؓ

مثنوی

پیرِ ما سرتاجِ جُملہ اولیاء ست ۔۔۔ ظاہر و باطن پُر از نورِ خُدا است

گام بر گامِ نبیِ مُصطفےٰ است ۔۔۔ منبعِ صدق وصفا وہم سخا است

دِل پُر از رُعب وجلالِ ذُوالجلال ۔۔۔ چشم پُر نور از جمالِ لایزال

سر بسر در عشقِ احمد فانی است ۔۔۔ فیضِ اُو فیضِ مجدّدِ ثانی است

طالباں را چوں توجّہ می دہد ۔۔۔ پرتوِ طور از دل وجان سر زند

دافعِ شرکِ خفی ہست و جلی ۔۔۔ درمیانِ محلسش ناید شقی

صحبتش چوں پارس آں دارد اثر ۔۔۔ قلبِ مُردہ را کند تابندہ زر

فیضِ پیرم در جہاں چوں آفتاب | ہر دم و ہر لحظہ رخشاں بے حجاب
سِینہ اش گنجینۂ علمِ لدُن | جُملہ گفتارش بہ از دُرِّ عدن
در ثنائے حق گذارد روز و شب | جز بحمد و ذِکر بکشاید نہ لب
از دمِ اُو ہوش می آید بدم | واز نگاہش از نظر بر ترقدم
خلوتش در انجمن آراستہ | در وطن دارد سفر پیراستہ
یادکردش را نباشد باز گشت | از وقوفِ قلب چوں دِل بر گذشت
بر دِلِ سالک نظر چوں افگند | غرق نورِ وحدتش یکسر کند
گاہ سوزِ عاشقی جوشش آورد | نازِ معشوقی گہے جاں پرورد
گاہ محُبّ و گاہ محبُوب است او | گاہ طالب گاہ مطلوب است او
از دلِ پُر درد چوں آہے زند | ولولہ در قُدسیاں می افگند
صُورت و سیرت بدارد چوں نبیؐ | ہر کہ بیند گویدش ہٰذا ولی
الغرض چوں پیرِ من اندر جہاں | کس نکردہ سرِّ وحدت را عیاں

اِسم دارد با مسمّٰی اَے فہیم
ہست محبُوبِ خُدا عبدُ الکریم

یعنی خواجۂ خواجگان حضرت حافظ عبد الکریم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سجّادہ نشین راولپنڈی نے (جن کی خدمتِ بابرکت میں یہ خاکسار بیعت و نسبتِ ارادت رکھتا ہے۔ جن کے غلاموں کی غلامی اِس ہیچمداں کے لِئے باعثِ افتخار ہے) طالبوں کے فائدے کے لِئے یہ کتاب مستطاب حجم میں چھوٹی مضامین میں بڑی سِلوکِ نقشبندیہ مجدّدیہ کا خلاصہ اور طرق وصُول اِلَی اللہ کا زبدہ۔ تصوّف کا مغز اور عرفان کی جان یعنی ہدایت الانسان اِلٰی سبیل العرفان تالیف و تصنیف فرمائی اور مطبع انوار الاسلام سیالکوٹ میں اپنے زیرِ اہتمام طبع کرائی جو تھوڑے ہی عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی۔ حتّیٰ کہ طالبوں کا زیادہ

شوق دیکھ کر اِس کتاب کے دوبارہ طبع کرانے کی نوبت آئی ۔چونکہ پہلی دفعہ کاتب کی غلطی اَور شائقین کی طلب کے بمُوجب جلدی طبع کرانے کے باعث مضامین کچھ آگے پیچھے ہو گئے تھے ۔ اَور اصل مسوّدہ قلمی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا موقع نہ مِلا تھا۔ اِس لِئے حضرت مؤلّف ممدُوح سلّمہ اللہ تعالیٰ نے اب کی دفعہ اِس خاکسار بے مِقدار کو پھر اصلی مسوّدہ کے موافق مضامین تحریر کر کے طبع کرانے کے لِئے اِرشاد فرمایا۔خاکسار نے حسب منشاء گرامی درجت جناب مؤلّف ممدُوح سلّمہ اللہ تعالیٰ اِس کتاب کو مطبع نولکشور لاہور میں چھپوایا۔ اَور اس کی رجسٹری بھی کروالی ۔ ابھی یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مطبع سے نکلی ہی کہ طالبین جو مدّت سے مشتاق تھے نقدِ جان سے اس کے خریدار ہُوئے اَور تھوڑے ہی عرصہ میں سب کے سب نسخے بِک گئے اَور دیکھنے والوں کو بیش از بیش اِس کتاب کا شوق لاحق ہوا ۔حتیٰ کہ طالبوں کے اِشتیاق اَور اُن کے لِئے اس کی ضرُورت کو محسُوس کر کے اب تیسری بار چھپوانے کی باری آئی ۔ اِس دفعہ ملک فضل الدّین قومی کتب فروش لاہور نے کتاب چھاپنے کی اِجازت مانگی ۔حضُور ممدُوح نے اِجازت فرمائی اَور ساتھ ہی اِس خاکسار کو فرمایا کہ اگر اس کتاب کے ساتھ چند اَور ضرُوری اَور مفید مضامین بڑھا دیئے جائیں تو فائدے سے خالی نہ ہوگا۔خاکسار نے حضور سلّمہ اللہ کے فرمان واجب الاذعان کے موافق چند ایک مفید اَور ضروری مضامین کا اضافہ کر دیا۔اخیر میں ایک شجرہ منظوم بھی درج کر دیا ہے جو حضرت ممدُوح کا تالیف شدُہ ہے تاکہ طالبوں کو فائدہ ہو۔ اَور شروع میں بھی ایک شجرہ فارسی منظوم شامل کر دیا ہے جو اِس خاکسار کی پراگندہ طبع کا نتیجہ ہے۔ تاکہ فارسی خواں احباب اِس سے محظُوظ ہو کر خاکسار کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں ۔

بندۂ مسکین عالم الدّین عفی عنہ

شجرہ حضراتِ مشائخِ نقشبندیہ مجدّدیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی عاصی و مسکین و زارم — غریب و بیکس و بس خاکسارم
بحقِّ ذاتِ خود بخشی خطایم — بدرد و غم سراپا کُن فنایم
طفیلِ سیّدِ فخرِ دو عالم — بچشمِ مرحمت بنگر بحالم
طفیلِ حضرتِ صدّیقؓ صادق — طفیلِ حضرتِ سلمانؓ عاشق
مرا در عشقِ خود دیوانہ سازی — بشمعِ رُوئے خود پروانہ سازی
طفیلِ قاسمؒ و جعفرؒ بہر حال — بود حالم موافق گشتہ با قال
طفیلِ بایزیدؒ پادشاہے — طفیلِ بُوالحسنؒ عالم پناہے
طفیلِ بُوعلیؒ صاحبِ ناز — طفیلِ یُوسفؒ گنجینۂ راز
طفیلِ عبد خالقؒ غجدوانی — طفیلِ عارفؒ سِرّ معانی
طفیلِ خواجہ محمودؒ کامل — عزیزانِ علیؒ صاحبِ دِل
طفیلِ خواجہ بابا سماسیؒ — الٰہی عفو کُن جُملہ معاصی
طفیلِ خواجہ میرِ کلالؒ — بنُورِ معرفت بخشی کمالم
طفیلِ نقشبندؒ شاہِ ابرار — طفیلِ آں علاؤالدّینؒ عطّار
طفیلِ خواجہ یعقوبؒ چرخی — گنہ گارم خداوندا بہ بخشی
طفیلِ خواجہ احرارؒ و زاہدؒ — طفیلِ خواجہ درویشؒ عابد
طفیلِ خواجہ امکنگیؒ پیر — منم اُفتادہ مسکیں دستِ من گیر

طفیلِ باقی باللہؒ آں شہِ ہند
طفیلِ شیخ احمدؒ قطبِ سرہند

طفیلِ خواجہ معصومؒ قیوّم
طفیلِ حجّۃ اللہؒ سرِّ مکتوم

طفیلِ آں زبیرؒ پارسائے
طفیلِ شیخ اشرفؒ بے ریائے

طفیلِ شاہ جمال اللہؒ پُر نور
زقلبم خوابِ غفلت جملہ کُن دُور

طفیلِ خواجہ عیسیٰؒ بہفروز
دِل و جانِ مرا از آتشِ سوز

طفیلِ شیخ فیض اللہؒ تیراہ
سُوئے توحید خود بنمائی ام راہ

طفیلِ خواجہ نورِ محمدؒ
بہ بخشی جلوہ از نُورِ محمدؐ

طفیلِ آں فقیرِ مقتدائے
ہمی خواہم زتو یارب لقائے

طفیلِ عالمِ علمِ شریعت
طفیلِ مخزنِ رازِ طریقت

طفیلِ معدنِ سرِّ حقیقت
طفیلِ واقفِ رمزِ ہویّت

طفیلِ ماحیٔ کفر و ضلالت
طفیلِ صاحبِ رُشد و دلالت

طفیلِ گوہرِ دُرجِ ہدایت
طفیلِ دُرّۃ التّاجِ درایت

طفیلِ ماہِ بُرجِ ارجمندی
فروغِ آفتابِ نقشبندی

طفیلِ منبعِ فیضِ الٰہی
حقائق دانِ اشیاء کماہی

طفیلِ شاہبازِ اوجِ عرفاں
طفیلِ مظہرِ انوارِ ایقاں

طفیلِ بُلبلِ گلزارِ عفّت
گلِ بُستانِ اسرارِ محبّت

طفیلِ فیض بخشِ کاملانے
شہِ زندہ کُن مُردہ دِلانے

طفیلِ جوہرِ کانِ صباحت
سراپا آتش نمکدانِ ملاحت

طفیلِ حافظِ قرآن و سُنّت
طفیلِ دُشمنِ اصحابِ بدعت

طفیلِ قافلہ سالارِ عُشّاق
طفیلِ دلبرِ دلدارِ عُشّاق

طفیلِ نورِ چشمِ اولیائے
عزیزِ خاطرِ کُل اصفیائے

طفیلِ کُشتۂ دردِ محمّد
ز سر تا پا غریقِ عشقِ احمدؐ

طفیلِ غوثِ اعظم قطبِ عالم
طفیلِ کعبۂ دل قبلہ گاہم

طفیلِ شیخِ حقّانیٔ پیرم
بکارِ دین و دُنیا دستگیرم

طفیلِ آنکہ فیضِ او عمیم است
کہ نامش حافظ عبد الکریمؒ است

بسوزی آں چناں از آتشِ درد
کہ گردد از دِلم دُنیائے دوں سرد

مرا بخشی دِلے نُورٌ علیٰ نُور
کز و ہر لمحہ آید جلوۂ طُور

دِلے کو سر بسر راز و نیاز است
زجوشِ عشق در سوز و گداز است

دِلے مستغرق دریائے توحید
دِلے برتر ز احوال و مواجید

دِلے دانائے رازِ لوحِ محفوظ
دِلے از لذّتِ قرب تو محظُوظ

دِلے کز آتشِ دردِ تو چوں برق
زند از ولولہ جوشِ اَنَا الشّرق

دِلے کز غم بود کشتی شکستہ
بآبِ دیدہ در دریا نشستہ

دِلے شوریدۂ آشفتہ حالی
سویدائے دلِ نازک خیالی

دِلے دِہ کاشفِ اسرارِ ملکوت
سبق خوانِ رمُوزِ مُلکِ لاہُوت

دِلے دِہ کُشتۂ تیغِ جُدائی
نشانِ تیرِ نازِ دِلرُبائی

دِلے محبُوب اصحابِ محبّت
دِلے مطلوب از بابِ مودّت

دِلے آشفتۂ اِنّی اَنَا اللہ!
دِلے شیدائے ترکِ ماسِوَی اللہ

دِلے محوِ تماشائے اَنَا الحق
دِلے کز بے شکیبائی بود شق

دِلے کز آتشِ شوقت ہمہ سوز
ورا شورِ قیامت جشنِ نوروز

دِلے دِہ از شرابِ عشق مدہوش
برائے نغمۂ "اِسْتَفْتَحُوْا" گوش

دِلے کو جز ترا ہرگز نہ بیند
دِلے بر طارمِ اعلیٰ نشیند

دِلے در بارگاہت آرمیدہ
دِلے از خلق چوں وحشی رمیدہ

دِلے از آتشِ غم شعلۂ نار — دِلے از نشترِ ہم خار در خار
دِلے کو در رہت از صِدق پوئد — یکے داند ترا ہم یک بگوید
دِلے در راہِ مدحت گرم رفتن — بحمدِ تو زباں گشتہ ہمہ تن
دِلے مہرِ سپہرِ خاکساری — دِلے خورشیدِ چرخِ بُردباری
دِلے از ناوکِ ہجرِ تو خستہ — بزنجیرِ فراقت پائے بستہ
دِلے خالِ رُخِ زیبائے محبُوب — دِلے صیدِ کمندِ زلفِ مطلُوب
دِلے غوطہ زنِ بحرِ حقائق — دِلے غوّاصِ دریائے دقائق
دِلے در آشیانِ عرش خفتہ — بہ بسترِ مغفرت رُوئش نہفتہ
دِلے بر سدرۂ وحدت چریدہ — دِلے در گلشنِ جنّت چمیدہ[۱]
دِلے در انتظارت گشتہ بیمار — بدیدارت سراپا نرگسِ زار
دِلے کانِ لآلیٔ معانی — دِلے مفتاحِ گنجِ نکتہ دانی
دِلے خارِ غمت در پا خمیدہ — بدشتِ عشق پیراہن دریدہ
خُداوندا طفیلِ خواجگانم — بدہ از مکرِ نفسانی امانم
طفیلِ اولیائے نقشبندی — مرا بنما طریقِ حق پسندی
الٰہی سر بسر غرقِ گناہم — ترحّم آر بر حالِ تباہم
ز بد کرداریٔ خود سینہ ام چاک — سر از شرمندگی افگندہ بر خاک
الٰہی جُز تو کس ہرگز ندارم — کہ بخشد جُرم ہائے بے شمارم

مرا ہر چند جُرم از حد بروں است
مگر دانم کہ عفوِ تو فزوں است

۱؎ چمیدہ

از تالیف عالم الدّین المتخلّص بہ مسکین عفی عنہ

یَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ اَشْرَفِ اَنْوَاعِ الْحَیَوَانِ وَ فَضَّلَهٗ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اصْطَفٰی مِنْهُمْ اَهْلَ الْکَمَالَاتِ وَالْعِرْفَانِ وَ نَوَّرَ قُلُوْبَهُمْ بِنُوْرِ الْمَعْرِفَةِ وَالْاِیْمَانِ وَ اَخْرَجَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ مَحَبَّةَ الدُّنْیَا الدَّنِیَّةَ وَ اَفْنَاهُمْ فِیْ مَحَبَّتِهٖ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ هُمْ رِجَالٌ لَّیْسَ لِلشَّیْطٰنِ عَلَیْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةٌ بِذِکْرِ اللّٰهِ الْمُسْتَعَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی سَبِیْلِ الْجِنَانِ الَّذِیْ تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ بِکَثْرَةِ عِبَادَةِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ الشَّفِیْعُ لِاَصْحَابِ الْجُرْمِ وَالْعِصْیَانِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ حُرِّقَتْ قُلُوْبُهُمْ بِنَارِ الْعِشْقِ وَنُوْرِ الْعِرْفَانِ۔ وَجَاهَدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ فَحَصَلَ لَهُمْ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّیْرَانِ وَعَلَی الْاَئِمَّةِ الْکِرَامِ الْبَرَرَةِ الْمُتَهَجِّدِیْنَ وَالْمُجْتَهِدِیْنَ لَاسِیَّمَا الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ بِالْکَرَمِ وَالْاِحْسَانِ وَاَدْخَلَنِیَ اللّٰهُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَعَهُمْ فِیْ غُرُفَاتِ الْجِنَانِ۔

اَمَّا بعد: ۔خادم المسلمین راجی الیٰ رحمۃ ربّ الرّحیم **حافظ عبدالکریم** اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ ہر چند میں اِس قدر لیاقت نہیں رکھتا تھا کہ فنِ تصوّف میں کوئی کتاب لکھوں یا اپنے آپ کو زمرۂ مصنّفین

ہیں شمار کروں۔ مگر مجھے بعض احباب نے مجبور کیا۔ مجبوراً میں نے بھی منظور کر لیا۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر سلف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین کی تصانیف سے اقتباس کر کے ایک مجموعہ تیار کیا۔ اہل علم و فضل میری ٹوٹی پھوٹی عبارت کو قبول کریں۔ لفظی اغلاط یا سہو و نسیان پر انگشت نہ دھریں۔

وَالْعُذْرُ عِنْدَ كِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ وَّهَا أَنَا أَشْرَعُ فِي الْمَقْصُوْدِ بِتَوْفِيْقِ الرَّبِّ الْوَدُوْدِ۔

فصل ۱

نفس کے مکر معلوم کرنے کے بیان میں

واضح ہو کہ سب سے زیادہ آدمی کا دشمن اس کا اپنا ہی نفس ہے جو ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ یہ بدی کا حکم کرتا ہے اور نیک کاموں سے بھاگتا ہے۔ آدمی کو اس کے درست اور تزکیہ کرنے اور زبردستی خداوند کریم کی عبادت پر آمادہ کرنے اور شہوات سے روکنے کا حکم ہوا ہے پس اگر آدمی نفس کی خبر نہ لے تو سخت سرکش ہو جاتا ہے۔ پھر نصیحت نہیں سنتا۔ انسان کو لازم ہے کہ اس نفس کو ہر وقت ملامت کرتا رہے۔ پھر یہی نفس لوّامہ ہو جاتا ہے یعنی نفس خود اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اسی نفس کی قسم اللہ کریم نے اپنی کلام پاک میں فرمائی ہے :۔

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ؕ (۲۹/القیٰمة : ۲،۱)

میں قسم کھاتا ہوں روزِ قیامت کی اور میں قسم کھاتا ہوں نفسِ لوّامہ کی۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ یہی نفسِ مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور مطمئنہ اس کو کہتے ہیں جو سوائے ذکر اللہ کے آرام نہ پکڑے۔ قیامت کے روز اللہ کریم ایسے نفس کو یوں ارشاد فرمائے گا۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۙ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (۳۰/الفجر : ۲۷ تا ۳۰)

اے نفسِ مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی پس شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنّت میں۔

اس لئے آدمی پر لازم ہے کہ اس کی نصیحت سے غافل نہ رہے۔ اور دوسرے کو نصیحت

تب کرے۔ اوّل اپنے نفس کو کرے۔ اگر یہ نصیحت مان لے تو پھر لوگوں کو نصیحت کرے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرے۔ اللہ کریم اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (۲۸/الصّف: ۲، ۳)	اَے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

اِس سے یہی مُراد ہے کہ اپنے نفس کا تزکیہّ اَور تصفِیہّ کرنے کے بعد نصیحت کرے۔ اگر ایسا نہ کیا تو نفس کی خباثت اَور مکر سے واقف نہ ہوگا۔ جب اس سے واقف نہ ہوَا تو معرفتِ خُدا سے غافل رہے گا۔ اَور اپنے آپ کو دانا اَور حکیم سمجھے گا۔ اَور چاہیئے تو یُوں تھا کہ نفس کی طرف متوجہ ہو کر اس کی بے وقوفی اَور نادانی ثابت کرتا جو ہمیشہ اپنی دانائی اَور ہدایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ اگر اس کو کوئی احمق کہہ دے تو بہت ہی بُرا جانتا ہے۔ پس اس نفس کو یُوں کہنا چاہیئے کہ تو بڑا جاہل ہے۔ تیرے برابر کوئی بے وقوف اَور کم فہم نہیں۔ کیا تُو نہیں جانتا کہ جنّت اَور دوزخ تیرے سامنے ہے۔ اَور تو عنقریب ان میں سے ایک میں جائے گا۔ پھر نہ معلُوم تجھے کیا ہوَا ہے کہ خوش ہوتا ہے اَور فانی چیزوں میں مشغول ہے، حالانکہ تجھ سے ہر ایک چیز کا حساب لیا جائے گا۔ شاید آج یا کل تجھے موت دبا لے اَور جس کو تو دُور سمجھتا ہے وُہ نزدیک ہو جائے۔ دُور تو وُہی چیز ہوتی ہے جو آنے کی نہیں۔ کیا تُو یہ نہیں جانتا ہے کہ موت جب آتی ہے تو یکایک آتی ہے۔ نہ کوئی پہلے اس کا قاصد، نہ وعدہ، نہ پیغام آتا ہے، نہ یہ کہ گرمی میں آئے اَور سردی میں نہ آئے۔ نہ یہ کہ رات کو آئے اَور دن کو نہ آئے یا لڑکپن میں آئے اَور جوانی میں نہ آئے۔ بلکہ ہر ایک سانس میں ناگہاں موت کا آنا ممکن ہے۔ اَے نفس موت تو اِتنی تیرے نزدیک ہے اَور تُو اس کی تیاری نہیں کرتا۔ کیا تو اِس آیت کو نہیں سمجھتا:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ (۱۷/الانبیآء: ۱)

قریب آگیا ہے لوگوں کے لئے ان کے (اعمال کے) حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

اَے نفس تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی پر جرأت مت کر۔ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ اعتقاد ہے کہ وہ تجھ کو نہیں دیکھتا تب تو بڑا کافر ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کو اپنے اُوپر مطّلع سمجھ کر نافرمانی کرتا ہے تب تو سخت بے حیا ہے۔ یا یہ مغالطہ ہے کہ خدا تعالیٰ کریم ہے اُس کو کسی کی عبادت کی حاجت نہیں جس کو چاہے بخشے جس کو چاہے نہ بخشے۔ تو اَے نفس تو یہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ صرف آخرت ہی میں کریم ہے دُنیا میں نہیں۔ اگر دونوں ہی میں ہے تو دُنیا کے کاموں میں کیوں نہیں کرمِ الٰہی پر یقین کرتا۔ جب کوئی تیرا دُشمن تجھ کو عذاب دیتا ہے تو اس کے دفع کرنے کے لئے ہر ایک آدمی سے مشورہ لیتا ہے۔ اور اس کے رفع کرنے کے واسطے بیسیوں حیلے کرتا ہے۔ اُس وقت کرمِ الٰہی پر یقین کہاں جاتا ہے۔ اور جو کام بدوں روپیہ پیسہ کے سرانجام نہیں ہوتا تو اُس وقت تو ہر ایک آدمی کا محتاج ہوتا ہے۔ کیوں نہیں کہتا کہ اللہ کریم اپنے خزانۂ غیب سے یا کسی بندے کے ہاتھ بھیج دے گا اور ہاتھ پاؤں ہلانے کے بغیر سرانجام کر دے گا۔ اَے نفس یہ سب تیرے جھوٹے دعوے ہیں۔ اِس لئے کہ تو زبان سے دعوے ایمان کا کرتا ہے مگر نفاق کا اثر تجھ پر ظاہر ہے۔ دیکھ تیرا مالک کیا فرماتا ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔ (۱۲/ھُود: ۶)

اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اُس کا رزق۔

اور آخرت کے باب میں فرماتا ہے:۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ (۲۷/النجم: ۳۹)

اور ہر انسان کو وُہی کچھ ملے گا جس کے لئے اُس نے کوشش کی۔

اِن دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص دُنیا کے کاموں کی کفالت اللہ کریم

نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ تیری سعی کی اس میں حاجت نہیں ہے۔ اور آخرت کو بندہ کی کمائی پر منحصر رکھا ہے۔ مگر تو نے اپنے افعال سے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کیا کہ جس چیز کا وہ ذمہ دار ہے اس پر تو بادلوں کی طرح گرتا ہے۔ اور امرِ آخرت کو جو تیرے کرنے پر منحصر رکھا ہے تو اس سے بالکل رُو گرداں ہے۔ پس یہ نشانِ ایمان نہیں۔ اگر زبان سے ایمان معتبر ہوتا تو منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجے میں کیوں جاتے۔ اے کم بخت شاید تو روزِ حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور گمان کرتا ہے کہ مرنے کے بعد تجھے رہائی ہو جائے گی۔ لیکن ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ دیکھ تیرا مالک کیا فرماتا ہے :۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝

(۲۹/ القیمٰة (۳۶ تا ۴۰)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے مُہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وُہ (ابتدا میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحمِ مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر اس سے وُہ لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ نے اُسے بنایا اور اعضاء درست کیے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد اور عورت۔ کیا وُہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مُردوں کو پھر زندہ کر دے۔

پس اگر تجھ کو یہی گمان ہے کہ ویسے ہی چھوڑا جائے گا تو تیرے جیسا جاہل اور کوئی نہیں اور تو پکا کافر ہے۔ یہ تو سوچ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس چیز سے پیدا کیا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے :۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝

غارت ہو انسان وُہ کتنا احسان فراموش ہے۔ کس چیز سے اللہ نے اُسے پیدا کیا۔ ایک بُوند سے اسے پیدا کیا۔ پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ

(۳۰/عبس : ۱۷ تا ۲۲)

بنائی۔ پھر (زندگی کی) راہ اس پر آسان کر دی پھر اُسے موت دی اور اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔

پھر کیا تو اس کو جھوٹ سمجھتا ہے کہ جب وُہ چاہے گا تجھ کو مرنے کے بعد اُٹھا کھڑا کر دے گا۔ اگر سچ جانتا ہے تو عبادت کیوں نہیں کرتا۔ اگر بالفرض کوئی بے دین حکیم یہودی وغیرہ تجھے کہہ دے کہ تیری مرض میں فلاں کھانا مُضر ہے تو گو وُہ تیرے نزدیک سب کھانوں سے لذیذ تر ہو تو اُس سے صبر کرے گا۔ اَب ہم پُوچھتے ہیں کہ جن انبیاء کو معجزے عنایت ہوئے ہیں اُن کا فرمان اَور خُدا کا فرمان تیرے نزدیک اِتنا بھی نہیں کہ ایک یہُودی کے قول کے برابر ہو۔ اُس کا اثر ہوتا ہے اَور خُدا و رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے زیادہ تر یہ ہے کہ کوئی لڑکا تجھے کہہ دے کہ تیرے کپڑوں میں ایک بچھّو یا سانپ ہے تو دلیل پُوچھے بغیر فوراً اپنے کپڑے پھینک دے گا۔ کیا انبیاء و اَولیاء و علماء کا قول تیرے نزدیک لڑکے اَور یہُودی حکیم کے قول سے بھی کم تر ہے۔ افسوس ان کے کہنے کا تو اثر ہوتا ہے اَور انبیاء کے کہنے کا اثر نہیں ہوتا۔ یا یہ کہ جہنّم کی حرارت اَور اس کے طرح طرح کے عذاب اَور سانپ بچھّو کو دُنیا کے سانپ بچھّو سے کم جانتا ہے جس کی تکلیف ایک روز یا اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ اَے نفس یہ کام دانش مندوں کا نہیں ہے۔ اگر یہ حال تیرا چار پایوں پر کھول دیا جائے تو تجھ پر اَور تیری عقل پر ہنسیں گے۔ اَے کم بخت اگر تو ان سب پر ایمان رکھتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عمل میں سُستی کرتا ہے۔ موت تو تیری گھات میں لگی ہُوئی ہے۔ شاید یہی روز آخری ہو پس اِس میں مشغول بعبادت نہ ہونے کے کیا معنی۔ یا یہ انتظاری ہے کہ عبادت ایسے دن کریں جس دن شہوات کی مخالفت دُشوار معلوم نہ ہو۔ تو ایسا دِن نہ خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا۔ جنّت تو شاق باتوں اَور نیک عمل کرنے ہی سے مِلے گی اَور یہ کبھی نفس پر ہلکی معلوم نہ ہوگی۔ سوچ تو سہی کہ ہر روز تو وعدہ کرتا ہے کہ کل کروں گا۔ اَور

کل کل کرتے ہر ایک کل آج ہو جاتا ہے۔ جب آج ہی نہ کیا تو کل کیا کرے گا۔ اے نفس! تُو اگر ایسی صاف باتوں کو بھی نہیں سمجھتا تو پھر کیوں اپنے آپ کو عاقل کہتا ہے۔ اِس سے بڑھ کر اَور کون سی حماقت ہوگی۔ شاید تو یہ عذر کرے کہ میں اِتنی مشقّت نہیں اُٹھا سکتا لذّات وشہوات کا حریص ہُوں اَور تکلیف پر صبر نہیں کر سکتا۔ تو یہ بات بھی تیری پرلے درجے کی حماقت ہے۔ اگر یہ بات تیری سچی ہے تو ایسی شہوات کا طالب کیوں نہیں ہوتا جو ہمیشہ تک کدورات سے صاف ہوں تو ان کے ملنے کی توقع سوائے جنّت کے اَور جگہ نہیں ہے۔ پس جو شخص مجاہدہ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تو اس سے خُدا تعالٰے کے عذاب کی تکلیف کیسے برداشت ہوگی۔ پس ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو خفیہ کفر رکھتا ہے یا اعلانیہ بے وقوف ہے۔ اَور اِسی بے وقوفی کے باعث تجھ کو یہ لقب جناب سیّدنا صلی اللہ علیہ وسلّم سے عنایت ہوا ہے۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الْاَمَانِیَّ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

دانا وُہ آدمی ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع کیا اَور آخرت کے واسطے نیک عمل کئے اَور احمق وُہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشوں کے تابع کیا اَور اللہ تعالیٰ سے آرزُوؤں کی تمنّا کی

اے کم بخت دُنیا کی زندگی پر مغرُور نہ ہو۔ اَور اپنے اَوقات ضائع مت کر کہ چند سانس گنتی کے تجھ کو ملے ہیں۔ جب ایک سانس چلا جاتا ہے تو تجھ میں سے کچھ کم ہی ہو جاتا ہے۔ بیمار ہونے سے پیشتر تندرُستی کو اَور شغل سے پیشتر فارغ ہونے کو اَور مفلسی سے پہلے تونگری کو اَور بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اَور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جان۔ اے کم بخت میں تو تجھے دُنیا ہی سے مالُوف دیکھتا ہُوں۔ اِس واسطے کہ اس کی جُدائی تجھ پر سخت ہے۔ بلکہ تو اس سے دوستی مضبُوط کرتا جاتا ہے۔ جان لے کہ تو خُدائے تعالیٰ کے ثواب و عذاب اَور احوالِ قیامت سے غافل ہے۔ اِس لئے کہ تُو دُنیا کی چیزوں اَور لذّتوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔

اَب میں کہتا ہُوں کہ کسی شخص کو بادشاہ اپنے محل کی سیر کرنے کا اَور دُوسرے دروازے سے نِکل جانے کا حکم کرے۔ اَور وُہ شخص کسی خُوبصُورت چیز کو دیکھ کر مصرُوف ہو جائے۔ اَور اس کا نکلنے پر جی نہ چاہے اَور اپنے بادشاہ کے حکم اَور آنے جانے کو بھُول جائے۔ اَور آخر کار حکماً نکالا جائے تو ایسا شخص عاقِل ہوگا یا عقل کا دُشمن۔ اِسی طرح دُنیا مالکُ الملوک کا گھر ہے اَور تم کو اِس میں صرف اِجازت گزرنے ہی کی دی گئی ہے۔ اَور جتنی چیزیں اِس دُنیا میں ہیں تو ان سے سفر کرنے والا ہے۔ اِسی واسطے جناب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے :-

اَنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْحِیْ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ وَاَعْمِلْ مَاشِئْتَ فَاِنَّکَ تُجْزٰی بِہٖ وَعِشْ مَاشِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ۔

جبرائیل (علیہ السّلام) نے میری رُوح میں یہ بات پھُونک دی کہ جس چیز سے تُو چاہے محبّت کر تو اُس سے ضرور جُدا ہوگا۔ اَور جو تُو چاہے عمل کر لے اس کی جزا ضرُور ملے گی اَور جب تک چاہے جی لے مرنا ضرُور ہے۔

کیا تجھ کو معلُوم نہیں کہ جو شخص دُنیا کی محبّت کرتا ہے۔ آخر اس سے جُدا ہو جاتا ہے۔ اَور اپنا توشہ زہرِ قاتل کرتا ہے۔ اَے نفس تو گزرے ہُوئے لوگوں کا حال نہیں دیکھتا کہ وُہ اپنے مکانوں، زمینوں اَور مُلکوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اَور ایسی ایسی اُمیدیں کرتے تھے جن تک پہنچ نہ سکے۔ اَے نفس شاید علوِّ جاہ اَور مرتبہ کی محبّت سے تیری آنکھوں میں چربی چھا گئی ہے تُو یہ نہیں جانتا کہ جاہ صرف بعض لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا نام ہے۔ تو فرض کر کہ جتنے لوگ رُوئے زمین پر ہیں تیرا کہا مانیں اَور تجھے سجدہ کریں۔ پھر کیا تو یہ نہیں جانتا کہ پچاس یا سو سال کے بعد نہ تو زمین پر رہے گا اَور نہ وُہ جنہوں نے تجھے سجدہ کیا تھا پھر ایک اَور زمانہ آئے گا۔ جس میں نہ تیرا ذکر اَور نہ اُن شخصوں کا ذِکر رہے گا جو تیرا ذِکر کرتے تھے جیسا کہ بیشتر بادشاہوں کا حال ہُوا ہے کہ اَب کسی کا نشان نہیں پایا جاتا۔ یہ اس صُورت میں ہے کہ تُو اُن بادشاہوں میں سے ہو اَور ہر ایک

چیز تیرے پاس موجود ہو۔ نہ اِس صورت میں کہ تُو اپنے کسی محلّے کا یا اپنے گھر کا مالک ہو۔ تو اس صورت میں آخرت کو چھوڑنا نہایت ہی حماقت ہے۔ اَے نفس تو بڑا جاہل ہے کہ جب بہت دُنیا اُن لوگوں سے چُھڑائی گئی تو تُو اُس میں تھوڑی کو کیوں نہیں چھوڑتا۔ اَور تو دُنیا کے سامان دیکھ کر کیوں خوش ہوتا ہے۔ تیرے شہر میں بہت لوگ کافر ایسے ہیں جو دُنیا میں تجھ سے بڑھ کر ہیں۔ اَور دُنیا کی لذّت اَور زینت ان کے پاس تجھ سے زیادہ ہے۔ پس تُف ہے تیری عقل پر کہ ذلیل لوگ بھی تجھ سے بڑھ کر ہوں اَور تو انبیاء و اَولیاء اَور ربّ العٰلمین کا ہمسایہ ہو کر رہنے کو اچھا نہ سمجھے۔ اَور اُن جاہلوں کی جُوتیوں میں رہنا پسند کرے۔ یہ بھی صرف چند روز کے واسطے۔

اَے نفس! تُو بڑا ہی جاہل ہے اَور عقل کا کچّا۔ نہ دُنیا ہی مِلی نہ دین ہی مِلا۔ اَب یہی سمجھ کہ موت نزدیک آگئی ہے۔ جو کچھ کرنا ہے اَب جلدی کر۔ ورنہ تیری طرف سے نہ کوئی نماز پڑھے گا، نہ روزہ رکھے گا اَور نہ عبادت کرے گا۔ اَب خُدا اپنے کو راضی کر لے۔ تُو نہیں جانتا کہ موت تیرے وعدہ کی جگہ ہے اَور قبر تیرا گھر ہے۔ اَور قیامت کا خوفِ اکبر پیچھے لگا ہوا ہے۔ اَے کم بخت تجھ کو ذرا شرم نہیں آتی کہ ظاہر کو تو خلقت کے واسطے بناتا ہے اَور باطن میں گناہ کر کے خدا کو ناراض کرتا ہے۔ خلق سے شرم ہے اَور خالق سے نہیں ہے کیا وُہ تجھے خلقت کی نسبت بھی کم دیکھتا ہے۔ لوگوں کو تُو خیر کی طرف بُلاتا ہے اَور آپ بُرے کام کرتا ہے۔ اَوروں کو یاد دِلاتا ہے اَور خود اس پاک ذات کو بھُولا ہُوا ہے۔ تیرا بُرا ہو تُو تو شیطان کا گدھا بن گیا۔ جہاں چاہتا ہے تجھے ہانک لے جاتا ہے باوجُود اِس نقصان کے تُو اپنے عمل پر کیوں شیخی کرتا ہے۔ شیطان کی طرف نہیں دیکھتا کہ دو لاکھ برس عبادت کی اَور آخر انجام اُس کا کیا ہُوا۔ اَور تُو باوجُود اِتنی خطاؤں کے پھر بھی دُنیا کو آباد کرتا ہے۔ گویا اس سے سفر نہ کرے گا۔ قبر والوں کا حال کیوں نہیں دیکھتا جنہوں نے بہت مال جمع کیا تھا اَور مکان مضبُوط بنوائے تھے اَور بڑی بڑی توقع رکھتے تھے سب کے سب تباہ ہُوتے۔ ع

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت　　　رفت و منزل بدیگرے پرداخت

کیا تجھ کو اُن کے حال سے عبرت نہیں ہوتی یا تو اُن کا حال نہیں دیکھتا یا آخرت میں صرف وہی بُلاتے گئے ہیں اَور تو ہمیشہ دُنیا ہی میں رہے گا۔ یہ کام دانشمندوں کا نہیں جب سے تُو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ اُس روز سے تُو اپنی عُمر کی دیوار گراتا چلا جاتا ہے۔ اَور مال کے زائد ہونے سے خوش ہوتا ہے اَور عمر کے کم ہونے کا غم نہیں کرتا۔ اگر عمر کم ہُوئی اَور مال بڑھا تو ایسے مال سے کیا فائدہ ہے۔ اَے کم بخت تو آخرت سے دِل چُراتا ہے۔ اَور وُہ تیری طرف دوڑ کر آ رہی ہے اَور تو دُنیا کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہے اَور وُہ تجھ سے رُوگردان ہو رہی ہے۔ اب تُو اِس دُنیا سے انبیاؑ اَور اَولیاؒ کی طرح نکل جا پیشتر اِس کے کہ تُو زبردستی نکالا جائے۔ اَے نفس تجھے چاہیئے کہ اَب دُنیا کو نظرِ عبرت سے دیکھے اَور اس میں تھوڑا توشہ اختیار کرے اَور طلبِ آخرت میں سبقت کرے۔ ایسے لوگوں میں سے مت ہو کہ جتنا اُن کو مِلا اُس کا شکر تو نہ کیا اَور زیادتی کے خواہاں ہُوئے۔ لوگوں کو منع کرتے ہیں اَور خود باز نہیں آتے۔ ؏

ترکِ دُنیا بمردم آموزند　　　خویشتن سیم و غلّہ اندوزند

اَب میری نصیحت کان دھر کر سُن۔ اپنے مالک الملک کے آگے رو اَور گناہوں کی شکایت کر اَور فریاد و زاری سے مت تھک۔ شاید تم پر رحم فرما دے اَور تیری فریاد رسی کرے۔ اِس لِئے کہ تیری مُصیبت بڑھ گئی ہے اَور تُو سخت بلا میں مبتلا ہے۔ اَور عبادت و آخرت کے راستے سب تجھ پر تنگ ہو گئے ہیں۔ نہ نصیحت نے تجھ پر اثر کیا نہ توبہ نے تجھ کو ملائم کیا۔ اَب اللہ رحیم اَور کریم کی طرف فریاد کر کہ اُس کی رحمت اَور کرم عام ہے۔ اَور اِس امر میں اپنے باپ حضرت آدم علیہ السّلام کی متابعت کر۔ چنانچہ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے جنّت سے زمین پر اُتارا تو آنکھوں سے آنسو بند نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ساتویں روز ان پر نظرِ عنایت سے دیکھا اَور وُہ رنجیدہ خاطر اَور

اندوہ گین سر نیچے ڈالے ہوئے تھے۔ ان پر وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السّلام) تو اتنا کیوں روتا ہے۔ عرض کی الٰہی میری مصیبت بڑھ گئی۔ اور گناہوں نے مجھے گھیر لیا۔ اور عالم ملکوت سے میں نکالا گیا۔ اور بزرگی کے بعد ذلّت کے مقام میں آگیا اور سعادت کے بعد بدبختی میں، راحت کے بعد مصیبت میں اور عافیت کے بعد بلا میں اور بقا کو چھوڑ کر فانی گھر میں آیا تو اپنی خطا پر کیسے نہ روؤں۔ تو خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السّلام) کیا میں نے تجھ کو اپنے لئے برگزیدہ نہیں کیا تھا، اور اپنے گھر میں نہیں اُتارا تھا۔ اپنی کرامت سے مخصوص نہیں کیا تھا۔ اور اپنے غصّے سے نہیں ڈرایا تھا۔ اور کیا میں نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا تھا۔ اور اپنی رُوح تجھ میں نہ ڈالی تھی۔ اور تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ نہیں کرایا تھا۔ پھر تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اور میرے غصّے کا معرض ہوا۔ قسم ہے اپنے عزّت وجلال کی کہ اگر میں زمین کو ایسے لوگوں سے بھروں کہ سب تیرے جیسی عبادت کریں۔ پھر میری نافرمانی کریں تو اُن کو گنہگاروں کے مقام میں اُتار دُوں گا۔ یہ سُن کر حضرت آدم (علیہ السّلام) تین سو برس روئے تا آنکہ خدا کی رحمت ومحبّت نے اُن کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور اُن کی توبہ مقبول ہُوئی۔ ایسے ہی سلف صالحین اپنے اللہ کریم کے آگے رویا کرتے تھے۔ جس شخص کو رونے کی لذّت نہ آئی اور اپنے نفس کو نگاہ نہ رکھا تو کیا تعجّب ہے کہ خُدا تعالیٰ بھی اُس سے خوش نہ ہو۔

مولٰینا نے بھی سچ فرمایا ہے ؎

اصلِ وحدت کی نہ پی جس نے شراب — یا نہ کھائے نفس کافر کے کباب

پیرجی ہو یا کہ عالم بے بدل
تُف ہے دونوں پر کہ ہیں یہ بے عمل

فصل ۲

اِس بیان میں کہ ہر چیز سے زیادہ محبّت کی مستحق خداپاک کی ذات ہے

واضح ہو کہ تمام اُمّت کا اِتفاق ہے کہ اِنسان کو اللہ کریم اور اُس کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے محبّت کرنی فرض ہے۔ اِنسانی پیدائش و خلقت کا مقصُود بھی محبت ہے۔ یہی اس کا انجام ہے۔ جس دل میں اللہ اور اس کے رسُول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی محبّت نہیں وُہ جمادات اور نباتات سے بھی بدتر ہے۔ اسی محبّت کے حاصل کرنے کے واسطے خدا تعالےٰ نے طرح طرح کی عبادات اور اس پر گوناگوں فضائل مقرّر کیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (۲۷/الذّاریٰت: ۵۶)

اور مَیں نے جنّ و انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وُہ میری عبادت کریں۔

عبادت کا مزہ اور لُطف نہیں آتا جب تک محبّت دِل میں پَیدا نہ ہو۔ محبّت و عبادت باہم لازم و ملزُوم ہیں۔ بلکہ محبّت عبادت سے افضل ہے۔ محبّت سے اِیمان مضبُوط و مستحکم ہوتا ہے۔ یہی محبّت اہلِ ایمان کی جان اور نشان ہے۔ اِس پر دلیل یہ ہے کہ وُہ خود فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط (۲/البقرۃ: ۱۶۵)

اور اِیمان والے اللہ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے ہیں۔

دُوسری آیت میں فرماتا ہے:۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ

یعنی خدا اُن کو دوست رکھتا ہے اور وُہ خُدا کو دوست رکھتے ہیں۔

اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے اِسی محبّت کو شرطِ ایمان فرمایا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا۔

تم سے کوئی ایمان والا نہیں ہو گا جب تک اللہ اور اس کے رسولؐ کو سب چیزوں سے عزیز اور پیارا نہ جانے۔

ایک اور حدیث میں اسی طرح فرماتے ہیں:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (متفق علیہ)

تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو گا جب تک وہ مجھ کو اپنے والد، بیٹے اور تمام لوگوں سے پیارا اور عزیز نہ بنا لے۔

اور خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآءُکُمْ وَاَبْنَآءُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط

(۱۰/التوبۃ: ۲۴)

آپؐ فرمائیے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا۔ اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو۔ زیادہ پیارے تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اور دیگر انبیاء اور صحابہ کرام اور اولیاء عظّام اور علماء کی محبّت بھی اللہ تعالیٰ کی محبّت میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبّت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتّباع اور محبّت پر منحصر ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت کا مدار صحابہ کرام اور دیگر اولیاء و علماء کی محبّت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (۳/آلِ عمران : ۳۱)

آپؐ فرمائیے اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو محبّت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی دعا میں یوں ملتجی ہوا کرتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِیْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ۔

اے اللہ تو مجھے اپنی محبّت دے اور اُس شخص کی محبّت دے جس کی محبّت تیرے نزدیک مجھے نفع دے۔

ایک روایت میں ترمذی اور مُستدرک حاکم میں اس طرح آیا ہے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

یا اللہ میں تجھ سے تیری محبّت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبّت کا جو تجھ کو دوست رکھتا ہے۔ اور ایسے عمل کا جو مجھ کو تیری محبّت تک پہنچا دے۔ یا اللہ تو اپنی محبّت کو میرے واسطے زیادہ عزیز و پیارا بنا دے میری جان، میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے

ایک شخص نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا تُو نے اُس کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ میں نے بہت روزے اور بہت نمازیں تو نہیں کیں۔ مگر مجھ کو اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تُو دوست رکھتا ہے۔

سِرّی سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز جن کو محبّتِ الٰہی غالب ہوگی اُن کو انبیاء کے نام سے پُکاریں گے۔ مثلاً ارشاد ہوگا کہ اے اُمّتِ مُوسٰیؑ، اے اُمّتِ عیسٰیؑ، اے اُمّتِ محمدیؐ! مگر اولیاء اللہ کو یوں ارشاد ہوگا۔ اے اولیاء اللہ خدائے پاک

کی طرف چلو اور اُس وقت اُن کے دِل مارے خوشی کے پھٹنے کے قریب ہوں گے جس وقت اللہ کریم کو دیکھیں گے تو اپنی جان کو قربان کریں گے ۔ اَور پھر اُن کو یُوں اِرشاد ہوگا کہ بلا حساب جنّت میں جاؤ ۔ اَور پھر ارشاد ہوگا کہ اب تم راضی ہو ۔ پھر وُہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم کو کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں ۔ اُس وقت انبیاءؑ ، اَور اولیاءؒ اَور شہداءؒ کے سوا اَور لوگوں کی یہ حالت ہو گی کہ ہر ایک پسینے میں غرق ہوگا اَور شرمندہ ۔ پھر اُن کو یُوں ارشاد ہوگا کہ اَب جاؤ ۔ اُن لوگوں میں سے جنہوں نے تم سے محبّت کی ہو یا خدمت کی ہو یا اِحسان کیا ہو ، یا جس کو تمہارا جی چاہے جنّت میں اپنے ساتھ لے جاؤ ۔ پھر اولیاء ایسا ہی کریں گے ۔ بے شک یہ محبّت بہت عُمدہ ہے مگر اہلِ بصیرت کے نزدیک ۔ اگر غور کیا جائے تو سوائے اللہ تعالےٰ کے اَور کوئی محبُوب نہیں ۔ اَور نہ کوئی مستحقِ محبّت ہے ۔ اگر اس میں غور کیا جائے تو محبّت کے چار سبب ہیں ۔ اَور اِنہی چار اسباب کی محبّت جب دِل پر غالب آجاتی ہے تو اِنسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے ۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اَور چیزوں سے تو محبّت کرے اَور خدا کے ساتھ نہ کرے ۔ بے شک یہ اس کی جہالت ہے ۔

سببِ اوّل پر غور کرو کہ اِنسان سب چیزوں سے بڑھ کر اپنے نفس کو دوست رکھتا ہے ۔ اَور اس کا دوام و کمال و بقا چاہتا ہے ۔ اور ہلاک و نقصان سے بغض رکھتا ہے ۔ یہ باتیں ہر ایک زندہ چیز کی سرشت میں موجُود ہیں ۔ تو یہ بات بھی مقتضی محبّتِ الٰہی کی ہے ۔ اَب میں پُوچھتا ہُوں کہ تم کو کِس نے پیدا کیا ۔ اَور تمہاری حیات و ممات کِس کے قبضہ میں ہے ۔ اَور تم کو مال ، اَولاد ، اسباب کِس نے دیا ہے ۔ اگر وُہ تمہارا مال یا تمہیں ہلاک کرے تو کون بچا سکتا ہے ۔ اَور تمہارا وجُود کِس کے ساتھ قائم ہے ۔ اگر تم چشمِ بصیرت سے دیکھو تو نہ تم کسی چیز کے مالک ہو نہ اپنی جان کے ۔ بلکہ تمہاری جان کا قائم ہونا اس قیّوم اَور زندہ کے ساتھ ہے ۔ اَور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے نفس سے محبّت کرو اَور اس پاک ذات کے ساتھ نہ کرو ۔ اگر ایسا نہ کیا تو تم بے شک جاہل ہو ۔ اِس لِئے کہ محبّت ثمرۂ معرفت ہے ۔ اگر

معرفت نہ ہوگی تو محبّت بھی نہ ہوگی۔ اگر معرفت ضعیف ہے تو محبّت بھی ضعیف ہوگی۔ اِس لِئے حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنے رب کو پہچانے گا تو وُہ اس سے محبّت کرے گا۔ اَور دُنیا کو پہچانے گا تو اِس میں زُہد کرے گا۔ الغرض اگر اِنسان کو اپنے نفس سے محبّت رکھنی ضروری ہے تو اس ذاتِ پاک سے بھی ضرور محبّت ہونی چاہیئے جس کے باعث اس کے نفس کو قیام ہے۔ پھر اصل اَور صفات اَور ظاہر و باطن اَور جواہر و اعراض کا دوام اس ذاتِ پاک سے ہے اگر اِنسان غور سے دیکھے گا تو بے شک اس ذات سے محبّت کرے گا۔ بجز اس شخص کے جو ہمہ تن شہوات میں غرق ہو کر اپنے مالک سے غافل ہے۔

سببِ دوم یہ ہے کہ اِنسان اپنے نفس کے بعد اُس شخص سے محبّت کرتا ہے جو اُس کے ساتھ مال سے سلُوک کرے اَور ہر ایک طرح سے اس کی امداد کرے۔ اَور بدوں کی بدی کرنے اَور دُشمنوں کے ضرر سے اس کو بچائے۔ اَور جتنی غرضیں ہیں خواہ اس کے نفس کے ساتھ ہوں یا اولاد یا اقارب کے ساتھ، ان سب میں حصُول کا ذریعہ ہو تو بے شک ایسا شخص محبُوب ہوگا۔ تو یہ بات بھی یہی چاہتی ہے کہ سوائے اللہ کے اَور کسی سے محبّت نہ کی جائے۔ اِس واسطے کہ اگر اِنسان اپنے خدا کو پہچانے گا تو جتنی ظاہری و باطنی نعمتیں ہیں سب اس سے جانے گا اَور یہ اِنسان کے احاطہ سے باہر ہے کہ اس کی ہر ایک نعمت کو جانے اور ہر ایک کا شکر ادا کرے۔ جیسے کہ وُہ خُود ہی ارشاد فرماتا ہے :۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکوگے۔

(۱۴/النّحل : ۱۸)

معلوم ہوَا کہ احسان آدمی کی طرف سے مجازی ہے۔ احسانِ حقیقی اُس ذاتِ پاک ہی کی طرف سے ہے۔ فرض کرو کہ ایک بادشاہ نے تم کو تمام خزانے دے دیئے ہیں۔ اَور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جس طرح چاہو ان کو خرچ کرو۔ پھر شائد تمہارے دِل میں یہ خیال ہو کہ احسان بادشاہ کی طرف سے ہوَا ہے ہرگز نہیں۔ اِس میں کئی باتیں ہیں۔ اوّل اس بادشاہ کا موجود

ہونا، پھر مال کا ہونا، پھر مال پر قادر ہونا، پھر مال دینے کا اِرادہ اُس کے دِل میں خاص تمہارے لیے پیدا ہونا۔ اَب میں کہتا ہُوں کہ اُس شخص کو کِس نے پیدا کیا، اَور کِس نے مال دیا، اَور اس کی قدرت اَور اِرادہ کو کِس نے پیدا کیا، اَور اس کی محبّت تمہاری طرف کِس نے پھیری اَور اس کے دِل میں کِس نے ڈالا کہ وُہ تمہارے ساتھ سلوک کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں اُس ذات پاک کی طرف سے ہیں۔ اگر وُہ ذات پاک اِن باتوں کو پیدا نہ کرتا تو وُہ شخص تم کو ایک کوڑی نہ دیتا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے یہ تمام لوازم پیدا کِیئے تو وُہ بے چارہ تمہارے حوالے کرنے میں مجبُور ہے۔ اگر ایسے شخص کی محبّت ہو تو اُس کو مجازاً کہیں گے۔ پس عارف کو چاہیئے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے محبّت نہ کرے۔

سبب سوم اِنسان کا زینت میں محبّت کرنا ہے۔ یہ بات بھی تین اُمُور کی طرف راجع ہے۔ جیسا کہ عالِم باعمل خوش خلق یکتائے زمانہ ہو تو ضرور اِنسان اُس سے محبّت کرتا ہے۔ گو اس کا اِحسان اس پر ہو یا نہ ہو۔ دُوسرا غنی ہو یا بادشاہ ملک وسیع رکھتا ہو۔ اَور بہادری میں یکتا ہو تو بھی اِنسان اُس سے خواہ مخواہ محبّت کرے گا۔ جیسا کہ اگلے زمانہ کے بہادروں، بادشاہوں کے قِصّے سُننے ہی دِل میں جوش آجاتا ہے حالانکہ ان کو دیکھا ہی نہیں۔ تیسرا وُہ شخص کہ اپنی ذات میں شکیل اَور حسین ہو تو اکثر ایسے شخص کے ساتھ بھی محبّت ہو جاتی ہے تو یہ امر بھی یہی چاہتا ہے کہ سوائے اُس ذات پاک کے کسی سے محبّت نہ کی جائے اِس واسطے کہ اسی نے اس کو پیدا کیا۔ پھر اعضاء کامل بنائے۔ ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ پر ظاہری زینت جیسے کہ ابرو کا کمان کی شکل ہونا اَور لب سُرخ اَور آنکھوں کا بادامی شکل ہونا کہ اس سے صرف زینت ہی مقصُود ہے۔ اَور ضرُوری نعمتیں جیسے کھانا، پینا، گوشت، میوے اَور درختوں کی سبزی اَور کلیوں پھُولوں کی رنگت اَور میووں کی لذّتیں وغیرہ وغیرہ ظاہری زینت ہے۔ یہ تینوں قسم کی نعمتیں ہر ایک اِنسان وحیوان کے لِئے موجود ہیں۔ بلکہ تمام چیزیں جو فرش سے عرش تک پائی جاتی ہیں سب اُسی خالق کی طرف سے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ محسن فی الحقیقت وہی

ذات ہے۔ اگر کوئی اَور ہے تو اُس کی قُدرت سے ہے۔ تو اِس سبب کی رُو سے بھی غیر کے ساتھ محبّت کرنا جہالت ہے۔ اَور یہ بات ظاہر ہے کہ سب معلومات میں بزرگ تر خدا تعالیٰ ہے۔ اَور سب عِلموں میں عُمدہ تر عِلم معرفت ہے۔ ان سب علموں کو اکٹھا کرو۔ گو اوّلین یا آخرین ہوں تو اس ذات پاک کی نِسبت کچھ بھی نہیں۔ اس کا عِلم تو تمام اشیاء پر مُحیط ہے۔ جیسے کہ وُہ فرماتا ہے :۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (۱۱/یونس : ۶۱)

اَور نہیں چُھپا ہوتا آپ کے رب سے ذرّہ برابر بھی۔ زمین میں اَور نہ آسمان میں۔ اَور نہیں کوئی چھوٹی چیز اس ذرّہ سے اَور نہ بڑی۔ مگر وُہ روشن کتاب میں ہے۔

اگر تمام اہلِ زمین اَور اہلِ آسمان مِل کر دریافت کرنے لگیں کہ مثلاً مچھّر یا چیونٹی کے پیدا کرنے میں کیا حِکمت رکھی ہے تو ہرگز واقف نہ ہوں گے۔ مگر جس قدر اللہ تعالےٰ نے اُن کو جتلا دیا۔ اَور تمام مخلُوقات کے بارے میں یُوں اِرشاد ہے :۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (۱۵/بنی اسرائیل : ۸۵)

اَور نہیں دیا گیا ہے تمہیں عِلم مگر تھوڑا سا۔

اِس واسطے کہ تمام خلقت کی معلُومات محدُود ہیں۔ اُس کی قدرت کو دیکھو تو لا اِنتہا ہے۔ عِلم کو دیکھو تو تمام اشیاء پر محیط ہے۔ یہ نظیر بھی اِس بات کی مقتضی ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اَور محبوُب نہ ہونا چاہیئے۔ جو شخص قوّت میں سب سے زیادہ ہو اَور بادشاہ مشرق و مغرب کا ہو۔ اَور خوش خلق اَور نفس کے مکروں سے پاک ہو اَور بہمہ اَوصاف موصُوف ہو تو ایسے شخص کو اِنتہا درجہ کی یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ چند آدمیوں پر بعض امُور میں قادر ہوا کرتا ہے بغیر اس کے کہ وُہ اپنی جان پر قادر ہو۔ نہ تو وُہ موت کا مالک ہوتا ہے نہ حیات کا، نہ اپنے ضرر نہ فائدہ کا۔ بلکہ اپنی آنکھ کو اندھا ہونے اَور کان کو بہرہ ہونے اَور زبان کو گنگ

ہونے سے بچا نہیں سکتا اَور نہ اپنے بدن کی بیماریوں سے حفاظت کر سکتا ہے۔ اَور سوا اس کے کہ جو چیزیں اس کے اختیار میں نہیں جیسا کہ آسمانوں کے ملکوت، ستارے، پہاڑ، سمندر، اَور ہوائیں، بجلیاں، حیوانات وغیرہ وغیرہ، ان پر تو ذرّہ بھر بھی قادر نہیں۔ اگر وُہ ذاتِ پاک ایک مچھّر کو کسی بڑے زبردست بادشاہ پر مسلّط کر دے تو وُہ مچھّر ہی اس بادشاہ کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ ذوالقرنین کے حق میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ (۱۶/الکھف:۸۴) ہم نے اقتدار بخشا تھا اسے زمین میں۔

اس سے معلوم ہوُا کہ اس مالک نے ذوالقرنین کو ایک جزیرۂ زمین کا مالک بنا دیا تھا تمام اجسام کی نسبت زمین مثل ایک ڈھیلے کے ہے۔ اَور وُہ ولائتیں جن سے آدمی بہرہ مند ہوتے ہیں تمام زمین کی نسبت کچھ بھی نہیں ہیں۔ وُہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و قدرت سے تصرّفِ انسانی میں آتی ہیں پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کو محبُوب جانے اَور خدا تعالےٰ سے محبّت نہ ہو۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اَور تمام مخلُوقات اس کے قبضہ میں ہے۔ اگر سب کو ہلاک کر دے تو اُس کی بادشاہی سے ذرّہ کم نہیں ہوتا۔ اگر اس جیسے لاکھوں پیدا کر دے تو عاجز نہیں ہے، جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی دم نہیں مار سکتا۔ اگر کسی شخص کو یہ منظور ہو کہ پاک اَور منزّہ شخص سے محبّت کروُں تو سوائے اس ذات پاک کے اَور کوئی نہیں۔ اگرچہ انبیاءؑ اَور اَولیاء عیوُب و نقصان سے مبرّا ہیں۔ مگر کمال تنزیہہ بجز واحد قدّوس کے اَور کسی میں نہیں پایا جاتا مخلوق ایسی کوئی نہیں جس میں کوئی نقصان نہ ہو۔ بلکہ مخلوق اَور مجبُور ہونا عین نقصان ہے۔ معلوم ہوُا کہ کمال خدا ہی کے لیئے ہے۔ الغرض جمیل محبُوب ہوتا ہے۔ اَور جمیل مطلق وُہ واحد ہے۔ جس کا کوئی مثل اَور شریک نہیں۔ وُہ فرد ہے۔ ایسا پاک ہے کہ کوئی مزاحم نہیں۔ اَور غنی ایسا ہے کہ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اَور قادر ایسا ہے کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے عالم ایسا ہے کہ ذرّہ بھر چیز آسمان اَور زمین میں اُس کے علم سے باہر نہیں۔ قاہر ایسا ہے کہ اُس کے قبضۂ قدرت سے سلاطین وغیرہ جابروں کی گردنیں نہیں نکل سکتیں۔ ازلی ایسا ہے کہ اس کے

وجُود کی اِبتدا نہیں۔ ابدی ایسا ہے کہ اس کے بقاء کی اِنتہا نہیں۔ قیّوم ایسا ہے کہ خود قائم ہے اَور سب چیزوں کا اُس سے قیام ہے۔ وُہ اپنے مُلک اَور ملکوت میں یکتا ہے جس کے جلال کی معرفت میں عقلیں حیران ہیں۔ عارفین کی کمالِ معرفت یہ ہے کہ اُس کی معرفت سے عاجزی کا اقرار کریں۔ اَور اِنتہا نبوّتِ انبیاء یہ ہے کہ اس کی وصف سے قصور کا اعتراف کریں چنانچہ سیّدنا محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:۔

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔ (رَوَاہُ الْمُسْلِمُ وَ اَحْمَدُ)

میں تیری تعریف وصف نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی وصف کی ہے۔

اَور حضرت اَبُو بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ

ادراک نہ سمجھنے سے عاجزی کرنا بھی ادراک ہے۔

سُبحان اللّٰہ! کیا ذاتِ اقدس ہے کہ اپنے پہچاننے کا کوئی طریقہ سوائے عاجزی کے نہیں بتایا۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ خُدا تعالیٰ سے محبّت کس طرح ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیریّت کے جال کا اندھوں کی آنکھوں پر پردہ بنایا گیا ہے۔ اَور اُن پر تجلّی نہیں فرماتا وُہ بیچارے ظلماتِ نابینائی پر حیران ہیں ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

فصل۔۳

ذِکر کی کیفیّت اَور اُس کے معنیٰ

ذِکر کے معنیٰ یاد کرنا۔ اَور یاد دِل سے بھی ہوتی ہے اَور زبان سے بھی مگر افضل ذِکر وُہ ہے جو دِل اَور زبان دونوں سے ہو۔ ورنہ اگر صرف دِل سے ہو تو زبانی ذِکر سے افضل ہے چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں ایسا ہی کہا ہے۔ اَور یہ بھی کہا ہے کہ ذِکرِ خُدا دو طرح کا ہے۔ ایک ذِکرِ قلب، دُوسرا ذِکرِ لسان۔ پھر ذِکرِ قلبی دو طرح کا ہے۔ کہ ایک ذِکر دُوسرے ذِکر سے زیادہ افضل اَور بزرگی والا ہے۔ اس کو تفکّر اَور ذِکرِ خفی کہتے ہیں۔ اَور جو ذِکر بذریعہ تفکّر ہوتا ہے وُہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ عظمت اَور جلال اَور بزرگی اَور زمین وآسمان میں اُس کی قدرت کے آثار اَور نشانات اَور تمام اشیاء کو جو زمین وآسمان میں موجُود ہیں بنظرِ بصیرت ملاحظہ کرے تاکہ توحیدِ الٰہی پتھر کی لکیر کی طرح اُس کے دِل میں جم جائے۔ اِسی ذِکر کی فضیلت میں حدیث میں وارد ہے کہ:۔

خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ۔ اچھّا ذِکر خفی ہے۔

دُوسری قسم ذِکرِ قلبی کی یہ ہے کہ افعال اَور اِرادوں اَور خواہشوں یا خدا تعالیٰ کی حدُود اَور امر ونہی کے وقت اِنسان کے دِل میں خدا کی یاد آجائے۔ اَور غلبۂ شوق اَور خوفِ الٰہی دِل پر غالب آکر ان افعالِ نفسانی سے باز آجائے۔ اَور دِل خُدا کی یاد کے لِئے خالی ہو جائے اَور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ذِکر صرف زبان ہی سے ہوتا ہے۔ اَور اس کا ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ آپ سُنے۔ اَور یہی قولِ مختار ہے یعنی ذِکر زبان سے ایسا کرے کہ اوّل تو دُوسرے کو سُنائی دے۔ اگر ایسا نہ کرے تو اِتنا تو ہو کہ آپ اپنے ذِکر کو سُنے۔ اس کے سوا فقہاء کے نزدیک اَور ذِکر معتبر نہیں اَور نہ ہی اس کی کچھ حقیقت ہے۔ جس طرح کہ قرأت اَور طلاق

یا عتاق میں جب تک زبانی فعل کا تکرار نہ ہو اُس پر حکم نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی وُہ ذِکر بھی جو فعلِ زبان سے نہ ہو ذِکر میں محسُوب نہیں ہو سکتا۔ اَور جو ذِکر دِل سے ہو وُہ ان کے نزدیک قلب کا ایک فعل ہے جیسے علم اَور تصوّر یا اِدراک وغیرہ۔ اَور فعلِ قلب کا نام ذِکر نہیں ہے ذِکر اسی کا نام ہے جو زبان کا فعل ہے یا جو زبان سے کیا جائے نہیں معلوم کہ فقہاء کا اِس سے کیا مقصُود ہے۔ اگر ان کی مُراد لفظی معنوں سے ہے یعنی اگر یہ کہیں کہ لغت کی کتابوں میں فعلِ قلبی کو ذِکر نہیں کہتے تو ان کا یہ کہنا بھی کتبِ لُغت کے خلاف ہے۔ چنانچہ صحاح اَور قاموس میں لِکھّا ہے کہ ذِکر نِسیان کی ضِد ہے۔ اَور نِسیان بھی قلب کا فعل ہے۔ ہاں جو فعلِ لسان ہے اُس کو بھی ذِکر کہتے ہیں۔ پس ذِکر کا لفظ فعلِ قلب اَور فعلِ زبان دونوں کو مشترک ہے۔ پھر اگر فعلِ زبان کو ذِکر کہیں تو کیا وجہ ہے کہ جو فعلِ قلب ہو اُس کو ذِکر نہ کہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (۱۵/الکہف:۲۴) اَور یاد کر اپنے رب کو جب تُو بھول جائے۔

یہاں ذِکر سے مُراد قول اَور کلام نہیں ہے جسے فعلِ زبان پر اطلاق کیا جائے۔ کیوں کہ کلام بھی دو طرح کی ہوتی ہے نفسی اَور لفظی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ذِکر بھی لسانی اَور قلبی نہ ہو۔ اگر یہ مُراد ہے کہ وُہ فضیلتیں اَور خصُوصیّتیں جو ذِکر کی شان میں وارد ہیں اَور فعلِ زبان پر مترتّب ہیں اس چیز کو ثابت نہیں کرتیں جس کو فعلِ قلب کہتے ہیں۔ اَور نہ ہی وُہ فضائل اَور خواص فعلِ قلب پر مترتّب ہیں۔ تو یہ قول بھی بے دلیل ہے۔ اَور کیوں نہ ہو جب کہ فعلِ قلب کا نام ہی ذِکر رکھا جائے۔ اَور اگر مُراد یہ ہے کہ افضل ذِکر وُہی ہے جو زبان سے ہو۔ اَور دِل کا بھی اس میں تعلّق اَور موافقت ہو تو یہ بات الگ ہے۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ اَور نہ ہی اِس میں کوئی نزاع اَور خلاف ہے۔ مشائخِ طریقت صُوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک ذِکر دو قسم پر ہے قلبی اَور لسانی۔ ذِکرِ قلبی کا اثر بہت قوی اَور زیادہ ہے اَور ذِکرِ زبانی سے نہایت ہی افضل ہے۔ بلکہ حقیقت میں ہے ہی ذِکرِ قلبی۔ اَور ان کے نزدیک

ذِکر کی حقیقت یہ ہے کہ خُدا کے سوا سب کی نفی ہو جائے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی محبّت اَور توحید کے سوا باقی سب اشیاء کی محبّت دِل سے دُور ہو جائے۔ اَور یہی ذِکر کا مقصُود ہے۔ اَور قرأت اَور طلاق اَور عتاق پر ذِکر کا اطلاق کرنا جیسے کہ فقہاء کہتے ہیں۔ قیاس باطل اَور فاسد ہے۔ کیونکہ شرع میں صریحاً وارد اَور ثابت ہے کہ یہ سب اُمور زبان کے فعل ہیں اَور فعلِ زبان کے سوا ان پر احکام نافذ نہیں ہو سکتے۔ مگر ذِکر ایسا نہیں ہے۔ شاید فقہاء کا مقصُود یہ ہے کہ ذِکر سے مُراد وُہ اذکار و اَوراد ہیں جو نماز کے درمیان یا نماز کے بعد زبان سے ادا ہوتے ہیں مثلاً تسبیح اَور تحمید اَور تکبیر وغیرہ کے بارہ میں ثابت ہے کہ جب تک ان کو زبانی فعل یا تکرار سے ادا نہ کیا جائے ان پر ثواب یا جزا کے احکام صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسے کہ نماز میں قرأت زبان سے ادا نہ ہو تو نماز معتبر نہیں ہے۔ چنانچہ امام جزری کی کلام جو اس نے حصنِ حصین کے اوّل میں بیان کی ہے اِسی امر پر دلالت کرتی ہے۔ مگر یہ امر کہ دِل سے یاد کرنے کو بالکل ذِکر اَور یاد نہ سمجھیں اَور یہ جانے کہ کوئی ثواب یا نتیجہ اِس پر مترتّب نہیں ہے۔ مقامِ نظر ہے۔

فائدہ ۔ ذِکر چار طرح ہے :۔

اوّل یہ کہ صرف زبان سے ہو اَور دِل غافل ہو۔ اَور یہ ضعیف ہے۔ لیکن اثر سے خالی نہیں۔ کیونکہ زبانِ غافِل سے یہ زبان فضیلت رکھتی ہے۔

دوم یہ کہ زبان سے بھی ہو اَور دِل سے بھی، لیکن دِل میں متمکّن اَور برقرار نہ ہو۔ تکلیف کے ساتھ دل کو اس کی طرف لگایا جائے۔

سوم یہ کہ دِل میں ذِکر اِس طرح جما ہوا ہو کہ اگر کسی اَور کام میں بھی مشغول ہو تو دِل دُور نہ ہو سکے یہ درجہ عظیم ہے۔

چہارم یہ کہ حق تعالےٰ اس کے دِل پر غالب ہو۔ چنانچہ ذِکر اَور مذکور میں فرق نہ کر سکے۔ اَور اس کے دِل میں سوائے محبّتِ اِلٰہی کے کچھ نہ سما سکے اَور یہاں تک مستغرق

ہو جائے کہ ذِکر بھی فراموش ہو جائے اَور مذکُور باقی رہے اَور اِس درجہ تک پہنچ جائے کہ تمام دُنیا اس کو زہرِ قاتل ہو جائے اَور اپنا وجُود بھی اس کو اچھا نہ لگے صُوفیائے کرام اِس حالت کو فنا کہتے ہیں اَور یہی ذِکرِ حقیقی ہے۔
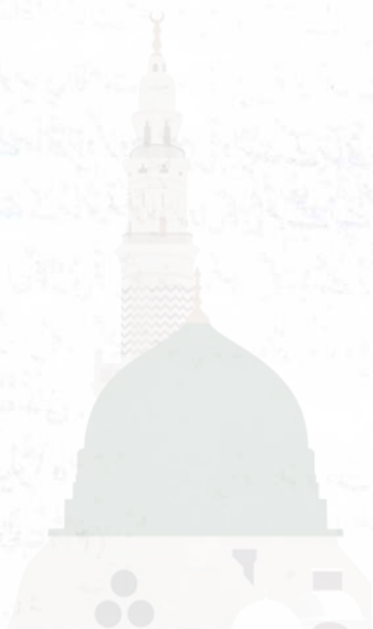
فصل ۴

ذِکر اَور اہلِ ذِکر کی فضیلت میں

قال اللہ تعالیٰ فی محکم کتابہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ۔ یعنی حق سبحانہ وجلّ قدرہ اپنی محکم کتاب قرآن مجید میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ یاد کرو مجھ کو میں تم کو یاد کروں گا۔ اِس آیت میں پروردگار عزّ اسمہٗ نے ذِکر کی فضیلت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اِس سے بڑھ کر اَور کیا فضیلت ہوگی کہ وُہ مالکِ دوجہان خالقِ اِنس وجان اِس ضعیف البنیان اِنسان کو یاد کرے پس افسوس ہماری حالت پر کہ ہم اپنے آقائے نامدار کی یاد سے غافل اَور لہو ولعب میں شاغل ہیں حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں جانتا ہُوں جس وقت مجھے میرا رب یاد کرتا ہے یاروں نے گھبرا کر عرض کی کہ آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں۔ فرمایا جس وقت میں اس کا ذِکر کرتا ہُوں اُس وقت وُہ میرا ذِکر کرتا ہے۔ مفسّرین علیہم الرحمۃ نے اِس آیت کے کئی طور پر معنی کِئے ہیں۔ یہ کہ یاد کرو مجھ کو میری طاعت کے ساتھ۔ میں تم کو مغفرت اَور ثواب کے ساتھ یاد کروں گا۔ یا تم مجھے توبہ کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں قبولیّت کے ساتھ یاد کروں گا۔ یا تم مجھے دُعا کے ساتھ یاد کرو میں اجابت کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔ یا تم مجھے اپنے گھواروں میں یاد کرو میں تم کو تمہاری لحد میں یاد کروں گا یعنی قول ثابت پر رکھوں گا۔ یا مجھے توکّل کے ساتھ یاد کرو میں کفایت کے ساتھ تم کو یاد کرُوں گا۔ یا مجھے اِحسان کے ساتھ یاد کرو میں تمہیں رحمت کے ساتھ یاد کرُوں گا۔ وَقَالَ اللہُ تَعَالیٰ :۔

اُذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا۔

(۲۲/احزاب: ۴۱)

وَقَالَ اللہُ تَعَالیٰ :۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط (۲۱/العنکبوت: ۴۵) اللہ کا ذِکر ہر عبادت سے بڑا ہے۔

یا یہ مُراد ہے کہ تمہارے یاد کرنے سے اللہ کا تم کو یاد کرنا بہت بڑا ہے۔ خیال کرو جب حق سبحانہٗ نے اپنے ذِکر کو اکبر فرمایا تو پھر بھی اس کی فضیلت میں کچھ شک ہے؟ ہر گز نہیں۔ یہ وُہ نعمت ہے کہ اِس سے جس کو کچھ بھی حصّہ مِل گیا۔ اس کے دو جہان تر گئے۔ فقیہ اَبُوالّلیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ اللہ کے ذِکر میں پانچ اچھی خصلتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے۔ دُوسرے یہ کہ طاعت اور عبادت کی حرص زیادہ ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ جب تک ذِکر میں مشغُول رہے گا شیطان سے محفُوظ رہے گا۔ چوتھے یہ کہ ذِکر سے قلب رقیق اور نرم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ گناہوں سے رُک جاتا ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِىْ فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِىْ وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَىَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔ (رواه البخاری والمسلم والترمذیؒ والنسائیؒ وابن ماجة)

روایت ہے حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے کہا اُنہوں نے فرمایا رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اور میں اس کے ہمراہ ہُوں جب وُہ میرا ذِکر کرتا ہے۔ اگر وُہ ذِکر جی میں کرتا ہے تو میں بھی اُس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہُوں۔ اگر وُہ لوگوں میں بیٹھ کر ذِکر کرتا ہے تو میں اُس کا ذِکر ایسے گروہ میں کرتا ہُوں جو اس کے گروہ سے بہتر ہے۔ اگر وُہ میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وُہ ایک ہاتھ میری طرف آتا ہے تو میں ایک باع اُس کی طرف جاتا ہُوں۔ اگر وُہ چل کر آتا ہے تو میں دَوڑ کر جاتا ہُوں۔"

اِس حدیث سے علاوہ ذِکر کی فضیلت کے کئی ایک فائدے حاصل ہوتے۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ ذاکر کے ہمراہ رہتا ہے۔ اور یہ مضمون ایک دُوسری حدیث میں بھی آیا ہے:-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ۔ (رواہُ البُخَارِیْ)

حضرت اَبُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ہمراہ ہُوں جب تک وُہ میری یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میرے ذِکر میں ہلتے ہیں۔

پس جب اللہ تعالیٰ ساتھ ہوا تو اَور کیا چاہیئے۔ سارے کام دین و دُنیا کے بن گئے۔ اَور جو شخص خدا کو یاد نہیں کرتا۔ خدا اُس سے دُور رہتا ہے۔ پھر کون اُس کا مددگار بن سکتا ہے۔ دُوسرا فائدہ یہ ہے کہ اِس حدیث کے مضمون سے معلوم ہوا کہ ذِکر دو طرح پر ہے۔ ذِکرِ قلبی اَور ذِکرِ لسانی۔ ذِکرِ قلبی کا اثر قوی اَور بزرگ تر ہے۔ اَور اس کو خفی بھی کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ذِکرِ خفی ذِکرِ لسانی سے ستّر درجہ افضل ہے۔ یہ وُہ ذِکر ہے جو فرشتے اعمال لکھنے والے بھی نہیں سُنتے۔ چنانچہ اِسی ذِکر کی فضیلت اَور اِسی مضمون کی شان میں ابنِ ماجہ نے روایت کی ہے:-

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہر وقت کیا کرتے تھے۔

اِس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری فرماتے ہیں:-

لَا یُتَصَوَّرُ ھٰذَا الذِّکْرُ اِلَّا بِالْقَلْبِ فَاِنَّ الذِّکْرَ اللِّسَانِیْ لَا یُتَصَوَّرُ فِیْ کُلِّ اَحْیَانٍ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ لَا یَخْلُوْ اِمَّا

یہ ذِکر متصوّر نہیں ہو سکتا مگر دِل کے ساتھ کیونکہ ذِکرِ لسانی ہر وقت مُمکن نہیں۔ کیوں کہ اِنسان دو حال سے خالی نہیں یا سوتا ہو گا

اَنْ یَّکُوْنَ نَائِمًا اَوْ یَقْظَانَ فَالنَّائِمُ یَکُوْنُ غَافِلًا عَنْ ذِکْرِ اللِّسَانِ وَکَذٰلِکَ الْیَقْظَانُ اِذَا کَانَ فِی الْقَاذُوْرَاتِ فَذِکْرُ اللِّسَانِ ھٰھُنَا مَکْرُوْہٌ بِخِلَافِ الذِّکْرِ الْقَلْبِیِّ فَاِنَّ تَعَلُّقَ الْقَلْبِ بِجَنَابِ الْبَارِیْ فِی النَّوْمِ وَالْیَقْظَۃِ سَوَاءٌ وَلِذَا قَالَ شَیْخُنَا الْمُجَدِّدُ اَلْحَالَۃُ النَّامِیَۃُ فَوْقَ حَالَۃِ الْیَقْظَۃِ لِعَدَمِ تَعَلُّقِ الْبَاطِنِ اِلَی الظَّاھِرِ وَحَالَۃُ السَّکَرَاتِ فَوْقَ حَالَۃِ الْمَنَامِ وَحَالَۃُ الْبَرْزَخِ فَوْقَ حَالَۃِ السَّکَرَاتِ وَحَالَۃُ الْعَرَصَاتِ فَوْقَ حَالَۃِ الْبَرْزَخِ وَحَالَۃُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَوْقَ حَالَۃِ الْعَرَصَاتِ لِاَنَّھُمْ یَرَوْنَ اللّٰہَ عَیَانًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ وَفُسِّرَتِ الزِّیَادَۃُ فِی الْحَدِیْثِ بِرُؤْیَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَھٰذَا کُلُّہٗ لِمَنْ لَہٗ ذَوْقٌ فِی الْقَلْبِ لَا لِلَّذِیْ ھُوَ اِلَی الظَّاھِرِ الْمَحْضِ مُسْتَقِیْمٌ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ وَفِی الْحَدِیْثِ

یا جاگتا۔ سونے کی حالت میں ذکرِ لسانی سے غافل رہتا ہے۔ اور ایسے ہی جاگنے کی حالت میں جب انسان گندگی اور ناپاک جگہ میں ہو تو وہاں بھی ذکرِ لسانی مکروہ ہے برخلاف ذکرِ قلبی کے۔ کیونکہ دل کا تعلق جناب باری تعالیٰ کے ساتھ سونے اور جاگنے کی حالت میں برابر ہے۔ اِس واسطے ہمارے شیخ مجدّد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حالتِ نامیہ باطن کے ظاہر کے ساتھ تعلّق نہ ہونے کی وجہ سے حالتِ بیداری پر فوقیت رکھتی ہے اور حالتِ سکرات حالتِ منام پر اور حالتِ برزخ حالتِ سکرات پر اور حالتِ عرصات حالتِ برزخ پر اور اہلِ جنّت کی حالت اہلِ عرصات کی حالت پر فوقیّت رکھتی ہے۔ کیونکہ اہلِ جنّت خُدا تعالیٰ کو ظاہر اور بے پردہ دیکھیں گے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ۔ اور زیادہ کی تفسیر حدیث شریف میں رؤیتِ خدا جلّ شانہٗ سے کی گئی ہے۔ یہ سب کچھ اُسی کے واسطے ہے۔ جس کے دِل میں ذوق ہے نہ اُس کے لِئے جو محض ظاہر کی طرف جُھکا ہُوا ہے جیسے کہ

خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَا یَکْفِیْ وَجَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْضًا اَفْضَلُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ الَّذِیْ لَا یَسْمَعُ الْحَفَظَۃُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ جَمَعَ اللّٰہُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِھِمْ وَجَاءَتِ الْحَفَظَۃُ بِمَا حَفِظُوْا وَکَتَبُوْا قَالَ لَھُمْ اُنْظُرُوْا اَھَلْ بَقِیَ لَہٗ مِنْ شَیْءٍ فَیَقُوْلُوْنَ مَا تَرَکْنَا مِنْ شَیْءٍ مِمَّا عَلِمْنَاہُ وَحَفِظْنَاہُ اِلَّا وَقَدْ اَحْصَیْنَاہُ وَکَتَبْنَاہُ یَقُوْلُ اللّٰہُ اِنَّ لَکَ عِنْدِیْ حَسَنَۃً لَا تَعْلَمُہٗ وَاَنَا اَجْزِیْکَ بِہٖ وَھُوَ ذِکْرُ الْخَفِیِّ ۔ ذَکَرَہُ السَّیُوْطِیُّ فِیْ بُدُوْرِ السَّافِرَۃِ عَنْ اَبِیْ یَعْلَی الْمُوْصِلِیِّ عَنْ عَائِشَۃَ کَمَا ذَکَرَہٗ عَلِیُّ ابْنُ الْقَارِیْ وَقَالَ فِیْہِ حُجَّۃٌ لِسَادَاتِنَا النَّقْشَبَنْدِیَّۃِ ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ۔ مگر وُہ آدمی جس کو اللہ نے قلبِ سلیم دیا ہے ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اچھا ذِکر خفی ہے اور اچھا رزق وُہ ہے جو کفایت کرے ۔ اور نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت ہے کہ افضل ذِکر خفی ہے ستّر درجہ ، جو اعمال لکھنے والے فرشتے نہیں سُنتے ۔ جب قیامت کا دن ہوگا خُدا تعالیٰ خلائق کو جمع کرے گا ۔ اس وقت فرشتے اعمال لکھنے والے اعمال نامہ لاویں گے ۔ جو کچھ وُہ یاد رکھیں گے ۔ اور اُنہوں نے لکھا ہوا ہوگا پیش کریں گے ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو ان کے واسطے کچھ باقی رہا ہے (یعنی کوئی ایسا عمل تو نہیں رہ گیا جو لکھّا نہیں گیا) وُہ عرض کریں گے خُدایا ! جس چیز کو ہم نے جانا اور یاد کیا وُہ تو ہم نے جمع کردی ۔ کوئی باقی نہیں چھوڑی ۔ پھر اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کرکے فرمائے گا کہ تحقیق تیرے لئے میرے پاس ایک نیکی ہے جس کو تُو نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دُوں گا ۔ وُہ نیکی ذِکرِ خفی ہے ۔ ذِکر کیا اس کو جلال الدین سیُوطیؒ نے اپنی کتاب بدور السافرہ میں بروایتِ ابی یعلی موصلی عن عائشہ ایسا ہی ذِکر کیا مُلّا علی قاری نے اور کہا اُس نے کہ یہی بڑی حجّت ہے ہمارے سادات مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ اجمعین کے واسطے ۔

اِسی ذِکر کی تعلیم کے واسطے خُدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ ۔ (۹/الاعراف : ۲۰۵)

یاد کرو اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) اپنے رب کو اپنے جی میں۔

انشاء اللہ تعالیٰ اِس آیت کا مفصّل ذِکر بیانِ مراقبہ میں لِکھُوں گا۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں میں بیٹھ کر ذِکر کرنا بھی مُوجبِ اجرِ عظیم ہے۔ ذِکرِ لسانی کا یہ فائدہ ہے کہ جب کوئی گناہ سامنے آتا ہے تو بندہ خُدا سے ڈر کر اس کو یاد کر کے اُس سے کنارہ کرتا ہے اَور باز رہتا ہے ایسے ذاکر کے مُنہ سے کوئی بُری بات نہیں نِکلتی۔ وُہ جانتا ہے کہ جس مُنہ سے مَیں خدا کا نام لیتا ہُوں اُسی منہ سے اَور اُسی زبان سے فحش اَور بے حیائی اَور سخنِ ناہموار کیسے نِکالوُں۔ وُہ اِس بات سے شرم کرتا ہے کہ مَیں اَب کِس طرح غیبت کرُوں کِس طرح جھوٹ بولوُں۔ سو یہ ذِکر ہر معصیّتِ ظاہر و باطن سے بچاتا ہے۔ اَور آخرت کی نجات دلاتا ہے۔ وُہ شخص بڑا بختاور ہے اَور اُس کے بڑے ہی اچھے نصیب ہیں جس کو حق سُبحانہ، نے اپنے ذِکر و فکر کی توفیق عنایت فرمائی ہے۔ اَور وُہ بڑا ہی بدنصیب ہے جس کا سارا وقت واہیات باتوں اَور نکمّے کاموں میں گزر جاتا ہے۔ نہ کبھی ذِکر کرتا ہے نہ فکر۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ۔ ایسے شخص کے خاتمے کا خُدا ہی حافظ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ ۔

حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلّم) تحقیق احکام اسلام کے (یعنی نوافل) بہت غالب ہُوئے ہیں مجھ پر (یعنی وُہ اتنے ہیں کہ ان کے کرنے سے عاجز ہُوں) پس مجھے کوئی ایسی چیز عنائیت فرمائیے جس کے ساتھ میں پنجہ مارُوں (یعنی جو جامع ہو اَور ثواب بھی زیادہ ہو ایسا عمل بتائیے) آپؐ نے فرمایا ہمیشہ رہے زبان تیری اللہ کے ذِکر کے ساتھ تر۔

اِس حدیث میں زبان سے مُراد یا تو یہی زبان ہے جو مُنہ میں ہے یا زبان دِل کی مُراد ہے یعنی تیرا دِل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو اَور مصرُوف رہے۔ یعنی یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ہوتے ہُوئے فرائض کے علاوہ کِسی اَور عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک حدیث میں یُوں آیا ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل نے فرمایا کہ اخیر کلام جو میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کی تھی کہ کونسا عمل بہت محبُوب ہے اللہ کو؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا۔

اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

یعنی تیرا مرنا اِس حالت میں ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذِکر میں تر ہو۔

اِس حدیث کو ابن ابی الدنیا اَور طبرانی اَور براز اَور ابن حبّان نے روایت کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ابوالخارق سے یُوں بھی روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نُور میں ڈھانپا ہوا ہے میں نے پُوچھا یہ کون ہے؟ کیا کوئی فرشتہ ہے؟ کہا گیا نہیں۔ پھر میں نے پُوچھا کہ کیا کوئی نبی ہے؟ کہا گیا کہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک آدمی ہے۔ اِس کی زبان دُنیا میں اللہ کے ذِکر سے تر رہتی تھی۔ اَور اس کا دِل مسجدوں میں معلّق تھا۔ اَور یہ اپنے ماں باپ کو دُشنام نہیں دیتا تھا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: لِكُلِّ شَيْئٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ وَمَا مِنْ شَيْئٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ قَالَ وَلَا اِنْ يَّضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

عبداللہؓ بن عُمر سے روایت ہے کہا اُنہوں نے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے واسطے صاف کرنے کا آلہ ہے اَور دِل کے صاف کرنے کا آلہ اللہ کا ذِکر ہے اَور کوئی چیز ذِکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ خُدا کے رستہ میں جہاد کرنا بھی نہیں آپؐ نے

فرمایا، نہیں ۔اگرچہ اتنا مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔

یعنی جہاد اِس درجہ تک بھی پہنچ جائے ۔پھر بھی یہ ذکر افضل ہے ۔ترمذی کی روایت میں ابُوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس طرح آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا گیا کہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کے ہاں کون بڑا درجہ رکھیں گے ۔آپؐ نے فرمایا وُہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں ۔راوی کہتا ہے کہ میں نے پُوچھا ۔یارسُولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! اَور غازی لوگ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جنگ کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ۔اگرچہ غازی اپنی تلوار یہاں تک کفّار و مُشرکین پر چلائے کہ ٹُوٹ جائے اَور خون سے لتھڑ جائے، تو بھی ذاکر درجہ میں افضل ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔

حضرت ابُوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ خدا کا ذِکر بہت کیا کرو ۔یہاں تک کہ لوگ تم کو دیوانہ کہیں ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَابْنُ حِبَّانٍ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاَسْنَادِ)

پس اہلِ اِیمان واِسلام کو چاہیئے کہ لوگوں کے کہنے پر نہ جائیں ۔اپنے مولیٰ کی یاد میں لگے رہیں۔ لوگ دیوانہ کہیں تو کہیں، رِیا کار کہیں تو کہیں ۔اپنی نیّت خالِص ہو تو کُچھ حرج نہیں ۔

اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا یَّقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَاؤُنَ ۔

تم اللہ کو ایسا یاد کرو کہ مُنافق لوگ تم کو رِیا کار کہیں ۔

اِس حدیث کو طبرانی اَور بیہقی نے روایت کیا ہے ۔طبرانی کی ایک روایت میں حضرت ابُوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے یُوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص درھم اللہ تعالیٰ کے راستے میں بانٹتا ہو ۔اَور دُوسرا ذِکر میں لگا ہو تو وُہ ذاکر اُس سے افضل ہو گا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیُّ۔

رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ نہ بہت کلام کرو بغیر ذکرِ خدا کے۔ کیونکہ بہت کلام کرنا بغیر ذکرِ خدا کے دل کی سختی اور قساوت کا سبب ہے۔ اور بے شک لوگوں میں سے اللہ تعالےٰ سے سب سے دُور سخت دِل والا ہے۔

اِس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے واہیات اور بے ہُودہ باتوں سے منع فرمایا اور ذکر کی ترغیب فرمائی۔

فقیہ ابُواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ تنبیہ الغافلین میں حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:۔

رَوٰی وَھْبُ ابْنُ مُنَبِّہٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا بَعَثَ اللّٰہُ یَحْیٰی ابْنَ زَکَرِیَّا عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَمَرَہٗ بِاَنْ یَّأْمُرَھُمْ بِخَمْسِ خِصَالٍ وَ یَضْرِبَ لَھُمْ بِکُلِّ خَصْلَۃٍ مَثَلًا۔ اَمَرَھُمْ اَنْ یَّعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّضَرَبَ لَھُمْ مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الشِّرْکِ کَمَثَلِ رَجُلٍ اِشْتَرٰی عَبْدًا مِّنْ خَالِصِ مَالِہٖ ثُمَّ اَسْکَنَہٗ دَارًا وَّزَوَّجَہٗ جَارِیَۃً لَّہٗ وَدَفَعَ اِلَیْہِ مَالًا وَّ اَمَرَہٗ اَنْ یَّتَّجِرَ فِیْہِ وَیَأْکُلَ مِنْہُ مَا یَکْفِیْہِ

رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب اللہ جلّ شانہٗ نے یحییٰ بن زکریّا علیہما السّلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعُوث فرمایا۔ تو اُن کو حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کو پانچ خصلتیں بجا لانے کا حکم کرو اور ہر ایک خصلت پر ایک مثال بیان کرو۔ پہلے حضرت یحییٰؑ نے اُن کو یہ امر فرمایا کہ حق سُبحانہٗ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اور اُس پر یہ مثال بیان فرمائی کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دُوسرے کو شریک ٹھہرائے اُس کی یہ مثال ہے جیسے کسی شخص نے اپنی خالص چاندی اور سونے سے

وَيُؤَدِّيَ اِلَيْهِ فَضْلَ الرِّبْحِ فَعَمَدَ الْعَبْدُ اِلٰى فَضْلِ رِبْحِهٖ فَجَعَلَ يُعْطِيْهِ لِعَدُوِّ سَيِّدِهٖ وَيُعْطِيْ لِسَيِّدِهٖ مِنْهُ شَيْئًا يَسِيْرًا فَاَيُّكُمْ يَرْضٰى بِمِثْلِ هٰذَا الْعَبْدِ۔

ایک غلام خریدا۔ پھر اُس کے رہنے کے واسطے ایک حویلی تیاّر کی اور ایک کنیز کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور اُس کو بہت سامال دیا کہ تجارت کرے اور بقدرِ کفایت وضرورت آپ کھائے اور جو باقی بچے وُہ مالک کو واپس دیوے تو غلام جان بُوجھ کر اس تجارت کے نفع میں سے کچھ تھوڑا سا اپنے آقا کو دے اور باقی سب آقا کے دُشمن کو دے دے۔ تو تم لوگوں میں سے ایسا کون ہے جو ایسے غلام پر راضی ہو؟ کیا کوئی چاہتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ پس اِسی طرح سمجھو کہ حق سُبحانہٗ نے تم کو پیدا کیا۔ وُہی تمہارا رزّاق روزی رساں ہے۔ پس اُس کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک مت ٹھہراؤ)

وَاَمَرَهُمْ بِالصَّلٰوةِ وَضَرَبَ لَهُمْ مَثَلًا فَقَالَ مَثَلُ الصَّلٰوةِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَأْذَنَ عَلٰى مَلِكٍ مِّنَ الْمُلُوْكِ فَاَذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَاَقْبَلَ الْمَلِكُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ لِيَسْمَعَ مَقَالَتَهٗ وَيَقْضِيْ حَاجَتَهٗ فَجَعَلَ يَلْتَفِتُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَمْ يَهْتَمَّ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهُ الْمَلِكُ وَلَمْ يَقْضِ حَاجَتَهٗ۔

دُوسرا[۲] امر حضرت یحییٰؑ نے نماز کا کیا۔ اور اُس پر یہ مثال بیان فرمائی۔ جیسے کہ ایک شخص نے بادشاہ سے حاضرِ دربار ہونے کا اذن مانگا۔ اُس نے اُس کو اِذن دے دیا۔ جب وُہ حاضر ہوا تو بادشاہ ہمہ تن اُس کی طرف متوجّہ ہوا۔ تاکہ اُس کی عرض سُنے اور اُس کی حاجت بر لائے لیکن وُہ شخص دائیں بائیں دیکھنے لگے اور اپنی حاجت کا اہتمام نہ کرے۔ اس کو اِدھر اُدھر مُلتفت دیکھ کر بادشاہ بھی اپنی توجہّ ہٹالے اور اس کی حاجت برآری نہ کرے (پس اسی طرح پروردگار اپنے بندے کی طرف متوجّہ ہوتا ہے جب کہ وُہ نماز میں ہوتا ہے۔ اور جب تک وُہ اِدھر اُدھر دائیں بائیں خیال نہ کرے پس چاہیئے کہ جب نماز شروع کرے ہرگز کسی طرف اِلتفات نہ کرے)

وَاَمَرَهُمْ بِالصِّيَامِ وَضَرَبَ لَهُمْ مَثَلاً فَقَالَ مَثَلُ الصَّائِمِ كَمَثَلِ رَجُلٍ لَبِسَ جُنَّةً لِّلْقِتَالِ وَاَخَذَ سِلَاحَهٗ فَلَمْ يَصِلْ اِلَيْهِ عَدُوُّهٗ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ سِلَاحَ عَدُوِّهٖ۔

تیسرا[۳] حکم حضرت یحییٰؑ نے بنی اسرائیل کو روزے کا کیا۔ اور اس پر یہ مثال بیان کی کہ مثال صائم کی ایسی ہے جیسے کسی شخص نے جہاد کے واسطے ڈھال پہن لی اور ہتھیار ہاتھ میں لے لئے۔ پھر نہ اُس کا دشمن اُس کی طرف پہنچ سکا نہ کوئی دشمن کا ہتھیار اُس پر کارگر ہوا (اسی طرح روزہ ڈھال ہے۔ روزہ دار پر شیطان کا قابو نہیں چل سکتا)

(ترمذی ونسائی وغیرہما نے اِس حدیث کو بروایتِ حارث اشعری بیان کیا ہے۔ اِس میں روزہ کی مثال یُوں لکھی ہے کہ روزہ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص جماعت میں داخل ہو اور اُس کے پاس کستوری کا ایک تھیلا پڑا ہو۔ اور سب لوگ خواہش مند ہوں کہ اس کی خوشبو سونگھیں۔ اسی طرح اللہ کے ہاں روزہ کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے)

وَاَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَضَرَبَ لَهُمْ مَثَلاً فَقَالَ مَثَلُ الصَّدَقَةِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَسَرَهُ الْعَدُوُّ فَاشْتَرٰى مِنْهُ نَفْسَهٗ بِثَمَنٍ مَّعْلُوْمٍ۔ فَجَعَلَ يَعْمَلُ فِيْ بِلَادِهِمْ وَيُؤَدِّيْ اِلَيْهِمْ مِنْ كَسْبِهٖ مِنَ الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ حَتّٰى فَدٰى نَفْسَهٗ مِنْهُمْ فَعَتَقَ وَفَكَّ مِنْهُمْ رَقَبَتَهٗ۔

چوتھا[۴] حکم آپؑ نے اُن کو صدقہ کا ارشاد فرمایا اور اس پر یہ مثال بیان فرمائی۔ جیسے ایک شخص کو دشمنوں نے قید کر لیا۔ اس نے کچھ قیمت دینی کر کے اپنے نفس کو ان سے خرید لیا وہ انہی کے شہروں میں روزگار کی سعی کرتا رہا اور اپنے کسب سے تھوڑے سے تھوڑا اور بہت سے بہت اُن کو دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی جان کو اُن کے پنجہ سے خلاص کرا لیا اور آزاد ہو گیا۔ اسی طرح صدقہ دینے والا اپنی جان کو عذابِ الٰہی سے بچا لیتا ہے۔

وَاَمَرَهُمْ بِذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى وَ

پانچواں[۵] حکم حضرت یحییٰؑ نے یہ فرمایا کہ اللہ کا

ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلاً فَقَالَ مَثَلُ الذِّكْرِ كَمَثَلِ قَوْمٍ لَّهُمْ حِصْنٌ وَّبِقُرْبِهِمْ عَدُوٌّ فَجَاءَهُمْ عَدُوُّهُمْ فَدَخَلُوْا حِصْنَهُمْ وَ اَغْلَقُوْا عَلَيْهِمْ بَابَهٗ فَحَصَّنُوْا اَنْفُسَهُمْ مِنَ الْعَدُوِّ۔

ذکر کیا کرو۔ اور اس پر یہ مثال بیان فرمائی کہ جیسے ایک قوم کے واسطے ایک قلعہ ہو۔ اور ان کے قریب ہی ان کا دشمن ہو پس دشمن آجائے۔ اور وہ قوم اپنے قلعہ میں داخل ہوجائے اور دروازے بند کردے اور اپنی جان دشمن سے بچالے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اٰمُرُكُمْ بِهٰذَا الْخِصَالِ الْخَمْسِ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِنَّ يَحْيٰی عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاٰمُرُكُمْ بِخَمْسِ خِصَالٍ اُخْرٰی اَمَرَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِنَّ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَمَنْ دَعٰی بِدُعَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ خُشُبٌ فِیْ قَعْرِ جَهَنَّمَ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں تمہیں ان پانچ خصلتوں کے اپنانے کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حکم دیا اور پانچ مزید خصلتوں کے اپنانے کا حکم دیتا ہوں جن کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ تم پر لازم ہے جماعت کا پکڑنا، سُننا اور اطاعت کرنا، ہجرت کرنا اور جہاد اور جو جاہلیّت کی پکار کرے اور ان کی طرف بلائے پس وہ جہنّم کے گڑھے کی لکڑی ہے۔

سُبحان اللہ ذکر کے فضائل لاتعداد اور لاتحصٰی ہیں۔ ذاکر گویا ذکر قلعہ میں آجاتا ہے۔ جس طرح قوم قلعہ میں اپنے دُشمن سے بچ جاتی ہے۔ اسی طرح ذاکر شیطان سے بچ جاتا ہے۔ یہاں نہ شیطان کی پیش چلتی ہے نہ کسی اور کی۔ یہ ایسی چیز ہے کہ اگر انسان سونے کے وقت ذکر کرتے سو جائے تو اُس کا نام ذاکروں میں درج ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا سونا بھی ذِکر میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیثِ قُدسی میں آیا ہے:۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا مِنْ عَبْدٍ يَّضَعُ جَنْبَهٗ عَلَی الْفِرَاشِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بندہ بستر پر سوتے وقت اللہ تعالےٰ کے ذِکر میں سو جاتے تو

فَيُدْرِكُهُ النَّوْمُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ ذَاكِرًا اِلٰى اَنْ يَّسْتَيْقِظَ۔ تو جاگنے تک اللہ تعالیٰ اُس کو ذاکر لکھتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے وصیّت کرو۔ آپ نے فرمایا۔ پانچ باتیں مجھ سے یاد رکھو۔ پہلے یہ کہ جو کچھ تم کو رنج یا راحت پہنچے تو یہی کہ اللہ تعالیٰ کی قضا سے پہنچا ہے۔ دُوسرے یہ کہ اپنی زبان کو نگاہ رکھ تاکہ خلقت تم سے بچے اور تو عذابِ خُدا سے رہائی پائے۔ تیسرے یہ کہ پروردگار نے جو تیرے رزق کا وعدہ کیا ہے تو اس کو سچّا جان تاکہ تو مومن بنے۔ چوتھے یہ کہ موت کے واسطے تیار رہ تاکہ غافل نہ مرجائے۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کا بہت ذِکر کر تاکہ تُو برائیوں سے بچنے والا ہو جائے۔ اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ذِکر ہے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وُہ دُنیا کی کلام کر رہا ہے آپ ٹھہر گئے۔ اور فرمایا" کیا تو اس بات سے بے خوف ہے کہ اِس کلام کے سبب تم پر عذاب ہو؟" اُس نے کہا" نہیں"۔ تو فرمایا کہ" پھر تو ایسی کلام کیوں کرتا ہے جس میں ثواب کی اُمّید نہیں اور عذاب سے بے خوفی بھی نہیں۔ عَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ۔ تم پر اللہ کا ذِکر کرنا لازم ہے"۔ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم بن ادھم کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی" اَے معلّمِ خیر کچھ مجھے نیک ہدایت کیجئے"۔ آپ نے فرمایا:۔

اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِىْ ذِكْرِ مَوْلَاكَ وَالشَّرُّ كُلُّهٗ فِىْ حُبِّ دُنْيَاكَ۔ تمام بھلائی تیرے مولیٰ کے ذِکر میں ہے اور تمام برائی تیری دُنیا کی محبّت میں ہے۔

حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ ہم نے کُتبِ سابقہ میں جو انبیاء پر نازل ہوئیں یُوں پایا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ شَغَلَهٗ ذِكْرِىْ عَنْ مَسْئَلَتِىْ اَعْطَيْتُهٗ فَوْقَ مَا اُعْطِىَ السَّآئِلِيْنَ۔ جس شخص کو میرے ذِکر نے اِس بات سے روک رکھا کہ وُہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو سائلوں سے بڑھ کر عطا فرماتا ہوں۔

اَلقِصّہ حق تعالیٰ کا ذِکر سب عبادتوں سے افضل واشرف ہے۔ کیونکہ باقی سب عبادتوں کی مقدار اور وقت مقرّر ہے۔ اور ذِکر کا نہ تو کوئی وقت ہے اور نہ کوئی مقدار۔ بلکہ مقدار کے بغیر اس کی کثرت کا حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ٥ (۲۲۔الاحزاب:۴۱)

اَے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا۔

یعنی یاد کرو اُس کو ہر حال میں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اِنسان چار حال سے خالی نہیں یا خُدا کی اطاعت میں ہو گا یا معصیت میں۔ پھر یا تو نعمت میں ہو گا یا شِدّت میں پس اگر معصیت میں سرگرم ہے تو چاہیئے کہ اس سے بچنے اور ہٹنے کے لِیے حق تعالیٰ سے دُعا مانگے اور توبہ چاہے۔ اگر نعمت میں ہے تو اس کو شکر کے ساتھ یاد کرے۔ اگر رنج وشِدّت میں ہے تو صبر کے ساتھ یاد کرے۔ الغرض اِنسان کو کسی حالت میں ذِکر سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ حق تعالیٰ ایمان والوں کی تعریف میں فرماتا ہے :۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ۔ (۴/آل عمران:۱۹۱)

وُہ لوگ ہیں جو اللہ کی یاد میں مصروف ہیں۔ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹ کر (ہر حالت میں ذِکر میں لگے ہُوتے ہیں)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ۔ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ (۵/النساء:۱۰۳)

جب تم نماز ادا کر لو۔ تو یاد کرو اللہ کو، کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور لیٹ کر۔

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَالْمَرَضِ وَالصِّحَّةِ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ

رات دِن، خشکی تری، سفر و حضر، حالتِ غنیٰ، حالتِ فقر، مرض اور صحت میں، پوشیدہ اور ظاہر ذِکر میں ہی رہو۔

بُخاری و مُسلم میں ابُو مُوسٰی اشعری سے روایت ہے کہ :-

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ ۔ (متّفق علیہ)

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ مثال اُس شخص کی جو یاد کرتا ہے اپنے ربّ کو اور اُس کی جو نہیں یاد کرتا زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔

اِس حدیث میں رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ذاکر کو زندہ اور غافل کو مُردہ فرمایا۔ اگرچہ ذاکر پہلے ہی زندہ ہوتا ہے لیکن مُراد رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس حیاتی سے حیاتِ حقیقی ابدی ہے۔ اور ایسی زندگی بجُز یادِ الٰہی حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایک ذِکر ہی ہے جو ذاکروں کے دِلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور ان کے لِیئے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی معرفت کا سامان تیار کرتا ہے اور جنّت کی ابدی حیاتی کے لائق بنا دیتا ہے کِسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست
زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

ترجمہ - یہ زندگی جو مجھ کو اَب حاصل ہے یہ اصل میں حقیقی زندگی نہیں ہے۔ زندہ وُہی ہے جو دوست کے ساتھ وصال رکھتا ہے۔

اور جو شخص ذِکر سے بے بہرہ ہے وُہ بمنزلہ میّت کے ہے۔ کیونکہ وُہ اس چیز سے خالی ہے جس سے دِل زندہ ہو اور خُدا کی معرفت پیدا ہو۔ کیونکہ اِنسان کی شرافت اور فضیلت جس سے وُہ تمام خلقت پر فائق ہے بجز اِستعدادِ معرفتِ الٰہی نہیں ہے۔ اور معرفتِ الٰہی کی اِستعداد دِل ہی سے علاقہ رکھتی ہے دُوسرے اعضاء سے اس کا کچھ تعلّق نہیں۔ بلکہ دُوسرے اعضاء دِل کے تابع اور خدمتگار ہیں۔ دِل اُن سے اِس طرح خدمت لیتا ہے۔ جس طرح بادشاہ رعیّت سے اور مالک غلاموں سے۔ اور دِل کو اِطمینان بجُز ذِکرِ الٰہی کے حاصِل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (۱۳/الرّعد : ۲۸)

خبردار! اللہ ہی کی یاد سے دِل اطمینان پاتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُقَالُ لَہٗ جُمْدَانُ ۔ فَقَالَ سِیْرُوْا ھٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا مَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ ۔

حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مکّہ سے سفر کر کے مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپؐ کا گذر ایک پہاڑ پر ہوا جسے جمدان کہا جاتا ہے (اور وُہ مدینہ سے تھوڑے فاصلے پر ہے) تو آپؐ نے فرمایا تیز تیز چلو آدمیوں میں سے اپنے آپ کو جُدا کرنے والے اور اکیلے چلنے والے آگے بڑھ گئے صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ وُہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وُہ مرد اور عورتیں جو خدا کو بہت یاد کرتے ہیں۔

یعنی وُہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو خاص خُدا ہی کی عبادت اور یاد کے واسطے خالص کر لیا ہے۔ اور خدا کے ذِکر کے لِئے لوگوں سے خلوت اور تنہائی اختیار کر لی ہے۔ اور خلق سے گوشہ پکڑ لیا ہے۔ اور ماسوائے حق کو چھوڑ دیا ہے۔ اور دوستوں کی محبّت اور شہوت کے اسباب کو چھوڑ کر ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہیں۔ یہی مقام تفرید ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا ۝ از ہمہ بگسل و باو بپیوند۔ سب سے منہ موڑ اور خُدا سے رشتہ جوڑ۔ مگر افسوس ہماری حالت پر کہ بات بات میں ہم اپنے نفس اور شیطان کے مکر و فریب میں جو ہمارے ذاتی دُشمن ہیں پھنسے ہُوئے ہیں اور ان کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے ذِکر و فکر سے منہ موڑ کر خوابِ غفلت میں سوئے پڑے ہیں ؎

بقولِ دُشمنے پیمان دوست بشکستی
ببیں کہ از کہ بُریدی و با کہ پیوستی

(دُشمن یعنی نفس اور شیطان کے کہنے پر تو نے اپنے دوستِ حقیقی اللہ تعالےٰ کے

وعدے کو توڑ دیا۔ اَے نادان ذرا دیکھ تو سہی کہ کس سے تُو نے اپنا تعلق توڑا اور کس کے ساتھ جوڑا)
بعض کہتے ہیں کہ مفردان وُہ مُوحّد (ایک کہنے والے) ہیں۔ جو غیرِ خدا کو جانتے ہی نہیں۔ اور اس کے سوا غیر کو دیدۂ شہود سے نہیں دیکھتے۔ ایک ہی کہتے ہیں ایک ہی جانتے ہیں ایک ہی دیکھتے ہیں۔ ہمہ تن ذکرِ الٰہی کے واسطے خالص ہُوئے ہیں۔ مشارق میں لکھا ہے کہ فَرِدَ الرَّجُل اُس وقت بولتے ہیں جب آدمی اپنے تمام مال واسباب وجائداد کو خدا کی راہ میں خرچ کر دے۔ اور پھر خلقت سے گوشۂ خلوت اِختیار کر لے۔ اور ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہو جائے۔ قاموس میں بھی مفرد کے یہی معنی لکھے ہیں۔ ترمذی کی ایک روایت میں المفردون کی جگہ یہ آیا ہے:۔

اَلْمُسْتَھْتَرُوْنَ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْھُمْ اَثْقَالَھُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ خِفَافًا۔

وُہ لوگ جو یادِ خدا میں شیدا و فریفتہ اور عاشق ہیں (اس کی یاد کے سوا اور بات نہیں کرتے اور نہ کسی اور کو یاد کرتے ہیں) ذِکرِ خدا ان کے گناہوں کے بھاری بوجھوں کو ان کے جسم سے اُتار دیتا ہے۔ اور روزِ قیامت کو وُہ لوگ گناہوں سے پاک و صاف ہلکے پھُلکے اور بے تعلق ہو کر آویں گے۔

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ فقرا روزِ قیامت کو محشر میں اپنے آلات (ہتھیاروں) کو لے کر دوزانوں بیٹھ جاویں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تم نے اس جگہ کیوں روک رکھا ہے؟ اور ہمارا حساب وکتاب کیا مانگتے ہو۔ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم بہشت میں جائیں اور وہاں جا کر آرام پائیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجٰتِکُمْ وَ خَیْرٍ لَّکُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ

حضرت ابُودرداء سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے سب عملوں سے اچھا ہے اور تمہارے بادشا خُدا تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے پاک اور

اَلذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى قَالَ: ذِكْرُ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَتِرْمَذِيٌّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ مَالِكًا وَّقَفَهٗ عَلٰى اَبِي الدَّرْدَاءِ)

پسندیدہ ہے اور تمہارے درجوں کو سب عملوں سے بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لیئے بہتر ہے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے (اللہ کی راہ میں) اور وُہ بہتر ہے تمہارے واسطے اِس بات سے بھی کہ تم دُشمنوں سے مقابلہ کرو اور ان کی گردنیں مارو اور وُہ تمہاری گردنیں ماریں؟ یاروں نے عرض کیا۔ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہم کو ایسا عمل بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وُہ اللہ کا ذِکر ہے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذِکر صدقہ، جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر سب عبادتوں سے افضل ہے پس جو کہتے ہیں کہ عبادت متعدّی بغیر عبادت لازم سے افضل ہے۔ وُہ کلیہ نہیں بلکہ وُہ ذِکر کے سوا دیگر عبادات پر مخصُوص ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ۔ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِيُّ)

حضرت عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ ایک اعرابی رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا اور عرض کی یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لوگوں میں سے اچھا کون آدمی ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ خوشخبری ہے اُس شخص کے لیئے جس کی عُمر لمبی ہوئی اور عمل نیک ہوتے پھر اُس شخص نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سب عملوں سے زیادہ افضل اور ثواب والا کونسا عمل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا عمل یہ ہے کہ دُنیا سے جُدا ہوتے ہوئے۔ تو ایسے حال میں مرے کہ تیری زبان اللہ کے ذِکر سے تر ہو۔

یعنی ایسا ذکر جاری رہے کہ مرتے دم تک بھی غفلت پھٹکنے نہ پائے اور یادِ خدا میں مشغول ہو کر ہنستے ہنستے مرتے وقت عالمِ عقبیٰ کی طرف جائے۔ ع

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو | ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
آں چناں زی کہ وقتِ مُردنِ تو | ہمہ گریاں بوند تو خنداں

ترجمہ:۔ یاد کر کہ تیرے پیدا ہونے پر تمام خوش تھے اور ہنستے تھے اور تو رو تا تھا اب زندگی ایسے حال میں بسر کر کہ تیرے مرتے وقت تمام روئیں اور تو ہنستا مرے۔

وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ کَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ لَا لَہٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ وَنَھْیٌ عَنْ مُنْکَرٍ اَوْ ذِکْرُ اللّٰہِ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ آدمی کا ہر ایک کلام جو اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ اس کے واسطے وبال ہے۔ سوائے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے یا اللہ کا ذکر کرنے کے۔

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر اللہ کے سوا باقی جو کلام ہے۔ وہ انسان کے واسطے وبال و عذاب اور موجب ندامت و حسرت ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنی قیمتی اور تھوڑی عمر کو بےہودہ باتوں میں نہ گنوائے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الخ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ نَزَلَتْ فِی الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ۔ لَوْ عَلِمْنَا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الخ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ پس بعض صحابہؓ نے کہا یہ آیت سونے اور چاندی کے بارہ میں

اَیُّ الْمَالِ خَیْرٌ فَنَتَّخِذَہٗ۔ فَقَالَ اَفْضَلُہٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَقَلْبٌ شَاکِرٌ وَّ زَوْجَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ تُعِیْنُہٗ عَلٰی اِیْمَانِہٖ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ۔ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ)

نازل ہوتی ہے۔ کاش کہ ہم جانتے کہ کونسا مال افضل و بہتر ہے تاکہ ہم اس کو لیتے اور ایسی وعید کے مستحق نہ بنتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سب مالوں سے اچھا مال زبان، ذاکر، دِل شاکر اور ایماندار بیوی ہے۔ جو اس کو ایمان پر مدد دے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا)

حضرت ابن عباس روایت کرتے کہ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا شیطان آدمی کے دِل پر بیٹھنے اور چمٹنے والا ہے۔ جس وقت ذِکرِ خُدا کرتا ہے دُور ہوجاتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے۔ اس کے دِل میں بُرے بُرے وسوسے ڈالتا ہے۔

وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُرِیْہِ اللّٰہُ مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ حَیٌّ۔ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ

مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ حدیث مجھ تک پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے کہ غافلوں میں اللہ کا ذِکر کرنے والا۔ بھاگے ہوؤں کے پیچھے لڑائی کرنے والے کی طرح ہے۔ اور غافلوں میں ذِکر کرنے والا خشک درخت میں سبز شاخ کے مانند ہے۔ اور ایک روایت میں ہے بہت سے درختوں میں ایک سبز درخت کی طرح ہے۔ اور غافلوں میں ذِکر کرنے والا اندھیرے گھر میں روشن چراغ کی طرح ہے۔ اور غافلوں

كُلُّ فَصِيْحٍ وَّ اَعْجَمٍ وَالْفَصِيْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ ۔ (مشکوٰۃ)

میں ذکر کرنے والے کو خدا تعالیٰ اس کی زندگی میں ہی اسے بہشت میں ہی اس کی جگہ دکھا دیتا ہے۔ اور وہ زندہ ہوتا ہے اور غافلوں میں ذکر کرنے والے کے گناہ بولنے والے اور نہ بولنے والے جانداروں جتنے بخشے جاتے ہیں۔ یہ فصیح سے مراد بنی آدم یعنی انسان ہے۔ اور اعجم سے مراد چار پائے ہیں۔

اس حدیث میں ذاکروں کی کتنی فضیلتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک[۱] تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ دوسرے[۲] ذاکر ہر وقت سرسبز یعنی خوش وخرّم رہتا ہے۔ تیسرے[۳] اس کا دل نورِ معرفت میں پُر رہتا ہے۔ چوتھے[۴] یہ کہ ذاکر اپنی جگہ جیتے جی بہشت میں دیکھ لیتا ہے۔ پانچویں[۵] یہ کہ اس کے گناہ انسانوں اور حیوانوں جتنے بخشے جاتے ہیں۔

رَوٰى اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ عَلَمُ الْاِيْمَانِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَ حِصْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَحِرْزٌ مِّنَ النَّارِ۔

حضرت انسؓ بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ کا ذکر ایمان کی نشانی ہے اور نفاق سے برأت ہے اور شیطان سے بچنے کا قلعہ ہے اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہے۔

یعنی ذکرِ الٰہی سے نورِ ایمان چمکتا ہے اور نفاق دُور ہوتا ہے۔ شیطان کے داؤ میں نہیں آتا۔ اور قیامت کو دوزخ کی آگ سے رہائی ہے۔ سبحان اللہ! وہ دِل کیا ہی خوش نصیب ہے جس میں اللہ کا ذکر جاری ہے۔ اور وہ آنکھ کیا ہی نیک بخت ہے جو شوقِ دیدارِ الٰہی میں گریاں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ

حضرت ابُوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ڈھانپ لے گا۔ اس دِن اور کوئی سایہ

نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللهِ تَعَالَى وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللهَ، رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْمُسْلِمُ)

نہ ہوگا۔ ایک امام عادل اور دُوسرا وُہ جوان جس نے اپنی جوانی کا زمانہ عبادتِ الٰہی میں گزارا۔ اور تیسرا وُہ آدمی جس کا دل مساجد میں لگا ہے۔ اور چوتھے وُہ دو آدمی جو اللہ کے لئے آپس میں محبّت رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر جُدا ہوتے ہیں اور پانچواں وُہ آدمی جسے حسُن و جمال والی عورت نے (برائی کے لِئے) اپنی طرف بُلایا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور چھٹا وُہ شخص جو اس طرح پوشیدہ صدقہ دیتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو اس کا علم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ اور ساتواں وُہ آدمی جس نے خلوت میں اللہ کا ذکر کیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

انس بن مالک ہی سے روایت ہے کہ ایک دن پیغمبر علیہ السّلام کوہِ عرفات پر تشریف فرما تھے اور میں آپ کی خدمت میں تھا۔ آپ نے دوگانہ نماز ادا کی۔ اور رُو بقبلہ بیٹھ گئے اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آپ کی زبانِ مبارک پر جاری تھا۔ اور آپ کی دونوں مبارک آنکھوں سے اس طرح آنسو بہ رہے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارک اور سینے سے ہوتے ہُوئے زانوئے مبارک پر گر کر زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپ کے گریہ کو دیکھ کر میں بھی رونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد آپ خاموش ہو گئے۔ اور میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے انس میں تیری آنکھوں کو تر دیکھتا ہُوں۔ میں نے عرض کی یا رسُول اللہ آپ کا یہ رونا دیکھ کر میں نہ سنبھل سکا اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا اے انس!

طُوْبٰى لِمَنْ تَحَرَّكَ لِسَانُهُ بِذِكْرِ اللهِ

مُبارک ہو اس شخص کو جس کی زبان اللہ کے

وَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ ذِکر میں ہے اُور اس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلیں۔

ذِکر کی حالت میں رونا دو ہی سبب سے آتا ہے۔ یا تو غلبۂ شوقِ دیدارِ الٰہی دِل میں جوش مارتا ہے اُور ذاکر رو پڑتا ہے۔ یا بہ سببِ خوف گریہ غالب آتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذِکر کی حالت میں رو رہے تھے۔ یاروں نے عرض کی آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اِس خوف کے مارے روتا ہُوں کہ خُدا جانے درگاہِ الٰہی میں میرے اِس ذکر کی قدر بھی ہو گی یا نہ۔ یا دل کی غفلت سے مجھے رونا آتا ہے۔ کہ زبان تو اس کی یاد میں ہے اُور دِل کو اس سے خبر نہیں۔ کیونکہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:۔

وَيْلٌ لِّمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ بِلِسَانِهٖ وَ قَلْبُهٗ غَافِلٌ عَمَّنْ قَالَ۔ ہلاکت ہے اُس آدمی کے لِئے جس کی زبان تو ذِکر کرے اُور دِل غافل ہے اس سے جو وُہ کہہ رہا ہے۔

اُور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا۔ (۱۵/ الکھف: ۲۸) اُور پیروی نہ کیجئے اس کی غافل کر دیا ہے ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے۔

کہتے ہیں کہ ڈرنے والوں کا ذِکر بے قراری اُور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ اُور رجُوع کرنے والوں کا ذِکر طلب شوق اُور دیدار کی بڑھاتا ہے۔ اُور محبّوں اُور عاشقوں کا ذِکر طرب اُور خوشی پیدا کرتا ہے۔ آدمی کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے دِل کو خُدا کی یاد میں لگائے تاکہ سرُورِ جاودانی اُور حیاتِ ابدی حاصل ہو جائے اُور دِل مطمئن ہو کر حق سبحانہٗ کی معرفت کی اِستعداد پیدا کرے۔ پروردگار سب اہلِ اِسلام کو اپنے ذِکر و فکر کی ہدایت و توفیق دے۔ آمین۔

فصل ۵۔ مجالسِ ذکر اور اُن میں حاضر ہونے اور اکٹھے بیٹھ کر ذِکر کرنے کی فضیلت اور ترغیب میں

بعض ابناءِ زمان ذِکر کی مجلسوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور عوام کو ان کا ممنوع ہونا سمجھا کر اہل اللہ سے بدظن کرتے ہیں۔ اور جانتے نہیں کہ اللہ جلّ شانہٗ ایسی مجلس پر فخر کرتا ہے۔ جیسے کہ اِس حدیث شریف میں آیا ہے:۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: مَا اَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدٰنَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ: آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ۔ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ۔ (رَوَاهُ الْمُسْلِمُ)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے اصحاب کے ایک حلقہ پر نکلے اور فرمایا تم کو اِس جگہ کس چیز نے بٹھایا؟ اُنہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ کی یاد کرنے بیٹھے ہیں۔ اور ہم اُس کی تعریف کرتے ہیں اس چیز پر کہ ہم کو اسلام کے واسطے ہدایت کی اور ہم پر اس کے ساتھ بڑا احسان فرمایا۔ فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کی قسم کیا تم کو اسی چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم کو اسی چیز نے بٹھایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بے شک میں نے تہمت یا جھوٹ کے واسطے تم کو قسم نہیں دی۔ بلکہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمہیں فخر سے یاد کرتا ہے۔

دیکھو اِس حدیث میں اہلِ ذِکر و مجلسِ ذکر کی کس قدر فضیلت ہے۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ حق تعالیٰ ملائکہ پر فخر کرتا ہے۔ وائے ہمارے حال پر کہ ہم اِس فضیلت

سے محروم ہیں۔ ایسے ہی ایک اور حدیث میں بنی آدم کی ملائکہ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابُوہریرہ اور ابُوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا ان دونوں نے فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی قوم نہیں بیٹھتی درآنحالیکہ خُدا کو یاد کرتی ہے مگر یہ کہ فرشتے ان کے گرد احاطہ کر لیتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور خدا کی رحمت کے آثار و انوار ڈھانپ لیتے ہیں اور اُن پر آرام و حضور اُترتا ہے۔

(اور جو اس وقت نُورانیت اور اطمینان اور حضورِ قلب اور دِل جمعی اور ذوق و شوق اُن کو حاصِل ہوتا ہے یہ اُس کا اثر ہے) اور خدا اُن کو اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اُس کے پاس ہیں اور اس کی درگاہ کے مقرّب ہیں۔ یعنی فرشتوں پر ظاہر کرتا ہے جو اپنے واسطے پاکیزگی پرہیزگاری اور تسبیح و تقدیس کا دعوے کرتے تھے اور انسانوں پر فساد اور خونریزی کا اِلزام لگاتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَلٰٓئِكَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِكُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ

حضرت ابُوہریرہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے تحقیق اللہ کے کئی فرشتے ہیں جو راہوں میں پھرتے ہیں اور ذِکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ پس جب کسی قوم کو ذِکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں پکارتے ہیں ایک دُوسرے کو جلدی آؤ اپنے مطلب کی طرف (یعنی ذِکر والوں کی مُلاقات اور ذِکر سُننے کی طرف) فرشتے ان کو

يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ
وَيُمَجِّدُوْنَكَ۔ قَالَ: يَقُوْلُ: هَلْ رَءَوْنِيْ؟
قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَءَوْكَ۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ:
لَوْ رَءَوْنِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: فَكَيْفَ لَوْ رَءَوْنِيْ
اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ
تَسْبِيْحًا۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَمَا يَسْئَلُوْنَ؟ قَالُوْا
يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُوْلُ: وَهَلْ رَءَوْهَا؟
قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا۔ قَالَ:
يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ
اَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّ
اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً۔ قَالَ:
فَمِمَّا يَتَعَوَّذُوْنَ۔ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: يَتَعَوَّذُوْنَ
مِنَ النَّارِ۔ قَالَ: يَقُوْلُ: فَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ
يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا۔ قَالَ:
فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ:
لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا
مَخَافَةً۔ قَالَ: يَقُوْلُ: فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ
غَفَرْتُ لَهُمْ۔ قَالَ: يَقُوْلُ: مَلَكٌ
مِنَ الْمَلٰئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ
لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ۔
قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى

اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمانِ دُنیا تک
فرمایا آں حضرتؐ نے کہ پروردگار اِن فرشتوں
سے ان کا حال پوچھتا ہے۔ حالانکہ وُہ بہتر
جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔
فرمایا حضرتؐ نے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وُہ
تیری تسبیح کہتے ہیں (یعنی تجھ کو پاکیزگی سے
یاد کرتے ہیں) اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں
اور تیری تعریف و عظمت بیان کرتے ہیں۔
فرمایا حضرتؐ نے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا
اُنھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرمایا سرکارِ دوعالمؐ
نے فرشتے عرض کرتے ہیں۔ قسم خدا کی آپ
کو نہیں دیکھا۔ فرمایا حضرتؐ نے اللہ فرماتا ہے
اگر وُہ مجھ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟
فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر تجھ کو دیکھتے تو
تیری بہت بندگی کرنے والے ہوتے۔ اور
بہت بزرگی بیان کرتے اور بہت تسبیحیں پڑھنے
والے ہوتے۔ فرمایا حضرتؐ نے اللہ فرماتا ہے
کہ وُہ کیا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں
کہ جنّت مانگتے تھے۔ فرمایا حضرتؐ نے اللہ فرماتا
ہے کیا اُنھوں نے جنّت کو دیکھا؟ فرشتے کہتے
ہیں نہیں خدا کی قسم اے رب اُنھوں نے

بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (متفق علیہ) نہیں دیکھا۔ فرمایا حضرتؐ نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
پس اگر وُہ جنّت دیکھ لیں تو اُن کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اگر اس کو دیکھ لیتے تو اُس پر بہت
حرص اَور طلب کرنے والے ہوتے اَور بہت رغبت کرنے والے ہوتے۔ فرمایا حضرتؐ نے اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے وُہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں
نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں قسم ہے اللہ کی اَے رب اُنہوں نے نہیں دیکھا۔
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وُہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر اس کو
دیکھتے تو اُس سے بہت بھاگنے والے اَور بہت خوف کرنے والے ہوتے۔ فرمایا حضرتؐ نے پھر فرماتا ہے اللہ
تعالیٰ فرشتوں کو کہ میں تم کو گواہ کرتا ہُوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ فرشتوں
سے کہتا ہے کہ اہلِ ذکر میں فلاں شخص ہے جو ذاکر نہیں۔ وُہ اپنی کسی حاجت کے واسطے آیا تھا پھر اُن
میں بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وُہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا۔

اِس حدیث میں اہلِ ذکر و مجلسِ ذکر کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے نہایت عمدہ طور پر بیان
فرمائی ہے۔ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش کے وقت کہا تھا کہ یہ فساد
اَور خُوں ریزیاں کریں گے۔ اِس اِلزام کے رفع کرنے کے واسطے پروردگار ملائکہ سے اس
طرح سوال و جواب کرتا ہے تاکہ ملائکہ پر فضیلتِ بنی آدم ظاہر ہو جائے۔ اخیر حدیث میں
اہلُ اللہ کی صحبت کی بھی ترغیب فرمائی ہے۔ اَور کہا ہے کہ اُن کا ہم نشین کبھی بدبخت نہیں
ہوتا۔ اگرچہ وُہ بخشش کے لائق نہ ہو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اہلِ اسلام کو لازم ہے۔ کہ
ہمیشہ اپنے مولیٰ کے ساتھ صحبت رکھیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے ساتھ صحبت رکھیں
جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں یعنی جن کو بسبب کثرتِ ذکر دوامِ حضور حاصل ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَامِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی قوم ایسی نہیں جو اللہ کے واسطے جمع ہو کر

لَا یُرِیْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَیِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْیَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیُّ)

اللہ کا ذکر کرے۔ مگر یہ کہ اُن کو پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ کھڑے ہو اس مجلس سے اس حال میں کہ تمھارے واسطے بخشش کی گئی ہے اور تمھاری سب برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئی ہیں۔

نیز مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ذکر کی مجلسوں کی لُوٹ کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا "جنّت ہے۔"

عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَبَسَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ رِجَالٌ لَیْسُوْا بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ یَغْشٰی بَیَاضُ وُجُوْهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِیْنَ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ بِمَقْعَدِ هِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ جُمَّاعٌ مِنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ فَیَنْتَقُوْنَ اَطَایِبَ الْكَلَامِ كَمَا یَنْتَقِیْ اٰكِلُ التَّمْرِ اَطَایِبَهٗ۔

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِیُّ اِسْنَادُهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ مُقَارِبٌ)

عمرو بن عبسہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی دائیں جانب کچھ مرد ہوں گے جو نہ نبی ہوں گے نہ شہید، اُن کے چہروں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نظروں کو ڈھانپ لے گی۔ انبیاء اور شہداء ان کا مرتبہ اور قرب دیکھ کر اسی مرتبہ کی تمنّا کریں گے۔ پُوچھا گیا۔ یارسول اللہ! وُہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ وُہ مختلف قبیلوں کے لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر پر جمع ہوتے ہیں (یعنی مختلف جگہوں کے لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور کسی قرابت کی وجہ سے جمع نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کے ذکر کے واسطے جمع ہوتے ہیں) اور پھر چُن لیتے ہیں عُمدہ کلام کو جیسے کھجوریں کھانے والا عُمدہ کھجوروں کو چن لیتا ہے

صحیح مسلم اور ترمذی اور ابنِ ماجہ میں بروایتِ ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ "کوئی مجلس ذکر کے واسطے نہیں بیٹھی مگر ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے"۔ معلوم ہوا کہ جمع ہو کر ذکر کرنے میں نہایت ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا وَلَمْ یَذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود پڑھتے ہیں قیامت کے دن وہ مجلس اُن کے لئے وبال ہوگی چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داؤد اور حاکم نے یُوں روایت کی ہے۔

مَا مِنْ قَوْمٍ یَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَّا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِیْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

کوئی ایسی قوم نہیں جو مجلس سے بغیر ذکرِ الٰہی کے اُٹھ کھڑی ہو۔ مگر وُہ کھڑی ہوتی ہے گدھے کے مُردار کی مثل۔ اور وُہ مجلس اُن پر قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم "میں" فرماتے ہیں:۔

قَالَ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا عَلٰی سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ یَذْكُرُوا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ فِیْهَا۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنّتی لوگ کسی چیز پر اتنی حسرت اور افسوس نہ کریں گے جتنا اس ساعت پر جس میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انھوں

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَّ مَنِ اضْطَجَعَ مُضْطَجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ فِیْهِ کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً۔
(رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو کوئی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں خدا کو نہیں یاد کیا۔ خدا کی طرف سے اُس پر حسرت و نقصان ہوگا۔ اَور جو کوئی ایسی خواب گاہ میں پہلو کے بل لیٹے جس میں خدا کو یاد نہیں کیا۔ خدا کی طرف سے اس پر حسرت و نقصان ہوگا۔

یعنی ہر حال میں اُٹھتے بیٹھتے، خواب و بیداری، دن رات، رنج و خوشی اَور صحت و بیماری میں خدا کے ذِکر میں مشغول رہنا چاہیئے۔ ورنہ جو وقت خدا کی یاد سے خالی گزرے گا قیامت میں حسرت و ندامت اَور شرمندگی کا مُوجب ہوگا۔ ع

یو اوّل شب آہنگِ خواب آورم
به تسبیح نامت شتاب آورم

وگر نیم شب سر برآرم زخواب
ترا خوانم و ریزم از دِیدہ آب

دگر بامداد است رہا ہسم بہ تُست
ہمہ روز تا شب پناہسم ز تُست

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا فِیْهَا قَالُوْا: وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: حِلَقُ الذِّکْرِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت انس سے روایت ہے کہا اُنھوں نے فرمایا رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے جس وقت تم بہشت کی چراگاہوں کے پاس سے گذرو تو اس میں چرو۔ یاروں نے عرض کی یارسُول اللہ جنّت کی چراگاہیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ذِکر کے حلقے اَور مجلسیں ہیں۔

ذِکر کے حلقے اَور مجلسیں جن میں لوگ اِکٹھے ہوکر خُدا کا ذِکر کرتے ہیں۔ جو اُن کو جنّت کے باغوں میں لے جائے گا۔ یا وُہ ذوق اَور حضُور جو اُن کو حاصل ہوتا ہے

بہشتی نعمتوں کی لذّت و مزہ کی طرح معلوم ہوتا ہے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ صُوفی کو صبح کے وقت مناجات یا مراقبہ میں جو ذوق و لذّت حاصل ہوتا ہے وُہ دُنیا میں بہشتی لذّتوں کا نمُونہ ہے۔ سُبحان اللہ! مجلسِ ذِکر اَور ذاکرین کے کیا ہی عُمدہ فضائل ہیں کہ اِس جہان میں بیٹھے خدا کو یاد کر رہے ہیں۔ اَور عقبیٰ اَور بہشت کی نعمتوں کے مزے اَور لذّتیں لے رہے ہیں۔ ایک حکیم نے کہا کہ خُدا نے دُنیا میں ایک جنّت بنایا ہوا ہے۔ جو کوئی اِس میں داخل ہو گیا۔ اس کی دونوں جہان کی زندگی پاک و صاف ہو گئی لوگوں نے اس سے پُوچھا کہ وُہ بہشت کون سی ہے؟ اُس نے کہا۔ مجلسِ ذِکر جس مجلس کی یہ بزرگی ہو اُس مجلس سے بھاگنا بڑی بدنصیبی اَور نادانی ہے۔ اَور ایسی مجلس والوں سے بغض و کینہ رکھنا گویا اللہ اَور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض کرنا اَور اپنی جڑ اُکھیڑنا ہے۔ ایسے لوگوں کی صحبت کے حق میں اللہ کے رسُول فرماتے ہیں:۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَجْلِسُ الصَّالِحِ یُکَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ اَلْفَیْ اَلْفِ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ السُّوْءِ۔

رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک نیک مجلس یا نیک آدمی کی مجلس مومن سے بیس لاکھ بُری مجلسوں کا کفّارہ ہوتی ہے۔

یعنی اگر کوئی مومن بیس لاکھ بُری مجلس میں بیٹھا اَور اس کے بعد ایک دفعہ کسی صالح آدمی کی مجلس میں بیٹھے تو وُہ تمام گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔

رَوٰی عَبْدُ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ: مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ کَمَثَلِ حَامِلِ الْمِسْکِ اِنْ لَّمْ یُعْطِکَ مِنْہُ اَصَابَکَ مِنْ رِیْحِہٖ وَمَثَلُ جَلِیْسِ السُّوْءِ کَمَثَلِ

عبداللہ بن مسعُود سے روایت ہے کہا اُنہوں نے نیک اَور صالح ہم نشین کی مثال کستوری اُٹھانے والے کی ہے۔ اگر وُہ تجھے کستوری نہ بھی دلوے تو اُس کی خوشبُو تیری طبیعت کو پہنچے گی اَور بُرا ہم نشین لوہار کی طرح ہے

الْقَيْنِ اِنْ لَّمْ يُحْرِقْ ثِيَابَكَ يُؤْذِيْكَ مِنْ دُخَانِهٖ۔

اگرچہ تیرے کپڑے نہ جلیں۔ پھر بھی اس کا دھواں تجھے تکلیف دے گا۔

عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ اِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فَاجْلِسْ مَعَهُمْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكُ عَالِمًا يَّنْفَعُكَ عِلْمُكَ وَاِنْ تَكُ جَاهِلًا عَلَّمُوْكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ بِرَحْمَةٍ فَتُصِيْبَكَ مَعَهُمْ۔ وَاِذَا رَأَيْتَ قَوْمًا لَّا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَلَا تَجْلِسْ مَعَهُمْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكُ عَالِمًا لَّا يَنْفَعُكَ عِلْمُكَ وَاِنْ تَكُ جَاهِلًا يَّزِدْكَ غَيًّا وَّلَعَلَّ اللّٰهَ يَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ بِسَخَطِهٖ فَيُصِيْبَكَ مَعَهُمْ۔

شہر ابن حوشب نے کہا ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمایا۔ اے میرے بیٹے جب تو کسی جگہ لوگوں کو اللہ کا ذِکر کرتے ہوئے دیکھے تو تو بھی اُن میں بیٹھ جا۔ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا۔ اور اگر جاہل ہوگا۔ تو وہ تجھے علم سکھائیں گے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجّہ ہو اور ان کی مجلس کے سبب سے تجھ کو بھی اللہ کی رحمت ڈھانپ لے۔ اور جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے تو ان میں مت بیٹھ۔ کیونکہ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع نہ دے گا۔ اور اگر تو جاہل ہوگا تو تیری جہالت اور گمراہی زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور شاید کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا غضب و قہر نازل کرے۔ اور ان کی صحبت کے باعث تو بھی غضبِ الٰہی میں گرفتار ہو جائے۔

عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ كَلِمَتَيْنِ وَوَضَعَهُمَا تَحْتَ الْعَرْشِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ وَلَمْ يَعْلَمِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَنْ عِلْمِهِمَا وَاَنَا اَعْلَمُ

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بتحقیق اللہ تعالیٰ نے دو کلمے لکھے اور اُن کو عرش کے نیچے رکھا خلقت کے پیدا کرنے سے پہلے۔ اور ان کا علم فرشتوں کو بھی نہیں۔ اور میں ان دونوں کو

بِهِمَا ۔ قِيْلَ : يَا اَبَا اِسْحٰقَ وَمَا هُمَا؟ قَالَ : اِحْدَاهُمَا كَتَبَ لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَّعْمَلُ عَمَلَ جَمِيْعِ الصّٰلِحِيْنَ بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ صُحْبَتُهٗ مَعَ الْفُجَّارِ فَاَنَا الَّذِيْ اَجْعَلُ عَمَلَهٗ اِثْمًا ۔ وَ اَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْفُجَّارِ ۔ وَالْاُخْرٰى لَوْ كَانَ رَجُلٌ يَعْمَلُ عَمَلَ جَمِيْعِ الْاَشْرَارِ بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ صُحْبَتُهٗ مَعَ الصّٰلِحِيْنَ وَالْاَبْرَارِ وَيُحِبُّهُمْ فَاَنَا الَّذِيْ اَجْعَلُ اٰثَامَهٗ حَسَنَاتٍ وَاَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ ۔

جانتا ہوں ۔ پُوچھا گیا ۔ اَے ابُو اِسحٰق وُہ دو باتیں کون سی ہیں ؟ آپ نے فرمایا ۔ ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام صالحین کے عمل کرے اَور اس کی صحبت فاجروں اَور بدکاروں کے ساتھ ہو تو میں اس کے عمل کو گناہ بنا دیتا ہُوں ۔ اَور قیامت کے دِن فاسقوں اَور فاجروں کے ساتھ اُٹھاؤں گا ۔ دُوسری یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی تمام بدکاروں کے عمل کرے اَور پھر اس کی صحبت صالح اَور نیک آدمیوں سے ہو اَور ان کو دوست رکھتا ہو ۔ تو میں اس کے گناہوں کو نیکیاں بنا دیتا ہُوں ۔ اَور قیامت کے دِن میں اُس کو نیکوں اَور ابرار کے ساتھ اُٹھاؤں گا ۔

اِس حدیث سے اہلُ اللہ اَور ان کی صحبت کی فضیلت نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بیان کی گئی ہے ۔ اَور کیوں نہ ہو ۔ جب کہ یہی لوگ وراثتِ محمدی کے مستحق ہیں ۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے ۔

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَمِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسَمُ فِی الْمَسْجِدِ ۔ فَذَهَبَ النَّاسُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَتَرَكُوا السُّوْقَ ۔

حضرت ابُوہریرہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ایک بازار میں جا نکلے اَور لوگوں سے کہا کہ تم اس جگہ بیٹھے ہو ۔ اَور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے یہ سُنتے ہی لوگ مسجد کی طرف چلے گئے ۔ اَور

فَرَجَعُوْا وَقَالُوْا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ مَا رَأَيْنَا مِيْرَاثًا يُقَسَّمُ ۔ فَقَالَ لَهُمْ مَا رَأَيْتُمْ؟ قَالُوْا ۔ رَأَيْنَا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ قَالَ فَذٰلِكَ مِيْرَاثُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۔ بازار کو چھوڑ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے اور کہنے لگے ۔ اے ابوہریرہؓ ہم نے تو کوئی میراث مسجد میں تقسیم ہوتی نہیں دیکھی حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا پھر تم نے اور کیا دیکھا؟ لوگوں نے کہا ۔ ہم نے کچھ لوگ دیکھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ۔ یہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے ۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو کوئی آٹھ (٨) قسم کے لوگوں کے ساتھ صحبت رکھے اُس کے لئے آٹھ چیزیں اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا ہے ۔ جو کوئی دولتمندوں کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالیٰ اُس کو دُنیا کی محبّت اور رغبت زیادہ کر دیتا ہے ۔ اور جو کوئی فقراء کے ساتھ بیٹھے اللہ تعالیٰ اُس کے واسطے شکر اور رضا زیادہ کرتا ہے ۔ اور جو کوئی بادشاہ کے ساتھ صحبت رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تکبّر اور دِل کی سختی زیادہ کرتا ہے ۔ اور جو کوئی عورتوں کے ساتھ صحبت رکھے اللہ تعالیٰ اُس کی جہالت اور شہوت اور اُن کی عقل کی طرف میلان زیادہ کرتا ہے ۔ اور جس کی صحبت لڑکوں کے ساتھ ہو ۔ اُس میں کھیل اور کُود زیادہ ہو جاتا ہے ۔ اور جو فاسقوں کی صحبت میں بیٹھے اُس کو گناہ کرنے پر دلیری زیادہ ہو جاتی ہے اور توبہ کرنے میں دیر کرتا ہے ۔ اور جو کوئی صالحین کی صحبت اختیار کرے ۔ اللہ تعالیٰ طاعت کی رغبت اور محبّت اُس میں زیادہ کرتا ہے ۔ اور وُہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے ۔ اور جو علمائے ربّانی کی صحبت میں بیٹھے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ علم اور پرہیز گاری زیادہ کرتا ہے ۔ کہتے ہیں کہ جو کوئی عالمِ ربّانی کی صحبت میں جا کر بیٹھے ۔ اور کوئی علم کی بات محفوظ اور یاد نہ رکھ سکے ۔ اُس کو سات کرامتیں حاصل ہوتی ہیں ۔ اوّل یہ کہ وُہ متعلّموں اور شاگردوں کا

درجہ پاتا ہے۔ دُوسرے[۲] جب تک اُس کے پاس بیٹھا رہے ہے خطاؤں اَور گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ تیسرے[۳] جب گھر سے نکلتا ہے اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ چوتھے[۴]، جب تک اُس کے پاس بیٹھا رہے تو جب اللہ کی رحمت اُس پر نازل ہوتی ہے تو اُس کی صحبت کے سبب سے اُس کو بھی اللہ کی رحمت گھیر لیتی ہے۔ پانچویں[۵]، جب تک اُس کا کلام سُنتا رہے گا نیکیاں اُس کے نام لکھی جائیں گی۔ چھٹے[۶] یہ کہ فرشتے پروں کے نیچے اُن کو اَور اُن کے سبب سے اُس کو بھی ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساتویں[۷] جو قدم اُٹھاتا ہے اَور رکھتا ہے وُہ گناہوں کا کفّارہ اَور درجوں کو بلند کرنے والا اَور نیکیوں کو زیادہ کرنے والا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ چھ[۶] کرامتیں اَور دیتا ہے۔ اوّل[۱] یہ کہ عُلمائے ربّانی کی مجلس میں حاضر ہونے کی وجہ سے اس کی عزّت اَور حُرمت بڑھ جاتی ہے۔ دُوسرے[۲]، جتنے اس کی پیروی اَور اِقتدار کریں گے۔ اس کے نام میں اُن سب کے اجروں جتنے اجر لکھے جاتے ہیں بغیر اِس بات کے کہ اُن کا اجر کچھ کم ہو۔ تیسرے[۳]، یہ کہ اگر ان سے ایک بھی بخشا گیا تو وُہ باقیوں کے واسطے شفاعت کرے گا۔ چوتھے[۴]، یہ کہ اس کا دِل فاسقوں اَور بدکاروں کی مجلس سے سرد ہو جاتا ہے۔ پانچویں[۵] یہ کہ وُہ مُتعلّمین اَور صالحین کے طریق میں داخل ہو جاتا ہے۔ چھٹے[۶] یہ کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کُونُوا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ (۳۔ اٰل عمران: ۷۹)	بن جاؤ اللہ والے اِس لیے کہ تم دُوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی۔

یعنی تم کتابِ ربّانی پڑھ کر عُلماء و فقہاء ربّانی بن جاؤ۔ یہ کرامتیں اَور بخششیں تو اُس کے واسطے ہیں جس کو عِلم کی باتیں یاد نہ رہ سکیں۔ لیکن وُہ آدمی جو یاد رکھ کر اس پر عمل کرے اَور دُوسروں کو بتائے اُس کو کئی گنا زیادہ فضائل حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم جمع ہو کر ذِکر کرنے لگتی ہے

توشیطان اَور دُنیا اُس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ شیطان دُنیا سے کہتا ہے تو دیکھتی نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ دُنیا کہتی ہے چھوڑ دے ان کو جب یہ متفرق ہوں گے میں ان کی گردنیں پکڑ کر تیرے پاس لے آؤں گی۔ معلوم ہوًا کہ جمع ہو کر ذکر کرنے سے شیطان وغیرہ کا قابُو نہیں چل سکتا۔

حضرت مولٰینا مولوی عبدُاللہ صاحبؒ "مغنی الواعظین" میں فرماتے ہیں کہ پہلے زمانوں میں سے ایک زمانہ میں مؤمن اَور فاجر کے شیطانوں نے آپس میں ملاقات کی۔ اَور ایک دُوسرے کا حال دریافت کیا۔ مؤمن کا شیطان دُبلا پتلا قریب ہلاکت تھا۔ اَور فاجر کا شیطان موٹا اَور تازہ۔ اُس نے کہا بھائی تیرے دُبلا ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اُس نے کہا میں جس کے ساتھ ہُوں وُہ ہر وقت خدا کے ذکر میں لگا رہتا ہے کھانا کھاتا ہے تو بھی خدا کا نام لیتا ہے۔ اَور میں بھُوکا رہ جاتا ہُوں۔ جب پانی پیتا ہے تو بھی خُدا کا نام لیتا ہے۔ میں پیاسا رہ جاتا ہُوں۔ جب کپڑا پہنتا ہے یا چلتا پھرتا ہے۔ غرض جو کام کرتا ہے اُس میں خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ تو میں بے بہرہ رہ جاتا ہُوں اِس لیے یہ میرا حال ہے۔ پھر اُس شیطان نے جو موٹا اَور تازہ تھا، کہا کہ میں جس کے ساتھ ہُوں وُہ تو کبھی خدا کا نام نہیں لیتا۔ نہ کھانے میں نہ پینے میں نہ کسی اَور کام میں اِس لیے میں اس کے کھانے پینے ہر ایک کام میں شریک رہتا ہوں۔ اَور موٹا تازہ ہُوں معلوم ہوًا کہ غافل پر شیطان کا ہر طرح سے داؤ چل سکتا ہے۔ اِسی واسطے بزرگانِ دین اپنے جمیع اَوقات کو خدا کے ذِکر میں گزارتے اَور غفلت سے کوسوں بھاگتے ہیں اَور غیرِ خدا سے اگرچہ کوئی ہو کُچھ خوف نہیں کھاتے۔

چنانچہ "حکایات الصالحین" میں حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرتبہ میں ابراہیم خواص کے ہمراہ سفر میں تھا۔ اِتفاقاً سانپوں کے جنگل میں پہنچے۔ میں نے کہا یہاں سے جلد نکل چلو۔ ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اَور سانپوں کے گھیرے

میں آجائیں۔ پھر اُن سے جان بچانا دُشوار ہوگی۔ ابراہیم نے یہ سُنتے ہی وہیں بستر کر دیا۔ میں بھی مجبُور ہوکر پڑا رہا۔ رات کو چاروں طرف سے سانپوں نے گھیر لیا۔ میں نے ڈر کر کہا کہ سانپ، سانپ۔ ابراہیم نے فرمایا چُپ رہ اور خدا کی یاد میں لگا رہ۔ پس میں نے ذِکر شروع کر دیا۔ اور سانپوں نے بھاگنا شروع کیا۔ پھر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے ذرا سا غافل ہوگیا۔ یکایک سانپوں نے پھر گھیر لیا۔ ڈر کر چاہا کہ بھاگوں۔ ابراہیم نے جھڑک دیا اور فرمایا اللہ کا ذِکر کیوں نہیں کرتے۔ غرض اِسی دُکھ سُکھ سے رات گزاری۔ شیخ نمازِ صبح اور وظیفہ معمُولی کے بعد چلے۔ دیکھا تو اس مقام میں جہاں شیخ کا جاء نماز تھا۔ ایک بڑا کالا سانپ تھا۔ میں نے متعجب ہوکر پُوچھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو تعجّب کرتا ہے۔ ابھی لڑکپن کی بُو باس تجھ میں باقی ہے۔ رات کو جو ہم بفضلِ الٰہی محفوظ رہے تو کچھ اچنبھا نہ تھا۔ بے شک اللہ کا ذِکر سب بلاؤں کو رَد کرتا ہے۔ افسوس کہ آدمی خدا کا نام تو لیتا ہے لیکن اس کے مزہ سے آگاہ نہیں ہوتا۔ اور دھیان نہیں کرتا کہ سب کرا دھرا اکارت گیا۔ اِس لِیے کہ خدا کے نام کا مزہ دِل سے نام لینے سے حاصل ہوتا ہے نہ زبانی سے۔ صرف زبان ہی سے ذِکرِ خدا کرنے والے اور دِل سے غافل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عمدہ خوشبو کو ٹاٹ وغیرہ پر لگائے۔ اور دِل سے ذِکر کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ عمدہ لباس پر خوشبو لگائی جائے کہ ہر جگہ عزیز اور دُور دُور تک پھیلتی اور پسندیدہ خاطر عوام وخواص ہوتی ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ زبان سے ذِکر کرتے کرتے دل میں بھی ذِکر کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی وجہ سے ذِکر نہیں کرتا۔ نہ ذِکرِ لسانی نہ جنانی تو وُہ سب جہان سے بُرا ہے مردانِ خدا دِل، زبان، بلکہ ہر ایک اعضاء سے خُدا کے ذِکر میں مشغُول رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے اور ہزاروں بھڑیں اُس پر لپٹی ہیں اور اُس کا گوشت توڑ توڑ کر لے جاتی ہیں۔ اور وُہ

زبانِ شوق سے اَللہ ، اَللہ، کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص سے پُوچھا کہ کتنی مدّت سے یہ شخص اِس طرح پڑا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چالیس سال سے اس کا یہی حال ہے۔ میں نے اُس کا سر اپنے زانو پر رکھ کر چاہا کہ کچھ کہوں۔ ہنوز میں بات نہ کرنے پایا تھا کہ اُس نے آنکھ کھول کر اپنا سر زمین پر رکھ دیا اَور کہنے لگا تو کون ہے کہ مجھ میں اَور میرے دوست میں تفرقہ انداز ہُوا۔ اَور مجھ کو اُس کی یاد سے غافل کِیا۔ غرضیکہ خُدا کے بندے اُس کی یاد سے کِسی وقت بھی غافل نہیں ہوتے۔ ہر وقت اَور ہر حالت میں اُس کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ حضرت ایُّوب علیہ السّلام کو دیکھو کہ باوجُود اِس قدر تکلیف اَور بیماری کے بھی ایک ساعت غافل نہ ہُوتے۔ حضرت یعقوب۔ زکریّا۔ یحییٰ علیہم السّلام وغیرہ انبیاء اَور اَولیاء سب کے سب اسی کی یاد میں اپنے عزیز اَوقات کو بسر کر گئے۔ بخلاف ہم لوگوں کے کہ محض نماز ہی کے ادا کرنے پر نازاں ہو کر دُوسری قوموں پر فخر اَور بڑائی کرتے ہیں۔ اَور دِلوں میں کچھ خیال نہیں کرتے کہ اُس کا ذِکر دِل سے بھی کیا جاتا ہے۔ بعض کیا ہزاروں ہمارے بھائی نماز کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔ اَور طرح طرح کے فِسق و فجُور میں پھنس کر اپنی عاقبت کو خراب کر رہے ہیں۔ العیاذ ًباللہ۔

فصل ۶ بیعت کی سُنّیت اور فضیلت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بیعت کے مسنون ہونے میں اہلِ علم کا اتفاق ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے وقت کتنے امور پر تھی۔ کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی ادائے صوم وصلوٰۃ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر۔ کبھی کفّار کے معرکہ میں ثابت رہنے پر۔ کبھی سُنّت کے تمسّک اور بدعت سے بچنے پر، اور اب ایک ہی مطلب پر ہے۔ لیکن یہ امر اس کی سُنّیت اور اصل غرض کو کچھ مضر نہیں۔ بلکہ غور اور تامّل سے ثابت ہوتا ہے کہ اب بھی بہت سے امور پر بیعت ہوتی ہے مثلاً مرید جب شیخ کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکامِ شرعیّہ بجالاؤں گا۔ تو یہ بھی اجمالاً کتنے امور کو مشتمل ہوئی۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ شانہٗ نے اِس فعل پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔ اور اِس عہد پر ثابت رہنے والے کے واسطے بڑے اجر کا وعدہ کیا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ۔ (۲۶۔ الفتح: ۱۸)

تحقیق راضی ہوا اللہ مومنوں سے جس وقت بیعت کرتے تھے آپؐ سے درخت کے نیچے پس جان لیا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس ان پر تسلی نازل فرمائی۔

معلوم ہوا کہ اللہ راضی ہوتا ہے اور تسلّی وسکینہ نازل ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:۔

وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۝ (۲۶۔ الفتح: ۱۰)

جس نے پورا کیا وہ کام جس پر اُس نے عہد کیا تھا ساتھ اللہ کے پس قریب ہے کہ دے گا اللہ اُس کو بڑا ثواب۔

اور فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (۲۶۔الفتح : ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وُہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اِس آیت سے بیعت کی فضیلت اہلِ علم پر مخفی نہیں ۔جب بندہ کو خُدا نے اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا تو ایک دُوسرے کی بھی نیابت بطریقِ اولیٰ درُست ہونی چاہیئے پس مشائخ علیہم الرحمۃ کا سلسلہ نیابت ہے ۔جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچتا ہے ۔ایک حدیث میں اللہ کے رسُول فرماتے ہیں :۔

طُوْبٰی لِمَنْ رَّاٰنِیْ وَلِمَنْ رَّاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ۔

خوشخبری ہے اُس کے لیے جس نے مجھ کو دیکھا یا اُس آدمی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا

اِسی طرح ایک اور حدیث میں ہے :۔

لَا تَمَسَّ النَّارُ مَنْ رَّاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ۔

آگ نہ چھُوئے گی اُس شخص کو جس نے مجھے دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

یہی مضمُون مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں لاتے ہیں۔

مثنوی

گفت طُوبیٰ مَنْ رَآنی مُصْطَفٰے ۔۔۔ وَالَّذِیْ یَبْصُرُ لِمَنْ وَجْھِیْ رَآی

چوں چراغے نُورِ شمع را کشید ۔۔۔ ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

ہم چنیں تا صد چراغ ار نقل شد ۔۔۔ دیدن آخر لقائے اصل شد

خواہ نور از واپسیں بستاں بجاں ۔۔۔ ہیچ فرقے نیست خواہ از شمعداں

خواہ بیں نور از چراغِ آخریں ۔۔۔ خواہ بیں نورش ز شمع غابریں

آب خواہ از جُو بجُو خواہ از سبُو   کاں سبو را ہم مدد باشد زِ جُو
نور خواہ از مہ طلب خواہے زِ خُور
نور مہ ہم زآفتاب است اَے پسر

پس اِس سلسلہ میں مسلسل ہونا کمال عزّت و فخر ہے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے بیعت نہ کی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے۔ غزوہ خندق کے روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے سب مہاجرین و انصار کے واسطے دُعا فرمائی تو سب نے عرض کی۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْاِسْلَامِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا۔

ہم وُہ لوگ ہیں جنہوں نے محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم سے اِسلام پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

نیز صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:۔

کَانُوْا خَمْسَ عَشَرَۃَ مِائَۃً نِ الَّذِیْنَ بَایَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّۃِ۔

پندرہ سو آدمی تھے جنہوں نے حدیبیہ کے روز آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بیعت کی۔

بُخاری شریف کی ایک روایت میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یُوں آیا ہے:۔

قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ اِلٰی ظِلِّ شَجَرَۃٍ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ۔ قَالَ: یَا ابْنَ الْاَکْوَعِ اَلَا تُبَایِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ قَدْ بَایَعْتُ قَالَ: وَاَیْضًا۔ قَالَ فَبَایَعْتُہٗ الثَّانِیَۃَ۔

حضرت سلمہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بیعت کی۔ پھر ایک درخت کے سایہ میں جا بیٹھا پس جب لوگ کم ہو گئے تو آں حضرت نے فرمایا۔ اَے اکوع کے بیٹے تو ہم سے بیعت نہیں کرتا؟ میں نے کہا میں بیعت کر چکا ہُوں۔ فرمایا دوبارہ بھی، سلمہ

کہتے ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ بیعت کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیعت نہایت فضیلت رکھتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کو ایک شخص پر ترکِ بیعت کا گمان ہوا۔ تو اُس کو بیعت کی رغبت دلائی۔ الغرض بیعت اور تلقین مشائخ کبار سے سُنّت ہے۔ اور یہی لوگ حق سُبحانہٗ کے راستہ کی خبر دینے والے اور بتانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (۵۔النساء: ۱۳۶) اے ایمان والو۔ پھر ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسُول کے ساتھ۔

یہاں تجدیدِ ایمان سے مُراد بیعت ہی ہے۔ پھر فرماتا ہے:۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (۶۔المائدۃ: ۳۵) تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ۔

سو وسیلہ سے بھی یہی بیعتِ مُرشد مُراد ہے۔ ارشادِ رحیمیہ میں حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی سے منقول ہے کہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مُراد لی جائے۔ اِس واسطے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے۔ چنانچہ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اس پر دلالت کرتا ہے۔ اور عملِ صالح سے بھی مُراد نہیں ہو سکتا کہ وُہ تقویٰ میں داخل ہے۔ اِسی طرح جہاد بھی مُراد نہیں ہو سکتا۔ پس متعیّن ہو گیا کہ وسیلے سے مُراد اِرادت اور بیعتِ مُرشد ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ یعنی مجاہدہ اور ریاضت کرو اُس کے رستہ میں یعنی ذِکر و فکر کے ساتھ تاکہ فلاح حاصل ہو جو عبارت ہے وصُول ذاتِ پاک سے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنْتَهٰى مخلصًا۔ رُوح البیان میں ابُو یزید بُسطامی قدس اللہ سرّہٗ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهُ الشَّيْطَانُ۔ جس کا کوئی اُستاد (یعنی پیرِ طریقت) نہیں پس شیطان اُس کا پیشوا ہے۔

اور اُستاد ابُو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابُو علی دقاق سے روایت کی ہے کہ

اُنھوں نے فرمایا :-

اَلشَّجَرَةُ اِذَا انْبَتَتْ بِنَفْسِهَا مِنْ غَيْرِ غَارِسٍ فَاِنَّهَا تَتَوَرَّقُ وَلَا تُثْمِرُ۔

درخت جب بغیر بونے والے کے جمے تو اُس کو پتّے تو ضرور نکلتے ہیں لیکن پھل نہیں لگتا۔

اَور واقعی ایسا ہے جیسے حضرت ابُوعلی دقاق نے فرمایا۔ اَور ہو سکتا ہے کہ اُس درخت کو پھل بھی لگے۔ جیسے اُن درختوں کو جو نہروں کے کنارے اَور پہاڑوں پر خود بخود جمتے ہیں پھل لگتا ہے لیکن ان کے پھلوں میں وُہ مزہ نہیں ہوتا جو باغوں کے درختوں کے پھلوں کا مزہ ہوتا ہے۔ اَور پودہ جب ایک جگہ سے دُوسری جگہ منتقل کر کے لگایا جاتا ہے تو وُہ نہایت ہی عُمدہ اَور بہت پھل والا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں تصرّف کا دخل ہے۔ میں کہتا ہُوں کہ حضرت شیخ بُوعلی دقاق نے یہ ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جس طرح درخت خود بخود اُگتا ہے بے ثمر رہتا ہے۔ اُسی طرح بغیر پیرِ طریقت کے معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اَور جس طرح کہ بعض ایسے درختوں کو پھل بھی لگتا ہے مگر وُہ پھل ذائقہ دار نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض اشخاص کو اگر بغیر شیخ کی صحبت کے کچھ حاصل بھی ہو تو وُہ ایسا نہیں ہوتا کہ اُس سے کسی دُوسرے کو فیض پہنچے۔ پھر اگر کسی دُوسرے کو فیض بھی ہو تو وُہ فیض اِس قسم کا نہیں ہوتا جو بوسیلۂ شیخ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا شیخ کی نہایت ضرورت ثابت ہوئی۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں۔ ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر

آں رہے کو بارہا تو رفتۂ
بے قلاوز اندر آں آشفتۂ

پس رہے را کہ نرفتی تو بہ ہیچ
ہیں مرو تنہا زِ رہبر سر مپیچ

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
او زغولاں گمرہ و در چاہ شد

گر نباشد سایۂ پیر اَے فضول
پس ترا سرگشتہ دارد بانگِ غول

غولت از رہ افگند اندر گزند
از تو داہے تر دریں رہ بس بدند

ترجمہ

پیر کر، بے پیر عرفاں کا سفر
ہے بہت پُر آفت و خوف و خطر

مدّتوں طے کر چکا ہے تُو جو راہ
اس میں بے رہبر کے ہوتا ہے تباہ

پھر وُہ رستہ جو کبھی دیکھا نہیں
سچ بتا ملتا ہے بے رہبر کہیں

جو چلا بے راہبر اِس راہ میں
وُہ بھٹک کر گر پڑا ہے چاہ میں

پیر اگر سر پہ نہ ہو اَے بُوالفضُول
تجھ کو کر دے گی پریشاں بانگِ غول

غول پہنچائیں گے نقصاں سر بسر
بھٹکے ہیں تجھ سے بھی کچھ چالاک تر

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ اَے مخاطب تو کسی پیرِ کامل کی تلاش کر۔ کیونکہ یہ معرفت کا راستہ نہایت پُر خوف اَور پُر خطر ہے۔ اگر پیر تمہارا رہبر نہ ہو گا تو نفس و شیطان تجھ پر قابُو پالیں گے۔ اَور تُو اِلحاد کے گڑھے میں گِرے گا۔ کعبہ کا راستہ جو سب کو معلوم ہے اَور شب و روز مُسافر اُس طرف آتے جاتے ہیں اُس جگہ تک بھی بِلا رہبر آدمی آسانی سے پہنچ نہیں سکتا۔ پھر جس راستے (یعنی عرفان کے رستہ) میں کبھی قدم بھی نہ رکھا ہو، اس میں بغیر مُرشدِ کامل کے کِس طرح منزلِ مقصُود تک پہنچ سکتا ہے۔ پس اس راستہ میں ضرور رہبر چاہیئے۔ ورنہ اُس کو شیطانی وسوسے کُفر و الحاد کے گڑھے میں ڈال کر ہلاک کر دیں گے۔ اگر تیرے سر پر مُرشدِ کامل کا سایہ نہ ہو گا تو نفسانی وسوسے تجھے ہمیشہ حیران رکھیں گے۔ بڑے بڑے عقل مند لوگ اہلِ فلسفہ وغیرہ بِلا مُرشد صرف عقل کے بھروسہ پر چلے اَور شیطانی وسوسوں نے اُن کو گمراہ کر دیا۔ اِس مقام پر ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی گزُرے ہیں جنہوں نے بَیعت نہ کی اَور مرتبۂ وصال تک پہنچ گئے۔ اس کے جواب میں مولانا رُومی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ تنہا نادر ایں راہ رابُرید ہم بعونِ ہمّتِ مرداں رسید
دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست
غائباں راچُوں چنیں خلعت دہند حاضراں از غائباں بیشک بہ اند
غائباں راچوں نوالہ مے دہند پیشِ مہماں تاچہ نعمت ہا نہند

ترجمہ

جو گیا اِس راہ میں تنہا مردِ دِین ہمّتِ مرداں سے پہنچا ہے کہیں
غائبوں سے کب الگ ہے دستِ پیر ہاتھ ہے یہ قبضۂ ربِّ قدیر
غائبوں کو جب وُہ خلعت دیتے ہیں بس تو حاضر غائبوں سے اچھے ہیں
غائبوں کو دیتے ہیں وُہ دولتیں۔ حاضروں کو بخشتے ہیں نعمتیں

یعنی اگر کِسی نے شاذ و نادر بلا وسیلۂ مُرشد راہِ سلُوک کو طے بھی کیا اَور قرب حاصل کیا تو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ شخص بھی مردانِ خدا یعنی مُرشدانِ کامل ہی کی دُعا سے یہاں تک پہنچا ہے۔ کیونکہ مُرشدِ کامل کی دُعا غائبوں کے حق میں بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اِس کا ہاتھ غائبوں سے کوتاہ نہیں ہوتا۔ وُہ حاضر و غائب سب پر تصرّف رکھتا ہے۔ پس جب کہ غائبوں کو جو دولتِ بیعت سے مشرّف نہیں ہوئے۔ یہ انعام و خلعت عنایت فرما دیتے ہیں تو وُہ لوگ جو کہ حاضر یعنی حلقۂ مُریداں میں داخل ہیں ضرُور غائبوں سے بہتر رہتے ہیں۔ اَور اُن کو اعلیٰ درجہ کی دولتِ معنوی مِل جاتی ہے۔ اَور جب وُہ غائبوں کو بھی نوالہ یعنی تھوڑی بہت الطاف کر دیتے ہیں۔ تو اپنے مہمان یعنی مرید خالص کو کیا کچھ باطنی نعمتیں عنایت فرماتے ہوں گے۔ اِس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ مُرشدِ کامل کی صحبت اَور حضور سے جو دولتِ معنوی حاصل ہوتی ہے وُہ غائب رہنے سے نہیں حاصل ہو سکتی۔ پس پیرِ کامل کی صحبت اَور بیعت سے دُور رہنا باعث محرُومی ہے۔

فصل ۷ اِصطلاحاتِ نقشبندیہ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کی چند اصطلاحات ہیں۔ جن پر ان کے طریقۂ عُلیّہ کی بُنیاد ہے۔ "رشحات" میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طریقۂ خواجگانِ نقشبندیہ کی بِنا۔ ان گیارہ کلمات پر ہے:۔

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یادکرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت (۹) وقوفِ زمانی (۱۰) وقوفِ عددی (۱۱) وقوفِ قلبی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "القول الجمیل" میں فرماتے ہیں کہ پہلی آٹھ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ہیں۔ اور پچھلی تین خواجہ نقشبند سے مروی ہیں۔

۱۔ ہوش دردم

ہوش دردم سے یہ مراد ہے کہ ہر دم کے ساتھ بیداری اور ہوشیاری رکھے۔ اور ذکر زبانی اور ذکرِ قلبی حضور کے ساتھ ہو۔ غفلت سے نہ ہو۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس طریقہ میں دم کی نگہبانی کرنی بہت ضروریات سے ہے۔ جو شخص دم کی نگہبانی نہیں کرتا۔ کہتے ہیں کہ فلاں شخص طریقہ بھول گیا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ اِس طریقہ میں اصل معاملہ دم ہی ہے۔ کوئی دم اندر آنے اور باہر جانے میں ضائع نہ ہو۔ حضور کے ساتھ آئے جائے نہ کہ غفلت سے۔ بیت

دم بدم دم راغنیمت دان و ہمدم شو بدم
واقفِ دم باش دردم ہیچ دم بےجا مدم

رباعی

اَے ماندہ زبحرِ علم بر ساحلِ عین — در بحرِ فراغت و بر ساحلِ شین
بردار صفا نظر زِ موجِ کونین! — آگاہ بہ بحر باش بین النفسین

اگر کوئی دم کِسی کا غفلت میں گزرا تو کسی نے گناہ سمجھا کِسی نے کفر۔

مثنوی

ہر آں غافل اَز دے یک زمان است — در آں دم کافر است امّا نہان است
اگر آں کافر پیوستہ بُودے — در اِسلام بروے بستہ بُودے

قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنے دم کہاں صرف کیے۔ تو جس نے یادِ حق میں صرف کِیے ہوں گے وُہ خلاصی پائے گا۔

مثنوی

دستگیری کیجیو میرے خُدا — تا کوئی دم ہُوں نہ میں تجھ سے جُدا
دم بدم ہوتا رہُوں تجھ پر فِدا — آرزو تجھ سے یہی ہے اَے خُدا
ہو زباں پر ذِکر دِل میں ہو حضُور — ماسوا تیرے یہ دِل ہو سب سے دُور

نورِ وحدت کر دے مجھ پر آشکار
بس یہی ہے مدّعا پروردگار

حضرت خواجہ مولانا نورُالدّین عبد الرحمٰن جامی قدّس سرہ السامی شرح رباعیات کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالجناب نجم الدّین کبریٰ قدس سرّہ نے رسالہ "فواتح الجمل" میں تحریر فرمایا ہے کہ جو ذِکر حیوانات کے نفسوں پر جاری ہے۔ یہ ان کے

انفاسِ ضروریہ ہیں۔ اِس واسطے کہ سانس کے آنے جانے میں خواہ وُہ چاہیں یا نہ چاہیں۔ وُہ حرُوف جن کا اشارہ ہوّیتِ حق کی طرف ہے کہے جاتے ہیں۔ اَور یہ وُہی حرُوف ہیں جو اِسم مبارک اللہ کے حرُوف ہیں۔ پس طالب ہوشمند کو چاہیئے کہ جب یہ حرُوف تلفّظ میں آئیں۔ حق تعالیٰ کی ہوّیتِ ذات ملحوظ ہو۔ اَور سانس کے اندر آنے اَور باہر جانے میں واقف ہو۔ تاکہ بتدریج نسبتِ حضوُر مع اللہ حاصل ہو جائے۔

رباعی

باغیب ہوّیت آمد اَے حرف شناس — انفاس ترا بود برآں حرف اساس
باش آگہ ازاں حرف در امید وہراس — حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

۲۔ نظر بر قدم

نظر بر قدم سے یہ مقصُود ہے کہ چلتے پھرتے نظر پُشتِ پا پر رہے تاکہ نامحرم پر نظر نہ پڑے۔ اللہ کریم نے سُورۂ نوُر میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کو یوں ارشاد فرمایا ہے :-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝

(۱۸- النّور : ۳۰)

آپ حکم دیجیے مومنوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں اَور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے اُن کے لیے۔ بے شک اللہ خوُب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وُہ کرتے ہیں۔

اَب میں کہتا ہُوں کہ بڑا تیز تر شیطان کا وجُود اِنسان میں ہے تو آنکھ ہی ہے۔ کیونکہ اَور جتنے حواس ہیں۔ جب تک اُن سے کوئی چیز مَس نہ کرے۔ ادراک نہیں کر سکتے۔ اَور چشم وُہ حِس ہے کہ دُور اَور نزدیک سے اپنا کام لیتی ہے۔ تو اِنسان کو سوائے بند کرنے کے کچھ چارہ نہیں۔ بُخاری و مُسلم میں آیا ہے کہ سات آدمیوں کو اللہ کریم قیامت کے روز

عرشؓ کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اُس دن سوائے عرش کے کہیں سایہ نہ ہوگا۔ ایک شخص وُہ ہوگا جس کو کوئی خُوب صُورت مالدار عورت اپنی طرف بُلائے اور وُہ جواب میں کہے کہ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ میں اپنے مالک سے ڈرتا ہُوں۔ اور جتنی یہ آفتیں ہیں ان سب کا سبب نظر ہی ہے۔ طالبِ خدا کو چاہیئے کہ ہرگز اپنی نظر کو ضائع نہ کرے۔ اگر ناگہاں کسی پر پڑ جائے تو اُسی وقت توبہ کرے۔ اگر دوبارہ دیکھے تو مؤاخذہ ہوگا۔ اور کیا تعجّب ہے کہ کسی بلا میں مبتلا ہو جائے۔ اسی واسطے بعض سلف نے خُدا تعالیٰ سے شرم کے مارے چالیس برس اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اُٹھایا۔ یہ لوگ اپنی نظر بالکل ضائع نہ کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ربیع بن خثیمؓ اپنا آنکھوں کو نیچے اور سر کو جھکائے رکھتے تھے کہ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ اندھا ہے۔ حضرت مسعودؓ کے گھر بیس برس تک آیا جایا کرتے تھے۔ جب آپ کی لونڈی اُن کو دیکھتی تو کہتی کہ آپ کا اندھا دوست آیا۔ حضرت یہ بات سُن کر تبسّم فرماتے اور کہتے بخدا اے ربیعؓ اگر تم کو رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم دیکھتے تو بہت ہی خوش ہوتے۔

پس طالبِ خدا کو چاہیئے کہ اپنی نظر کو یُوں ہی ضائع نہ کرے۔ اگر کسی طرف نظر پڑے بھی تو عبرت کے ساتھ پڑے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نظر بر قدم سے مراد ہو سالک کا ہستی کی مُسافت کو قطع کرنے اور خوُدپرستی کی گھاٹیوں کے طے کرنے میں جلدی کرنا یعنی جس جگہ اُس کی نظر منتہی ہو اُس پر فوراً قدم رکھے۔ اور جو ابو محمد رویم قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ:۔

اَدَبُ الْمُسَافِرِ اَنْ لَّا یُجَاوِزَ هِمَّتُهٗ قَدَمَهٗ۔ — مُسافر کا ادب یہ ہے کہ اُس کی ہمّت اُس کے قدم کے آگے نہ بڑھے۔

انہی معنوں کی طرف اِشارہ ہے۔ اور حضرت عارف سُبحانی عبدالرحمٰن جامی قدس سرّہ السامی نے تحفۃ الاحرار میں حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرّہ کی منقبت

اَور تعریف میں یہ شعر لکھّے ہیں ؂

کم زدہ بے ہمدمے و ہوش دم　　در نگذ شتہ نظرش از قدم

بس زخود کردہ بسرعت سفر　　باز نماندہ قدمش از نظر

۳- سفر در وطن

سفر دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہر بدن سے ہے کہ ایک ملک اَور صحرا کا سفر کرے اَور خُدا کی زمین میں نشانات وعجائبات دیکھے۔ یا زیارتِ حج یا مدینہ منوّرہ زادھما اللہ شرفاً کی کرے۔ یا زیارتِ اَولیاء وعلماء یا زیارتِ قبور کرے۔ ان کی زیارت میں بہت برکتیں اَور فائدے ہیں۔ دُوسرا سفر باطن دِل سے ہے کہ صفاتِ بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف نقل کرے۔ اَور تحت الثّریٰ سے ملکوت السمٰوات تک کی سیر کرے۔ ان دونوں سے سفرِ باطن اشرف وافضل ہے۔ سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کے حال سے واقف ہو۔ کہ آیا اس میں کچھ ابھی محبّت خلق اللہ اَور ماسوَیٰ اللہ باقی ہے۔ یا کِسی کی نسبت بغض وکینہ عداوت ودُشمنی وغیرہ پائی جاتی ہے۔ کیونکہ غیرِ خدا کی محبّت دِل کے اندر بہت پوشیدہ چھپی رہتی ہے۔ جب تک ان کو دل سے نہ نکال لے حلاوتِ ذِکر ممکن نہیں۔ جب اِن اُمور میں سے کِسی ایک کو بھی اپنے دل میں معلوم کرے۔ تو پھر از سرِ نو توبہ کرے۔ حضرت صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ جس نے اللہ کی محبّتِ خالص کا مزہ چکھا تو اُس نے اُس کو طلبِ دُنیا سے باز رکھا۔ اَور سب لوگوں سے اُس کو وحشی بنایا۔ مگر اُس سفر میں گھُسنا نہایت دُشوار ہے۔ اَور اس کے واسطے کوئی رہبر، رفیق درکار ہے۔ اَور اس راہ کے چلنے والے اَور سیرِ ملکوت اَور تماشا سیرِ جنّت کا کرنے والے کم ہیں۔ حالانکہ اللہ کریم اِس راستہ کی طرف چلنے کے واسطے خود ارشاد فرماتا ہے:-

سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَ　　ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم)

فِی اَنْفُسِھِمْ۔ (۲۵-حٰمٓ سجدۃ: ۵۳) — ہیں اور ان کے اپنے نفسوں میں۔

اور دوسری آیت میں فرمایا:۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۙ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (۲۶-الذّٰریٰت: ۲۰-۲۱)

اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اہلِ یقین کے لیے اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں)، کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔

اِن دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم نے اپنی معرفت کا راستہ اور اپنی پہچان کا طریق کشادہ کر دیا ہے۔ اور تمام عالمِ شہادت میں ہر ایک قسم حیوانات و نباتات و جمادات جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے۔ ان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کی وحدانیّت پر شاہد نہ ہو اور اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ مگر مگر اس کی تسبیح وہی سُنتا ہے جو کان لگائے اور حضورِ دل سے سُنے۔ ورنہ منکر اور غافل جو دُنیا کی بہار پر فریفتہ ہیں۔ وُہ نہ دیکھتے ہیں نہ سُنتے ہیں۔ وُہ تو اس آیت کے مصداق ہیں

یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (۲۱/الروم: ۷)

وُہ جانتے ہیں دُنیوی زندگی کے ظاہری پہلو کو اور وُہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

جو شخص ایسی نعمتِ عظمےٰ سے بے بہرہ اور بدنصیب ہو۔ وُہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وُہ وعدہ اور وعید اور اُس کے دوزخ اور جنّت پر ایمان نہیں رکھتا یا علانیہ بے وقوف ہے اِعلانیہ بے وقوفی تو یہ ہے کہ اپنے دِل کو غیر کی محبّتوں اور آرزوؤں سے پُر کر دیا۔ اور اپنے آنے جانے کو بھول گیا۔ اور معلوم نہ کیا کہ کس واسطے ہم یہاں آئے ہوئے ہیں اور ہم کو کہاں لے جائیں گے۔ تو ایسے آدمی نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ یہ شخص معرفت کو کیسے حاصل کر سکے گا۔ ایسے غافل شخص کے حق میں اللہ کریم یوں ارشاد فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ يَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهَا وَهُمۡ عَنۡهَا مُعۡرِضُوۡنَ ۝ (۱۳۔ یوسف: ۱۰۵)

اَور کتنی ہی بے شمار نشانیاں ہیں جو آسمانوں اَور زمین (کے ہر گوشہ) میں (سجی ہوتی) ہیں۔ جن پر یہ گزرتے ہیں اَور وُہ ان سے رُوگردانی کیے ہوتے ہیں۔

اَور فرمایا:۔

اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ۝ بے شک وُہ سُننے سے معزُول ہیں۔

اِس سے ظاہری کان مُراد نہیں۔ کیونکہ وُہ لوگ گوشِ ظاہر سے معزُول نہ تھے۔ بلکہ باطن میں بہرے تھے۔ ظاہر میں تو ہر ایک حیوانات آواز سُنتے ہیں۔ مگر گوشِ دل اَور حال سے وُہ کچھ سُنائی دیتا ہے جس کو سُن کر عاشقانِ الٰہی راحت پاتے ہیں۔ پس جس شخص کو یہ سفر نصیب ہو تو اُس کو زمین اَور جنگلوں میں پھرنے سے کیا کام۔ اس کے واسطے آسمان کے اسرار ستارے، چاند، سُورج دیکھنے سے کام نکل سکتا ہے تو جس شخص کے سر پر آسمان گردش کرتے ہوں اَور کعبہ طواف کرتا ہو تو وُہ شخص اگر کسی مسجد کے طواف کو جاتے تو خالی از تعجّب نہ ہوگا۔ کیونکہ وُہ لوگ تو اپنے وطن اَور جگہ پر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اَور باطن میں تماشا عرش سے تحت الثّریٰ تک دیکھتے ہیں۔

رباعی

یارب چہ خوش است بے دہاں خندیدن — بے واسطۂ چشم جہاں را دیدن
بنشیں و سفر کن کہ بغایت خوب است — بے منّتِ پا گردِ جہاں گردیدن

حضرت عارفِ سُبحانی عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ "اشعۃ اللمعات" میں اِس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں ؎

آئینہ صورت از سفر دُور است — کاں پذیرائے صُورت از نُور است

کہ آئینہ صُورت کی طرف سفر نہیں کرتا۔ کیونکہ صُورت کا قبول کرنا اس کی اپنی صفا اور نُورانیت کے سبب سے ہے۔ جو کچھ اُس کے مقابل آجائے اَور صُورت دِکھائے اُس کی صُورت اس میں منطبع اَور منتقش اَور منعکس ہوجاتی ہے۔ آئینہ کو صُورت کی طرف حرکت کرنی نہیں پڑتی۔ اِسی طرح جب دِل کا حقیقی اَور معنوی آئینہ صوَرِ کونیہ اَور اشیاء موجودات کی صُورتوں اَور نقشوں کی آلائش اَور غلاظت سے پاک ہوجاتا ہے۔ اَور طبعی خواہشوں کے ظلمات دُور اَور زائل ہوجاتے ہیں تو تجلّیاتِ ذاتیہ وصفاتیہ کے نُور و صفا سے منوّر اَور متجلّی اَور کیفیاتِ صوَری ومعنوی کے قبول کرنے والا ہوجاتا ہے۔ اُس وقت ہر ایک چیز پر خطوطِ الٰہی لکھّے ہُوئے پاتا ہے۔ کچھ حاجت سَیر وسلوک کی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کا سیر وسلوک ہی تصفیہ اَور تصاقل وجہ قلب ہے۔ جب دِل کو صفا اَور صقالت حاصل ہوگیا سفر سیر و سلوک سے مستغنی اَور بے پرواہ ہوگیا۔ باقی رہی یہ بات کہ بعض ہمیشہ سفر کرتے ہیں۔ اَور بعض مقیم رہتے ہیں۔ اَور بعض اوّل سفر کرتے ہیں پیچھے مقیم ہوتے ہیں۔ اَور بعض پہلے مقیم ہوتے ہیں پیچھے سفر کرتے ہیں۔ تو ان چاروں گروہوں کی نیّت درست ہوتی ہے کیونکہ جو طالبِ مولیٰ ہوتا ہے وُہ سوائے رضاء مولیٰ کے اَور کچھ کام نہیں کرتا۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کو سفر میں سوائے پریشانی کے اَور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ طالبِ صادق کو چاہیئے کہ کسی اچھے عزیز کی صحبت میں اقامت اختیار کرے۔ اَور اُس کی خدمت بجالائے۔ اَور وصفِ تمکین حاصل کرے۔ پھر جہاں چاہے رہے۔

۴۔ خلوت در انجمن

حضرت محبُوب سُبحانی قطب ربّانی خواجہ بہاء الدین نقشبند لاثانی قدس سرّہٗ کی خدمت میں کسی شخص نے عرض کی کہ "آپ کے طریقہ کی بناء کس چیز پر ہے۔" آپؒ نے

فرمایا کہ "خلوت در انجمن" پر یعنی ظاہر بخلق مشغول ہو اور باطن بحق سبحانہٗ مستغرق ۔ اور فرمایا کہ اس طریقہ کی نسبتِ باطنی اشتغال و استغراق ذکر میں اس درجہ کو پہنچتی ہے اور ایسا غلبہ ذکر کا دل کی حقیقت پر ہو جاتا ہے کہ اگر ذاکر بازار میں آئے جائے یا غیر آوازیں سُنے تو اُس کو سوائے ذکر کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا ۔ نقل ہے کہ ایک روز محبوبِ سُبحانی غوثِ صمدانی حضرت ابُویزید بسطامی قدس اللہ سرّہٗ کے حجرہ میں ایک شخص نے آواز دی ۔ ھَلْ اَبُوْیَزِیْدَ فِی الْبَیْتِ؟ کیا ابُویزید گھر میں ہیں؟ فَقَالَ اَبُوْیَزِیْدُ مَا فِی الْبَیْتِ اِلَّا اللّٰہُ ۔ حضرت ابُویزیدؒ نے فرمایا ۔ "نہیں گھر میں مگر اللہ سُبحانہٗ و تعالیٰ ۔ حضرت خواجہ عبیدُ اللہ احرار فرماتے ہیں کہ اگر طالب صادق ذکر میں کوشش کرے تو پانچ چھ روز میں ایسا غلبۂ ذکر حاصل ہو جاتا ہے اور ایسی بےخودی دِل پر احاطہ کرتی ہے ۔ کہ اگر درخت کا کوئی پتّہ بھی کھڑکے یا کوئی آواز اس کے سمع میں آئے ۔ تو اس کو سب ذکر ہی معلوم ہوتا ہے ۔ اور فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ہمارا حال ایسا ہی تھا ۔ اور جو شخص اپنی کم ہمّتی سے ذکر قلیل کرتا ہو اُس کو چاہیئے کہ ہمّت کرے ورنہ کمالِ ذات تک پہنچنا محال ہے ۔ اور فرمایا کہ ہمارا طریقہ صحبت ہی ہے ۔ اور خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں بڑی آفت ہے ۔ اِس زمانہ میں دفعِ ریا کاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی علاج نہیں یا تو خُدا کے واسطے علماء کی وضع اور لباس اِختیار کرے اور باطن بحق رہے ۔ اکثر عوام کو اس کے ساتھ عقیدت نہ ہوگی ۔ یہی گمان کریں گے ۔ کہ یہ تو مُلّا ہیں ۔ کتاب کے کیڑے ہیں ۔ ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت ۔ بخلاف فقراء کے یا مطلق ترکِ لباس کرے ۔ ایک شخص نے خواجہ نقشبند سے پُوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکر متصوّر ہے اور اس پر کیا دلیل ہے ۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے اِستدلال کیا ہے :۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا — وُہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور

بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ۔ (۱۸/النور۔۳۷) نہ خرید و فروخت یادِ الٰہی سے۔

اَور ایسے ہی ایک حدیث میں وارد ہے:۔

اَلصُّوْفِیُّ ھُوَالْکَائِنُ وَالْبَائِنُ۔ صُوفی وُہ ہے جو کائن اَور بائن ہو۔ یعنی ظاہر بخلق اَور باطن بحق مشغول ہو۔

بے شک جناب خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے طریقہ میں اَب بھی ایسے بندے موجُود ہیں مگر تھوڑے۔ وُہ ایسے لوگ ہیں۔ اگر کسی مجلس میں جائیں تو لوگ عِزّت نہ کریں۔ اَور اگر کِسی سے کچھُ مانگیں تو اُن کوئی کچھ نہ دے۔ اُن کی ظاہر پریشان حالت دیکھ کر لوگ ان کو پہچانتے نہیں۔ لیکن خدا پر قسم کھا کر مانگیں تو خدا اُن کی دُعا ضرور قبول کرے۔ ظاہر میں تو لوگوں کے بیچ دُنیا کی سب کارروائی کرتے ہیں۔ مگر باطن میں ایک دم بھی اُن کا غفلت میں نہیں گذرتا۔ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر فرمایا ہے۔ ع

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

۵۔ یاد کرو

یادکرو کہتے ہیں ذِکر کرنے کو۔ خواہ ذِکر زبانی ہو یا دِلی۔ نفی اثبات ہو یا فقط اثبات یعنی اِسم اَللہ۔ جیسے مُرشد تعلیم کرے۔ ذِکر کا طریقہ اَور اس کی تعلیم ہمارے نقشبندی خاندان میں یہ ہے کہ اوّل مُرید اپنا دِل غیر خیالوں سے صاف کر کے شیخ کے مقابلہ میں رکھے۔ اَور منہ اَور آنکھیں بند کر لے اَور زبان کو تالُو سے لگائے۔ اَور سانس کو ذِکر کے ساتھ اُٹھائے۔ اَور مجازی دِل بائیں طرف زیرِ پستان ہے۔ اُس کو ہر سانس کے ساتھ تھوڑی سی حرکت دے۔ اَور جو سانس نِکلے ذِکر کے ساتھ آئے جائے۔ تاکہ حلاوتِ ذِکر کا اثر دِل میں پیدا ہو۔ اَور حضرت خواجہ عبیدُاللہ احرار نے اپنے بعض

کلماتِ قدسیہ میں لکھا ہے کہ ذِکر سے مقصود یہ ہے کہ دِل ہمیشہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے آگاہ رہے محبّت اَور تعظیم کے ساتھ اگر یہ آگاہی اہلِ جمعیّت کی صحبت میں حاصل ہو جائے تو خلاصہ ذِکر کا حاصل ہو گیا۔ اَور جو صحبت میں یہ آگاہی حاصل نہ ہو تو اِسی طرح ذِکر کرتا جائے۔ اَور ایک سانس میں تین یا پانچ یا سات دفعہ ذِکر کرے۔ اَور حضورِ دل سے اَللہ اَللہ کہتا رہے۔ اَور یقیناً جانے کہ میں اس کو یاد کرتا ہُوں اَور ذات پاک مجھ کو یاد کرتا ہے۔ حتّٰی کہ قلب سے صُورت لفظ محو ہو جائے۔ صرف معنی اِسم پاک رہ جائیں۔ اس حد تک پہنچے۔ اَور مداومت رکھنے میں اِنسان کو اِختیار ہے لیکن رحمتِ الٰہی کی کشش کا اِختیار نہیں۔ ہاں اِس طرح کرنے سے جذبِ رحمت کی لیاقت ہو جاتی ہے۔ اَور جس وقت سالک اِس درجہ کو پہنچے تو اُس کو لازم ہے کہ فتوحاتِ غیبی کا منتظر رہے۔ تاکہ جس طرح حق تعالےٰ نے انبیاء علیہمُ السّلام اَور اَولیاء رحمۃ اللہ علیہم پر امُورِ حقّہ مفتوح فرمائے ہیں۔ اس پر بھی منکشف فرمائے۔ اس صُورت میں اگر سالک کا ارادہ سچّا ہوگا۔ اَور ہمّت بھی دُرست ہوگی اَور مواظبت بھی خوب کرے گا۔ اَور دنیا کی باتیں دل میں نہ آنے دے گا تو بیشک اس کے دِل میں نورِ مثل ستاروں کے چمکے گا۔ اَور ابتداء حالت میں وُہ ستارے مثل بجلی کے گذر جائیں گے۔ پھر کبھی نہ ٹھہریں گے۔ اَور کبھی پے درپے وارد ہوں گے اَور کبھی ایک حالت پر بھی ٹھہرے رہیں گے۔ اَور کبھی دل میں نور کا شعاع مثل آفتاب نظر آئے گا۔ اَور بعض اوقات حجاب اُٹھائے جاتے ہیں۔ اَور پردۂ غیب سے بڑی عجیب باتیں علوم کی کھُلتی ہیں۔ اَور کبھی نسیمِ الطافِ یزدانی قلب پر چلتی ہے۔ بعض چیزیں جو لوحِ محفوظ پر مسطور ہیں نظر آتی ہیں اَور سینہ کھل جاتا ہے۔ اَور سیرِ ملکوت اس پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اَور فرشتے اَور رُوحیں اَور اچھی صورتیں انبیاء اَور اَولیاء کی نظر آنے لگتی ہیں لیکن اِبتداء میں مجاہدے اَور ریاضتیں درکار ہیں۔ چنانچہ اللہ کریم

اِرشاد فرماتا ہے :۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ (۲۹/المزمّل : ۸)

اَور ذِکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اَور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

اس میں بھی اشارہ ہے کہ اَے طالب کسی چیز سے علاقہ مت رکھ سوائے ذِکر اللہ کے اَور ہر کام اُسی کے حوالے کر اَور اُسی کا ہو جا۔ اَور فرماتا ہے۔

يَاۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ (۳۰/الانشقاق : ٦)

اَے انسان تُو اپنے رب کی طرف بہت کوشِش کرنے والا ہے۔ پھر تو اُس سے مِلنے والا ہے

اَور فرمایا :۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (۲۱/العنکبوت : ۶۹)

اَور جو مصروفِ جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لِیے۔ ہم ضرور دکھا دیں گے اُنہیں اپنے راستے۔

اِس رستہ میں کوشش کرنا بہت ضروری ہے۔ اَور کوشِش ہرگز نہ چھوڑنی چاہیئے۔ گو دیر سے کچھ نظر آئے۔ جس شخص نے سچے دِل سے محنت کی اَور خُدا کا طالب ہُوا اللہ کریم خود اُس کو اپنے رستے دکھاتا ہے۔ سچ کہا مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ نے ؎

مثنوی

غافل اَز وَے یک زماں صد مرگ داں | زندگی یاد است نزدِ عارفاں
بلکہ بدتر موت سے یہ زندگی | کیونکہ حاصل اس سے ہے شرمندگی
ورنہ ذاکر ہیں زمین و آسماں | دمبدم ہیں ذِکر سے یہ تر زباں
یادِ اُو سرمایۂ ایماں بود | ہر گدا از یادِ اُو سُلطاں بود
یاد کر تُو یاد کر تُو یاد کر | غفلت اپنی یاد سے آزاد کر

جب طالب کو یہ نُور حاصل ہو جاتا ہے تو مستی اَور بے خودی اَور اِستغراق وجُود میں اِس قدر رہوتا ہے کہ سوائے ذاتِ واحد یکتا کے اَور کسی کو نہیں دیکھتا۔ تو ایسے شخص کو صوفیائے کرام فانی در توحید کہتے ہیں۔ سچ کہا مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ نے۔

مثنوی

اِتصالے بے تکیّف بے قیاس ہست رب النّاس را با جانِ ناس

کار نادان کوتہ اندیشی ہست یاد کرد کسے کہ در پیش ہست

ایسا شخص ایک وقت میں کئی ایک رنگ دیکھتا ہے جن کا بیان کرنا محال ہے۔ اَور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ اپنی معیّتِ ذاتی وصفاتی کی تجلّی فرماتا ہے۔ اَور وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ نظر آتا ہے تو صُوفیائے کرام ایسے شخص کو بالغوں میں گنتے ہیں۔ اَور ناقصوں کو کامل کرنے والا اَور صاحب موزون ہوتا ہے۔ اِس مقام میں اگر تمکین حاصل ہو تو ہر وقت خوش رہتا ہے۔ اپنے خُدا کے ساتھ۔ اَور دونوں جہان کو رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں دیکھتا۔ اَور اگر تمکین حاصل نہ ہو تو اِضطراب اَور اِشتیاق میں رہتا ہے اَور کبھی اِشتیاق میں آکر یُوں بول اُٹھتا ہے :۔

شمع رُو جلوہ کناں تھا مجھے معلوم نہ تھا صاف پردے ہیں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

گُل میں بلبل میں ہر اِک شاخ میں ہر پتّے میں جابجا اُس کا نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ایک مدّت حرم و دَیر میں ڈھونڈا ناحق ہمسِ بر دِل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

بغلط ہستیٔ موہُوم کو سمجھے تھے مگر اَور وطن اپنا جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

سچ تو یہ ہے کہ سوا یار کے جو کچھ تھا حیات وہم تھا شک تھا گماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

۶۔ بازگشت

بازگشت اُس کو کہتے ہیں کہ جب ذاکر دِل سے کلمہ طیّبہ یا اِسم اللہ کو نو یا پندرہ یا

اِکّیس ۲۱ مرتبہ کہے۔ تو اس کے بعد زبان سے مُناجات کرے۔ " اَے خدائے کریم تُو اَور تیری رضا میرا مقصُود ہے۔ مَیں نے دُنیا اَور آخرت کو تیرے لیے ترک کیا۔ تو اپنی محبّت مجھ پر تمام کر۔" یہ کلمہ بازگشت، ہر خطرۂ بد کا نفی کرنے والا ہے۔ اَور یہ کلمہ زبان سے کہنا ذِکر کو خالص بنا دیتا ہے۔ اَور سِرّ کو ماسوائے حق سے فارغ کر دیتا ہے۔ اگر شروع میں کلمہ بازگشت کے اندر صدقِ نیّت حاصل نہ ہو تو ترک نہ کرے۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے والد مُرشد قدس سِرّہٗ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ ذِکر میں بازگشت شرطِ عظیم ہے۔ لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو۔ کیونکہ جو کچھ ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا۔ بازگشت سے اخلاص کرنا اِس واسطے ذِکر میں شرطِ عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دِل میں سرورِ خاطر سے وسوسہ پیدا ہوتے ہیں تو اس پر مغرور ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو مقصُودِ ذِکر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے حق میں زہرِ قاتل سے زیادہ مضر ہے۔

۷۔ نگہداشت

نگہداشت کہتے ہیں خطرات اَور حدیثِ نفس کو ہانکنے اَور دُور کرنے کو۔ یا یُوں کہو کہ نگہداشت ایک طریقہ ہے جس سے خطروں اَور وسوسوں اَور غیر خیالوں سے دِل کو پاک و صاف کر کے ملکہ راسخہ خلوّ دل کا حاصل کر سکتے ہیں۔ سالک کو (لائق) لازم ہے کہ بیدار اَور ہوشیار رہے کسی غیر خیال اَور خطرے کو اپنے دل میں نہ رہنے دے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سِرّہٗ نے فرمایا ہے کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے اَور خیال کو ابتداءِ ظہُور ہی میں روک دے۔ ورنہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل اَور راغب ہو جائے گا۔ اَور نفس میں اس کا اثر مضبُوط ہو جائے گا تو پھر اس کا دُور کرنا مشکل ہو گا۔ کُل خطرات چار قسم پر ہیں۔ اوّل ۱ خطرہ شیطانی، جو

رغبتِ معصیت کے واسطے ہوتا ہے۔ دُوم[۲] خطرۂ نفسانی جو مطالب شہوات کے واسطے ہوتا ہے۔ سوم[۳] خطرۂ ملکانی جو اِلہام کو کہتے ہیں۔ چہارم[۴] خطرۂ رحمانی جو غفلت سے نِکلنے اَور طاعت کی طرف راغب ہونے کو کہتے ہیں۔ خطرات شیطانی و نفسانی آپس میں مِلے ہوتے ہیں۔ اَور یہی فساد کی جڑ ہیں۔ جس وقت ذاکر ذِکر میں مشغول ہوتا ہے۔ تو ذِکر بھی جاری ہوتا ہے۔ اَور دل میں باتیں بھی آتی ہیں۔ اَور ذِکر اَور وسوسے اِس طرح پے در پے آتے ہیں کہ دونوں کا سلسلہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ مبتدی کو ہوتا ہے۔ جس کو ابھی ذِکر نے اپنا رنگ نہیں دِکھایا۔ اَور محبّت نے جوش نہیں کیا۔ نہ ان شخصوں کو جن کا دِل ذِکرِ الٰہی سے مطمئن ہے۔ اَور محبّت کے پیالے پےَ در پےَ پی رہے ہیں۔ وُہ تو سوائے حق کے اپنے نفس کو بھی بھُول گئے ہیں۔ اَور بعض احباب نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ صبح سے اشراق تک سوائے حق کے اُن کو کوئی غیر خیال ہرگز نہیں آتا۔ مگر یہ حالت ہر وقت نہیں رہتا۔ اِس حالت کا تھوڑا ابھی حاصل ہو جانا گو ایک گھنٹہ بھی ہو۔ بہت عمدہ اَور بڑی غنیمت ہے۔ جس طرح ہو سکے۔ اس دولتِ عظمیٰ کو حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء اللہ نے اس حالت سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ اس حالت کے قدر دان جناب سیّدنا صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز نماز میں آپؐ کی نظر ایک کپڑے کے نقوش پر پڑ گئی۔ سلام پھیر کر وُہ کپڑا پھینک دیا۔ اَور فرمایا۔

شَغَلَتْنِیْ عَنِ الصَّلٰوۃِ۔ یعنی اس نے مجھے نماز سے رُوگردان کر دیا۔

ایک بار سونے کے حرام ہونے سے پیشتر آپ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی خطبہ پڑھتے ہوئے اس پر نظر پڑی۔ آپ اسی وقت اُس کو اُتار کر پھینک دیا اَور فرمایا۔

نَظَرْتُ اِلَیْہِ وَنَظَرْتُ عَلَیْکُمْ۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اَور تم پر نگاہ کی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے لذّتِ نگاہ اَور سونے کی انگوٹھی اَور کپڑے کے نقوش ان سب کو وسوسہ کا باعث سمجھا۔ اِس لیے آپؐ نے اُن کو پھینک دیا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ متاعِ دُنیاوی و نقد وغیرہ کا وسوسہ جب ہی دِل سے دُور ہوگا کہ اس کو علیحدہ کر دیا جائے۔ آپؐ کے اصحاب بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت مالکؒ نے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابُوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ درختوں میں سے ایک جانور اُودے رنگ کا اُڑا۔ اُن کو وُہ پرندہ اچھا معلوم ہُوا۔ اَور اُس کی طرف دیکھتے رہے اَور یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکے ہیں۔ پھر بہت پچھتائے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں عرض کی کہ آج یہ فتنہ مجھ پر گزرا ہے۔ اَب وُہ باغ آپؐ کی مِلک ہے۔ لِلّٰہ جہاں چاہیں وہاں اُس کو صرف فرمائیں۔ ایک اَور صحابی کا ذِکر ہے کہ اُنھوں نے اَپنے باغ میں نماز پڑھی۔ خرما کے درخت پھلوں کے بوجھ سے جُھکے پڑے تھے۔ اُن کو دیکھا تو اچھے معلُوم ہُوئے۔ اَور یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ ماجرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا اَور کہا کہ وُہ باغ صدقہ ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کے رستہ میں صرف کیجیئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو پچاس ہزار سے بیچا اَور لِلّٰہ صرف کر دیا۔ اکابر سلف نقصانِ نماز کے کفّارہ کے لیے فِکر و وسوسہ کی جڑ کاٹنے کی تدبیریں کیا کرتے تھے۔ کسی نے ایک بزرگ سے پُوچھا کہ آپ کو نماز میں غیر خیال آتا ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا۔ سُبحان اللہ نماز سے بڑھ کر اَور کیا چیز ہے جس میں خیال آتے ہوں۔ اَور یہ سچّی بات ہے۔ تجربہ سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ بات سچ نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نہ فرماتے۔

مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ مِّنَ الدُّنْيَا

جس نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اَور ان میں دُنیا کی کسی چیز کی طرف خیال نہ کیا تو

غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ بخشے جاتے ہیں اُس کے گُذرے ہُوئے گُناہ۔

یہ امر اس دِل میں ہوسکتا ہے جس پر محبّتِ الٰہی حاوی ہوگئی ہو۔ بعض اوقات ایسا فکر میں مستغرق ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس کے پاس سے گذرے یا اس کی نظر کسی پر پڑے۔ اس کو مطلق خبر نہیں ہوتی۔ اور یہ بات دُنیا کے تفکرّات میں بھی موجُود ہے۔ اگر کسی کو خوفِ دوزخ یا حرصِ جنّت یا ذکرِ الٰہی سے یہ اِستغراق نصیب ہو تو بعید نہیں۔ ہاں البتہ بنظرِ ضعفِ ایمان شاذ و نادر ہے۔ اور منکر کا تو کوئی علاج ہی نہیں جب تک اُس کو دیکھ نہ لے۔ سو جس شخص کو یہ دِل نصیب ہو۔ اُسی دِل میں فرشتوں کا گذر اور اِلہام و وحی کا آنا عَلٰی حَسْبِ اِخْتِلَافِ مَرَاتِبِھِمْ ہوتا ہے۔ اِسی کو خطرۂ ملکانی اور رحمانی بولتے ہیں۔ ان دونوں کا دِل میں آنا کئی طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی تو آواز سے مطلب معلوم کر لیتے ہیں۔ کبھی آیاتِ قرآن دِل میں نظر آتی ہیں تو اس سے مطلب معلُوم ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بے خبر دل میں ڈال دیتے ہیں۔ اور بندے کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ علم کہاں سے آیا ہے۔ اِن تین قسموں کو اِلہام کہتے ہیں۔ اور یہی نفخہ فی القلب ہے۔ اور یہ اَولیاؔ اور اصفیاء کے واسطے ہوتا ہے۔ دُوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وُہ علم بندہ کو حاصل ہو۔ وُہ خاص فرشتہ جو دِل میں ڈالتا ہے نظر آئے۔ اُس کو وحی کہتے ہیں۔ یہ خاصہ انبیاء کا ہے دُوسروں کا نہیں۔ توبہ توبہ کدھر بات چلی گئی۔ اصل مطلب جاتا رہا۔ غرض خطرے کے نہ آنے سے یہ مُراد نہیں کہ مطلق خطرہ ہی نہ آئے بلکہ مُراد یہ ہے کہ جس طرح کوڑا کرکٹ پانی کا چلنا بند نہیں کر سکتا۔ اِسی طرح غیر خیال اور خطرہ ذِکر کا مانع نہ ہو۔ کیونکہ اس سے قبض اور بے لذّتی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سِرّہٗ کے مُریدوں میں سے کسی نے پُوچھا کہ آپ کے دِل میں خطرہ گذرتا ہے یا نہیں۔ فرمایا گاہے گاہے گزرتا ہے۔ اور کبھی نہیں بھی گذرتا۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

چُوں بغایت تیز شُد آں جُو رواں ۔۔۔ غم نیاید در دُرونِ عاشقاں

الغرض خطراتِ نفسانی اَور وسوسہ موقوف ہونے کی صُورت میں فنائے قلب حاصل ہوتی ہے ۔ وَلِلّٰہِ الحَمدُ ۔

۸ ۔ یاد داشت

یاد داشت سے یہ مُراد ہے کہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ سے مدام آگاہ رہے ۔ یا یہ مقصُود ہے کہ ایسی توجّہ خالص اس واجب الوجُود کی حقیقت کی طرف باطن میں لگائے جو تخیّلات اَور الفاظ سے خالی ہو تاکہ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ سے دوام آگاہی بوجہ ذوق حاصل ہوجائے ۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ ۔ بعضوں نے کہا کہ حضور بے غیبت ہے ۔ اَور اہلِ تحقیق کے نزدیک مشاہدہ حق ہے ۔ یعنی جب بوجہ حُبِّ ذاتی کے شہُودِ حق کا غلبہ دِل پر ہوجاتا ہے تو سوائے حق کے کچھ نظر نہیں آتا ۔ سچ کہا ہے مولانا صاحبؒ نے ؎

مثنوی

نَحنُ اَقرَبُ کو نہیں سمجھا مگر ۔۔۔ اِس لیے اِس بھید سے ہے بے خبر

عقلِ ظاہر بیں کو کر تُو دِل سے دُور ۔۔۔ دیکھ تُو پھر ہر طرف اُس کا ظہُور

عشقِ حق سے دِل جلے جیسے کباب ۔۔۔ یا کہ جیسے برف پیشِ آفتاب

یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز ۔۔۔ ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز

خلاصہ یہ ہے کہ یادداشت ذاتِ مقدّس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعہ الفاظ اَور تخیّلات ہو ۔ اَور یہ دولت منتہیانِ ولایت کو فناء کامل اَور بقائے تمام کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے یاد کرد ۔ بازگشت

نگہداشت اور یادداشت ان چاروں کی شرح میں یوں فرمایا ہے کہ یاد کرد۔ ذِکر میں تکلّف سے مُراد ہے۔ اور بازگشت سے مُراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رغبت اِس وجہ پر کرنی کہ ہر دفعہ کلمہ طیبہ یا اِسم ذات کے بعد کہے "خداوندا تو ہی میرا مقصُود ہے۔" اور نگہداشت اِس رجُوع کی محافظت کا نام ہے۔ اور یادداشت نگہداشت کے رسُوخ سے مطلب ہے۔

۹۔ وقُوفِ زمانی

حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرّہٗ فرماتے ہیں کہ وقُوفِ زمانی سے مُراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سالک کا معاملہ وقوفِ زمانی ہی پر ہے۔ تاکہ سالک جانے کہ کیا حال ہے اور کیا صِفت ہے۔ اگر حالتِ بسط ہو ذوق وشوق کے ساتھ تو شکر کرے۔ اگر قبض ہو تو توبہ کرے۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو حضرتؒ نے حالتِ قبض میں استغفار کے لیے اور حالتِ بسط میں شکر کے لیے اِرشاد فرمایا۔" پس سالک کو لازم ہے کہ ذِکر کے وقت ہر ساعت کے بعد اپنے دِل میں تامّل کرے کہ غفلت تو نہیں آگئی۔ اگر غفلت آگئی ہو تو اُس کو دُور کرے اور آئندہ اس کے ترک پر ہمّت باندھے۔ حتیٰ کہ اِس طرح کرتے کرتے بالکل غفلت دُور ہو جائے اور دوام حضُور حاصل ہو۔ اس کو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے نکالا ہے کہ ہر دم میں عِلم العِلم سے واقِف ہونا یعنی دانِست کو دریافت کرنا سالک متوسّط کے حال کو پریشان کر دیتا ہے۔ اس کے حال کے مناسب توجّہ اِلیَ اللہ کے بارہ میں اِستغراق ہے۔ تاکہ اپنے متوجّہ ہونے کا عِلم بھی درمیان میں رکاوٹ نہ پیدا کرے۔ وقوفِ زمانی حقیقت میں محاسبۂ نفس سے مُراد ہے۔ چنانچہ حدیث

میں وارد ہے :۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الْاَمَانِیَّ۔

ہوشیار و دانا وُہ آدمی ہے جس نے اپنے نفس کو دبایا۔ اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا۔ اور عاجز وُہ ہے جس نے اپنے نفس کا کہنا مانا اور اللہ سے خواہش کی۔

اور قرآن مجید میں ہے :۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج (۲۸/الحشر: ۱۸)

اور چاہیئے کہ نفس دیکھے کہ اُس نے کل کے واسطے کیا بھیجا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ میں فرمایا کہ :۔

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا وَاسْتَعِدُّوْا لِلْغَرَضِ الْاَکْبَرِ۔

اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ اور اُن کو وزن کرو پہلے اس کے کہ وزن کیے جاؤ۔ اور غرضِ اکبر کے واسطے تیّار ہو جاؤ۔

یعنی قیامت کے روز خدا کے سامنے ہو گے تو تمہاری کوئی چیز چھپ نہ سکے گی۔ اسی واسطے عارفین ہر دم اور ہر ساعتِ گذشتہ کا حساب کرتے ہیں۔ اگر طبیعت میں نقصان دیکھتے ہیں تو باز گشت کرتے ہیں اور نئے سرے سے عمل کرتے ہیں۔

۱۰۔ وقوفِ عددی

وقوفِ عددی رعایت عدد کی ہے ذِکر میں۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ عدد کی رعایت ذِکرِ قلبی میں خواطرِ متفرّقہ کو دفع کرنے کے واسطے ہے۔ اور جو کلامِ خواجگان میں آیا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کو وقوفِ عددی کے واسطے ارشاد فرمایا۔ تو اس سے ذِکرِ قلبی برعایتِ عدد مُراد ہے نہ فقط عدد کی رعایت

ذِکرِ قلبی میں ذاکر کو چاہیئے کہ ایک سانس میں تین یا پانچ یا سات یا اکیس مرتبہ تک ذِکر کرے۔ پس طاق عدد کو لازم کرے۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ بہت کہنے کی شرط نہیں چاہیئے۔ بلکہ جس قدر کہے وقوف اَور حضور کے ساتھ کہے تاکہ فائدہ ہو۔ اَور جب ذِکرِ قلبی میں اکیس مرتبہ تک پہنچے اَور اثر ظاہر نہ ہو تو ذِکر پھر شروع کرے۔ اَور اثر کا یہ نشان ہے کہ نفی کے وقت وجُودِ بشریّت کی نفی ہو۔ اَور اثبات کے وقت جذباتِ الُوہیّت کا تصرّف ثابت ہو۔ اَور جو خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقوفِ عددی اوّل مرتبہ علمِ لدُنّی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اہلِ بدایت یعنی مبتدیوں کی نسبت علمِ لدُنّی کا پہلا مرتبہ انہی تصرّفاتِ جذباتِ الُوہیّت کے آثار کا مطالعہ ہو۔ جو حضرت خواجہ علاؤ الدّین نے فرمایا ہے۔ کیونکہ وُہ کیفیّت اَور حالت ہے جو مرتبۂ قرب سے متصل اَور موصُول ہے۔ اَور علمِ لدُنّی اِس مرتبہ میں مکشوف اَور ظاہر ہوتا ہے۔ اہلِ نہایت یعنی منتہیوں کی نسبت وقوفِ عددی جو اوّل مرتبہ علمِ لدُنّی ہے یہ ہے کہ ذاکر اعدادِ کونی کے مراتب میں واحدِ حقیقی کے سریان پر اِس طرح واقف ہو جیسے کہ اعدادِ حسابی کے مراتب میں واحد عددی کے سریان سے واقف ہے۔ یعنی ذاکر واحدِ حقیقی کے اسرار اَور بھیدوں کا واقف ہو۔ اَور ہر ایک چیز جو مُلک و ملکُوت میں اس کو نظر پڑے اُس کی مُناجات سُنے۔ کیونکہ کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ کی تسبیح و تقدیس نہ کرتی ہو۔ اگر عدد کی رُو سے دیکھیں تو بے حساب ہیں۔ اگر وحدت کی رُو سے دیکھیں کہ ہر چیز کا قیام حق سے ہے۔ تو پھر ایک ہی نظر آتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ یہ مشاہدہ آنکھ کی نظر سے بھی زیادہ ظاہر نظر آتا ہے۔ ؎

اعدادِ کون وصورت کثرت نمائشے است — فَالْکُلُّ وَاحِدٌ یَتَجَلّٰی بِکُلِّ شَانٍ

ایک بزرگ نے اِس مضمون کو یُوں نقل کیا ہے:۔

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است
مارا اشکے نماند ترا گر دریں شکے است
در ہر عدد کہ بنگری از روئے اعتبار
گر صورتش بہ بینی و در مادہ اش یکے است

شرح عبارات میں یُوں فرمایا ہے ؎

در مذہب اہلِ کشف وارباب خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد
زیرا کہ عدد گرچہ برون است از حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

یعنی اگرچہ اعداد حد سے باہر ہیں مگر صُورت اَور مادہ ایک ہی ہے مثلاً اِنسان کو رُوح، جسم، ہاتھ، پاؤں، رگوں، ہڈیوں اَور ہر ایک عضو کے لحاظ سے دیکھیں تو کثرت ہے۔ اگر اِنسانیت کے لحاظ سے دیکھیں تو ایک ہی ہے۔ اَور بہت سے ایسے شخص ہیں کہ اِنسان کو دیکھتے ہیں مگر اُن کے دِل میں خیال ہاتھ، پاؤں اَور رُوح وجسم کا جُدا ہونا نہیں گذرتا۔ تو اِن دونوں صُورتوں میں فرق یہ ہے کہ جب آدمی کو حالتِ اِستغراق واحد کے ساتھ ہوتی ہے تو واحد اَور کثرت میں تفرقہ اَور جُدائی نہیں دیکھتا۔ اَور جب عین کثرت کی طرف دیکھتا ہے تو خیال علیحدہ ہونے ان اشیاء کا گزرتا ہے۔ لیکن جب واحد مطلق کی رُو سے دیکھتا ہے تو بجز ذاتِ واحد کے کچھ نہیں دیکھتا۔ اَور یہ حال کبھی بہت دیر تک ٹھہرتا ہے اَور کبھی جلدی گزر جاتا ہے اَور حقیقت میں یہ وقوفِ عددی ہے۔ جو علمِ لدُنّی کا پہلا مرتبہ ہے۔ اَور علمِ لدُنّی وُہ علم ہے جو اہلِ قرب اولیاء کو تعلیمِ الٰہی اَور تفہیم ربّانی سے معلوم ومفہوم ہوتا ہے۔ وُہ عقلی دلیلوں اَور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا۔ جیسے کہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السّلام کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًاO
یعنی سِکھایا ہم نے اُس کو اپنے پاس سے علم۔
(۱۵/الکھف: ۶۵)

اَور علمِ لدُنّی اَور علمِ یقینی میں فرق یہ ہے کہ علمِ یقینی ذات وصفاتِ الٰہی کے

ادراک کو کہتے ہیں۔ اور علمِ لدُنّی یہ ہے کہ بطریقِ الہام کے حق سُبحانہ کے کلمات کے معنی ادراک کرے۔

۱۱۔ وقُوفِ قلبی

وقوفِ قلبی دو معنوں پر بولا جاتا ہے۔ ایکؔ یہ کہ ذاکر کا دل حق سُبحانہٗ و تعالےٰ سے واقف اَور آگاہ ہو۔ اَور یہ مقولہ یادداشت سے ہے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے بعض کلماتِ قدسیہ میں لکھّا ہے کہ" وقوفِ قلبی کہتے ہیں دِل کی آگاہی اَور حاضر ہونے کو حق سبحانہٗ کی جناب میں ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق سُبحانہٗ کے نہ رہے۔" یعنی ذِکر کے وقت مذکور سے آگاہ ہونا شرط ہے تاکہ سوائے حق کے کچھُ نہ رہے۔ اَور اِس آگاہ ہونے کو وصُول اَور وجُود اَور وقوفِ قلبی بھی کہتے ہیں۔ دُوسرےؔ یہ کہ ذاکر دِل سے واقف ہو۔ یعنی ذِکر کرتے وقت قطعۂ گوشت صنوبری شکل جو بائیں طرف زیرِ پستان ہے اَور جس کو مجاز کے طور پر دِل کہتے ہیں اس کی طرف متوجہ رہے۔ اَور جس طرح ہو سکے اس کو ذِکر میں مشغول کر کے مذکور سے غافل نہ ہونے دے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرّہٗ ذِکر حبس اَور عدد کی رعایت لازم نہیں گنتے تھے۔ مگر وقوفِ قلبی کو دو معنوں میں جو مذکور ہوئے ضروری اَور لازم شمار کرتے تھے۔ اِس لیے کہ ذِکر سے جو کچھ حاصل ہے وُہ وقوفِ قلبی میں ہے۔ ؎

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِکَ کُنْ کَاَنَّکَ طَائِرٌ   فَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحْوَالِ فِیْکَ تَوَلَّدَ

فرد

مانندِ مُرغے باش ہان بر بیضۂ دِل پاسبان   کز بیضۂ دل زاید مستی و شور و قہقہہ

فصل ۸ طرق وصول الی اللہ یا خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے طریق

حضرت غوثِ صمدانی قطب ربّانی، امامِ طریقت، پیشوائے حقیقت، خواجہ بہاؤالدّین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں اللہ کریم تک پہنچنے کے تین طریق ہیں۔ اوّل رابطہ۔ دوم ذِکر۔ سوم مراقبہ۔ اَب ہم ان کا مفصّل بیان لکھتے ہیں:۔

۱۔ رابطہ

طالبِ صادق کو لازم ہے کہ پہلے اپنے عقیدے کو اہلِ سُنّت و جماعت کے عقائد کے مطابق دُرست کرے۔ اَور نیک عمل اَور سُنّت اَور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پیروی کرے۔ اَور جو باتیں منع اَور مکرُوہ ہیں اُن سے بچے۔ اس کے بعد اپنا مقصُود دوام عبُودیّت یعنی دوامِ حضورِ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ سے حاصل کرے۔ دوامِ حضور کا حاصل ہونا سوائے رابطہ کے ممکن نہیں۔ رابطہ کے معنی رُوحانی اَور باطنی نسبت اَور تعلق کے ہیں۔ اَور وُہ ایسے پیرِ طریقت کی صحبت اَور ہم نشینی حاصل کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو مقامِ مشاہدہ تک پہنچا ہوا ہو۔ اَور تجلّیاتِ ذاتیہ سے متحقّق ہو۔ اس کا دیکھنا ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللہُ کا حکم رکھتا ہو۔ سُبحان اللہ! کیا فرمایا ہے مولانا رُوم صاحبؒ نے ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا — اُو نشیند در حضُورِ اَولیاء

گر تو چاہے ہم نشینی با خُدا — ہم نشیں ان کا ہو تو اَے باصفا

ان کی صُحبت مُردہ کو زندہ کرے — زندہ ایسا ہو نہ پھر ہرگز مرے

ان کی صُحبت دیو کو کر دے مَلک ۔ ہے اثر صُحبت میں اُن کی یاں تلک
ان کی صحبت میں ہوں عام جاہلاں ۔ یعنی وُہ ہوں بہتر از صد عالماں

ان کی صحبت میں نہیں آتا شقی
یہ خبر دی مُصطفےٰ نے اَے تقی

بزرگوں نے کہا ہے :-

اِصْحَبُوْا مَعَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْقُوْا فَمَعَ مَنْ یَّصْحَبُ مَعَ اللّٰہِ۔

اللہ کے ساتھ صُحبت اِختیار کرو۔ اگر تم یہ طاقت نہیں رکھتے تو اُن لوگوں سے صحبت حاصل کرو۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صُحبت رکھتے ہیں۔

یعنی جن کو بباعث حُبِّ ذاتی کے درگاہِ الٰہی میں درجۂ قرب حاصل ہے۔ اگر ایسے لوگ کسی کو اپنی توجّہ سے باطنی بخشش کریں تو جلدی مقامِ مشاہدہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا دیکھنا اللہ کے ذِکر کرنے کا فائدہ دیتا ہے۔ اَور ان کی صُحبت اللہ کی صحبت کا نتیجہ دیتی ہے۔ جب کسی ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو کہ اُس کے دیکھنے اَور پاس بیٹھنے میں خُدا یاد آئے تو جس قدر ہو سکے اس کو نگاہ رکھے اگر موجود ہو تو اُس کے دونوں ابرُو کے درمیان نظر رکھے۔ اَور ایسا رابطہ کرے کہ سوائے اُس عزیز کے کسی اَور کی ہستی نہ رہے۔ اَور اس کی صُورت کو پیش نظر کر کے کسی حال میں اس کو نہ بھُولے۔ اِس فعل سے مُرید کے باطن میں یکایک محبّت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے اَور ماسوائے اللہ کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔ اس میں جس قدر ہو سکے اپنے پیر سے محبّت پیدا کرے۔ اَور ہر بات اَور ہر امر عبادت اَور عادت میں اس کی اطاعت کرے تا کہ رابطہ غالب ہو جاتے اَور بے خودی میں آکر اپنے آپ کو عین پیر جاننے لگے۔ تو اس میں جذب اَور شوق اَور گریہ حاصِل ہو جاتا ہے۔ مولانا جامیؒ اپنے کسی مختصر رسالہ سلوک میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو بیعت کے بعد ایسا قوی جذبہ حاصِل

ہوا تھا کہ سُکر و غیبت میں فنا ہو جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اِس حالت میں جو شخص آپ کی دست بوسی کرتا تھا بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ گاہے گاہے ذِکرِ رابطہ میں یہ شعر پڑھتے تھے ؎

جائے کُن در اندرُونہا خویش را | دُور کُن ادراکِ غیر اندیش را

کسی نے شوق میں آکر یہ کہا ہے ؎

در و دیوار چو آئینہ شُد از کثرتِ شوق | ہر کجا می نگرم رُوئے تُرا می بینم

اَور حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اَور جمہُور مشائخ کا اِس پر اِتفاق ہے کہ فنا فی الشیخ ہونا بھی فنا فی اللہ ہے۔ بلکہ اعظم فنا فی اللہ ہے۔ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوّل تجلّیٔ ذات وصفات پیدا کرو۔ تاکہ دونوں جہاں سے نجات پاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اُن شخصوں سے رابطہ پیدا کرو جو شہُودِ ذات سے واصل ہو کر ماسوائے حق سے نجات پا گئے ہیں۔ ایسے شخصوں کی توجہّ سے جلدی مقصُود حاصل ہو جاتا ہے جو سالہا سال کے مجاہدوں اَور ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ ع

آنکہ بہ تبریز دید یک نظرش شمسِ دین
طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ

یہی لوگ صادقین ہیں۔ جن کی صحبت میں رہنے کا اِس آیت میں حکم آیا ہے
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (۱۰/التوبۃ: ۱۱۹)

صادقین جو ہے لفظ قرآن میں | حق نے فرمایا انہی کی شان میں
گر تُو چاہے وصلِ حق اَے بے خبر | کاملوں کا خاکِ پا ہو سر بسر
اِس صفت کا گر ملے تجھ کو گدا | اُس کے اُوپر جان و دل سے ہو فدا
جب تلک ان کا نہ ہوگا خاکِ پا | رازِ حق ہرگز نہ ہوگا تجھ پہ وا
ان کے ظاہر پر نہ ہرگز کر نظر | نُورِ باطن اِن سے حاصل کر بسیر

یعنی ظاہر میں بُری ہے ان کی چال — پر نہیں واقف ہے تُو اے خُوشخصال
اُن کے ظاہر میں اگر کچھ ہو خلل — تو نہ کرنا اِس پہ کچھ ہرگز عمل
ملتِ عشق از ہمہ دینہا جُدا ست — عاشقاں را مذہب و ملّت جُدا ست
خضرؑ و مُوسیٰؑ کا تو قصّہ پڑھ عزیز — تاکہ ہو اِس راز سے تجھ کو تمیز

رابطہ کیسا ہے یہ عینک ہے پسر
نُورِ وحدت صاف آتا ہے نظر

اَور خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کے دو طرح معنی فرماتے ہیں۔ ایک[1] تو یہ کہ سچّے لوگوں کے ساتھ صحبت اَور محبّت رکھنے سے باطن میں ان کے اخلاق اَور صفات حاصل ہو جائیں۔ دُوسرا[2] یہ کہ اپنے مُرشد سے محبّت پیدا کرے اَور ایسا طریقہ اختیار کرے کہ ہمیشہ کی صُحبت حاصل ہو۔ اِس صُورت میں ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھنا ضروری نہیں۔ بلکہ صُورت سے معنی کی طرف رجُوع کرنا چاہیئے تاکہ محبّت اَور مقصدِ اعلیٰ حاصل ہو۔ اَور سچّے لوگ وُہ ہیں جن کی چشمِ بصیرت سے غیریّت اُٹھائی گئی ہو اَور سوائے حق کے ان کو کچھ نظر نہ آتا ہو۔ اگر ایسا ہادی مِل جائے تو طالبِ صادق کو چاہیئے کہ اُس کے دِل میں اپنی جگہ بنا لے یعنی جس طرح ہو سکے ایسے پیر کے ساتھ رضا حاصل کرے۔ جس وقت شیخ کے دِل میں طالبِ صادق کی محبّت جوش مارتی ہے تو اُس وقت شیخ اپنے رُوح کو طالب کے رُوح کے ساتھ خوب زور سے مِلا دیتا ہے۔ تاکہ شیخ کی رُوح کا کمال طالب کی رُوح میں اثر کر جائے تو اِس توجہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں رُوحوں کے ایک جا پر جمع ہو جانے سے جو کچھ شیخ کی رُوح میں کمال ہوتا ہے وُہ طالب کی رُوح میں سما جاتا ہے۔ سبحان اللہ! حضرت باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرّہٗ کی توجّہ مشہُور ہے۔ اکثر مشائخ اپنی کتابوں میں لِکھتے ہیں۔ اَور شاہ عبد العزیز صاحبؒ بھی اپنی تفسیر میں لائے ہیں کہ ایک روز:

آپ کے مکان پر کئی مہمان آ گئے۔ اُس روز آپ کے ہاں کھانے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپ کو اُن کے کھانے کے لیے فکر ہوئی۔ اور اُن کے لیے کھانا تلاش کرنے لگے۔ اتفاقاً ایک نانبائی کی دُکان متّصل تھی۔ وُہ اِس بات کی خبر پاکر ایک خوان روٹیوں کا بھرا ہوا اور نہایت عمدہ لذیذ اور مرغّن کھانا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مہمانوں کی خدمت سے فارغ ہو کر فرمایا: "مانگ کیا مانگتا ہے؟" اُس نے عرض کی کہ "مجھ کو اپنا سا کر دیجئے۔" فرمایا: "تو اس حالت کو تحمّل نہ کر سکے گا۔ کچھ اَور مانگ۔" وُہ اِسی بات کا سوال کیے جاتا تھا اور خواجہ علیہ الرحمۃ انکار فرماتے تھے۔ جب وُہ بہت عاجزی کرنے لگا۔ تب ناچار ہو کر اپنے حُجرے میں لے گئے اَور تاثیرِ اتحادی کی توجہ فرمائی۔ جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ اَور نانبائی کی شکل وصُورت میں کچُھ فرق اَور تمیز نہ تھی۔ مگر یہ کہ حضرت خواجہؒ ہوشیار تھے اَور نانبائی بے ہوش تھا۔ القصّہ اُس نانبائی نے اُسی سُکر اَور بے ہوشی میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ۔

سچ کہا مولانا رُومؒ نے ؎

قوّتِ جبریلؑ از مطبخ نہ بُود | بود از دیدارِ خلّاقِ ودُود
ہم چنیں ایں قوّتِ ابدالِ حق | ہم زحق داں نہ از طعام واز طبق
جسمِ شاں راہم ز نُور اسرشتہ اند | تا ز رُوح و از ملک بگذشتہ اند

ترجمہ

قوّتِ جبریلؑ کھانے سے نہ تھی | تھی وُہ دیدارِ خُدا سے اَے اخی
قوّتِ ابدالِ حق اِس طور سے | حق سے تو جان اَور نہیں ہے کھانے سے
جسم ان کا نور سے پیدا ہوا | تب ملک اَور رُوح سے وُہ بڑھ گیا

تو اَب دیکھئے اَیسے شخص کو جو درجہ ایک دم میں حاصل ہوا۔ سالہا سال کے مجاہدوں

سے بھی حاصل نہ ہوتا۔ اگر یہ محبت طالب کو حاصل ہو تو چاہیئے کہ تمام اطراف سے مُنہ پھیر کر عجز و نیاز کے ساتھ شیخ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور اگر غائب رہے تو بھی اپنے مُرشد کی طرف متوجّہ رہے اور مال و جان اس پر قربان کرے۔ نقل ہے کہ ایک فقیر نے کسی فقیر سے پُوچھا کہ جب تم پر تمہارے پیر خفا ہوتے تھے تو تمہیں کیا کہتے تھے۔ اُس نے کہا کہ ایک روز مجھ پر سخت خفا ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں فقیر ہوں۔ جب تم ہمارے پاس آتے ہو اَللہ اَللہ کرتے ہو اور جب باہر جاتے ہو سب کچھ بھُول جاتے ہو۔ پھر اُس فقیر نے کہا کہ تم اس کے جواب میں کیا کہتے تھے۔ اُس نے جواب دیا کہ میں چُپ ہو جاتا تھا۔ اُس فقیر نے کہا۔ تمہیں مناسب یہ تھا کہ تم اِس طرح عرض کرتے کہ حضرت میں خُدا کو کیا جانوں میں تو آپ ہی کو جانتا ہُوں۔

ایک روز حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرّہٗ اپنے یاروں میں سے کسی کو فرمانے لگے اگر تم کو حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نسبت حاصل ہو پھر کسی اور بزرگ سے کچھ حاصل ہو تو تم کو مناسب ہے کہ اپنے پیر ہی سے سمجھو۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت قطب الدین حیدر علیہ الرحمۃ کا مُرید حضرت شیخ شہاب الدین قدس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب بھوک لگی تو پیر کے شہر کی طرف منہ کر کہنے لگا۔ قطب الدّین حیدرؒ شَیْئًا لِلّٰہ۔ حضرت شہاب الدّین رحمۃ اللہ علیہ اُس کی بات سمجھ گئے اور آپ نے کھانا منگوا کر کھلا دیا جب وہ کھا چکا تو کہنے لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قطب الدین کہ آپ ہم کو ہر حال میں یاد رکھتے ہیں۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت یہ عجیب آدمی ہے کہ کھانا آپ کا کھاتا ہے اور شکر اپنے پیر کا بجالاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کسی شخص نے مُریدی کا طریقہ سیکھنا ہو تو اس شخص سے سیکھے۔ کیونکہ مرید جہاں سے فیض اُٹھاتا ہے اپنے پیر ہی کی طرف سے سمجھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ مرید اپنے دِل کو شیخ کی محبّت کے سوا ہر چیز سے خالی کر دے۔ اور اس کے فیض کا منتظر رہے۔ اگر حاضر ہو تو اس کے چہرے کی طرف

دیکھے۔ اگر غائب ہو تو اس کے تصوّر سے اسی طرح کام لے۔ مگر خُدا جانے تو پیر کس کو سمجھتا ہے پیرِ صادق وُہ ہے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت اَور سُنّت و شریعت کی پابندی میں ثابت قدم ہو۔ اَور رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت میں فانی ہو۔ اَور جس پر ایک نظر کرے اُس کو ملک و ملکوت کے اسرار دِکھائے یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضُور پہنچائے۔ اَور وُہ ایک آئینہ اخلاق و اَوصافِ نبویؐ کا ہو۔ اَور بعض اوقات زمین و آسمان، عرش و فرش اَور ملکوت و جبرُوت سب کچھ اس کو نظر آئے۔ اَور اپنے مُریدوں کو خاص وقت میں دیکھے۔ اگر اُس کا مُرید مشرق یا مغرب میں ہو تو اُس کے حال کی خبر رکھتا ہو۔ اَور اُس کے واسطے غائبانہ اللہ کریم سے دُعائیں مانگے۔ اَور ان میں جو بُری خصلتیں ہوں اُن کو اپنی توجہ سے دُور کرے۔ اَور جو اُس کے مُرید حاضر یا غائب ہوں اپنی توجہ کی قوّت سے سب کو فیض پہنچائے۔ اگر اِس قابل نہیں تو وُہ پیری کے لائق نہیں۔

کیا عمُدہ فرمایا ہے مولانا عبد الصمد نے مثنوی میں ؎

جب تلک حاصِل نہ ہو تجھ کو کمال — خلق سے بیعت نہ لے اَے خوش خصال
کِس کو کہتے ہیں کمال اَے نیک نام — ماسوئ حق کی محبّت ہو حرام
نورِ وحدت کا ہو دِل پر یہ اثر — ماسوئ حق کے نہ کچھ آئے نظر
جس کو دیکھے چشمِ دل سے اَے حبیب — نُورِ وحدت سے وُہی ہو بانصیب
جب تلک ایسا نہ ہو تجھ میں اثر — تیری پیری مکر ہوگی سر بسر
پیر جی ہوں یا کہ عالم بے نظیر — یہ نہیں پیری کے قابل اَے فقیر
گوشِ دِل سے سُن ذرا یہ گفتگو — کام آئے گی خُدا کے رُوبرُو
دیکھ لے لِکھتے ہیں شمسُ العارفین — یعنی مولانا کے مُرشد مردِ دیں

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

جس وقت ایسا پیر مل جائے تو ہر حال میں وُہ حقیقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے۔ اَور ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ تمام اشیاء کو اپنے آئینے میں دیکھے۔ اُس وقت اس کو خلقت حجاب نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی قوّتِ جذبہ سے اَور لوگوں میں تصرّف کرے گا۔ اَور اس حالت میں اپنے آپ کو غصّہ سے بچائے کیونکہ غصّہ اَور حُبّ دُنیا اِس نسبت کو خالی کر دیتی ہے اگر نسبت میں قصُور واقع ہو جائے اَور قبض ہو جائے تو ٹھنڈے پانی سے غسل کرے اگر اس سے بھی نسبت حاصل نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اَور توبہ میں مشغول ہو۔ اگر اس سے بھی وُہ نسبت حاصل نہ ہو تو آبِ رواں پر جائے اَور سبزی پر نظر ڈالے۔ پھر ذِکر میں مشغول ہو۔ اور بہت زور سے سانس نکالے۔ اَور پھر تصوّرِ شیخ کی طرف متوجّہ ہو۔ اَور تصوّرِ شیخ کو خدا کی صفت سمجھے۔ یہ نہ سمجھے کہ اس ذات پاک نے اس میں حلول کیا ہے بلکہ وُہ ذاتِ پاک صُورت اَور مثال سے پاک ہے۔ اَور جو چیز ذہن میں آئے اُس سے وراء الوراء ہے۔ اس میں جس قدر طالب اپنے پیر سے محبّت رکھے گا۔ اسی قدر فیض پائے گا۔ اَور تجربہ سے بھی معلوم کیا گیا کہ یہ راستہ سب راستوں سے نزدیک ہے۔ اس وقت مجھے اپنے مولانا و مُرشدنا و ہادینا[1] کے اَوصافِ حمیدہ لکھنے پر جوش آ رہا ہے۔ میں قربان جاؤں آپ کے نامِ نامی پر کہ جس کی محبّت نے دِل میں جوش کیا ہوا ہے۔ عقل تو یہی کہتی ہے کہ مُنہ سے اُن کا سخن برہنہ نہ کر۔ مگر جان کہتی ہے کہ میں بھُوکی ہُوں۔

مثنوی

لب کو سی دیدہ کو بند کر اَے زباں ۔۔۔ تا نہ ہو خُونِ دِل جانِ جہاں
کر تمنّا تُو نہ اندازے سے دُور ۔۔۔ ایک تِنکے سے اُٹھے کب کوہِ طور

---

[1] حضرت خواجہ بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

تب کہا جان نے کہ اِنّی جائعٌ　　فارتحل فالوقتُ سیفٌ قاطعٌ
صُوفی ابن الوقت ہوائے خوش رفیق　　وعدۂ فردا نہیں شرطِ طریق

چُپ رہو اے جان خُوں ریزی نہ کر
شمسِ تبریزی سے تو تیزی نہ کر

آپ کے اَوصافِ حمیدہ اَور کرامات اگر لکھّوں تو بے شمار ہیں۔ مگر تھوڑا سا حال جس سے آپ کی سچّائی اَور ولایت ثابت ہوتی ہے بیان کرتا ہوں۔

ایک روز مَیں، میاں حبیب اللہ، قطب الدین، پیندا خان اَور ان کے علاوہ اَور اصحاب گیارہ کے قریب جمع تھے۔ جناب اُس وقت ایک جنگل مِٹھن نام میں رونق افروز تھے۔ جس وقت ہم لوگوں نے قدمبوسی کی اَور دیدار سے مشرّف ہُوئے تو آپ کو دیکھتے ہی سب دوستوں کو جذب ہو گیا۔ ان میں سے ایک دوست کی یہ حالت ہوئی کہ سب سے تنہا ہو گیا۔ ہم نے اس کی تنہائی کا سبب پُوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ دُوسرے دن ہم سب رُخصت ہُوئے تو رستے میں وُہ نماز اشراق پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ دو گھنٹے اُس نے ایک رکعت میں گزار دیئے۔ فراغت کے بعد ہم نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ بھائی صاحِب جس وقت سے میں نے حضرت صاحِبؒ سے مُلاقات کی ہے۔ اُس وقت سے میرے سِینے میں نُورانیّت کا چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اَور میرے دل کی یہ حالت ہے کہ سوائے حق کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اَور جو کچھ میں دیکھتا ہُوں اُس کو بیان نہیں کر سکتا۔ نماز کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک سجدہ میں دِن گزار دُوں تو بھی شوق زیادہ ہے۔ اب تم مجھ کو خُدا کے واسطے چھوڑ دو اَور تم چلے جاؤ۔ پھر ہم سب اُس کو چھوڑ کر سٹیشن کی طرف چلے گئے۔ پھر عصر کے وقت وُہ سٹیشن پر آملا۔ اسی حالت میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔

دیگر۔ ایک روز موسمِ گرما میں مَیں تنہا آپ کی خدمت میں گیا۔ تو آپ اسی جنگل میں تشریف رکھتے تھے۔ مجھے گرمی سے از حد تکلیف ہوئی۔ رات کو کھانے کو جی نہ چاہتا تھا۔ آپ فرمانے لگے کس واسطے تم کھانا نہیں کھاتے۔ عرض کی کہ قبلۂ عالم! بسبب گرمی کے میرا جی نہیں چاہتا۔ آپ نے اپنے ہاتھ مُبارک سے چاولوں کا لُقمہ اُٹھا کر فرطِ محبّت سے میرے منہ میں ڈالا اَور پھر اُٹھایا۔ میں نے عرض کی کہ قبلۂ عالم! بالکل جی نہیں چاہتا۔ فرمانے لگے۔ اب کیا کریں۔ میں نے عرض کی کہ آپ دُعا کریں کہ اللہ کریم بارش کرے۔ آپ نے اُسی وقت ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی اَور میں آمین کہتا تھا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اذان دو۔ جب ہم نماز فریضہ سے فارغ ہوگئے تو ہمارے سر پر رعد گرجا۔ اَور آپ فرمانے لگے میں مکان پر جاتا ہوں۔ آپ مکان پر تشریف لے گئے۔ اَور میں نے ابھی دو رکعت سنت تمام نہ کی تھی کہ بارش سے میرے تمام کپڑے تر ہوگئے۔ اَور اِس قدر بارش ہوئی کہ جہاں نظر پڑتی تھی۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی طرح آپ کی برکت سے وُہ وُہ کام سر انجام ہوئے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

دیگر۔ راولپنڈی میں جناب قاضی نور شاہ صاحب رہتے ہیں وُہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر میں جنّ از حد تکلیف دیتا تھا۔ یہاں تک کہ چراغ گُل ہوتے ہی ہر طرف سے اسباب گرنے پڑنے کی آواز آنی شروع ہو جاتی تھی۔ اَور وُہ ہر ایک چیز کو آپس میں ملا دیتا تھا۔ اَور ہماری ایک لڑکی بھی اِسی مرض میں فوت ہوگئی۔ اَور دُوسری کو یہ بیماری شرُوع تھی تو ہم نے ایک روز حضرت صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی۔ اَور اپنی تکلیف سُنائی۔ آپؒ نے دُعا فرمائی۔ پھر میں نے عرض کی کہ حضرت غریب خانہ پر تشریف لے چلیں تو عنایت سے بعید نہیں۔ آپؒ نے منظور فرما لیا۔ جس وقت آپؒ کا قدم مُبارک گھر میں پڑا۔ جنّ جاتا رہا۔ پھر ایک روز مجھے خواب میں مِلا اَور کہنے لگا کہ میں عرصہ دراز سے یہاں رہتا تھا۔ لو اَب رُخصت ہوا۔ اس ولی کی برکت کے

سبب پھر کبھی نہ آؤں گا۔

دیگر۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست پلنڈ سے خان کی والدہ کو چالیس برس سے جنّ کی بیماری تھی۔ ہر چند معالجہ کیا جاتا تھا مگر فائدہ نہ ہوتا تھا۔ وُہ بہت تنگ آگئی۔ اَور اکثر فقیروں کے پاس جا جا کر بھی لاچار ہو گئی۔ اِتفاقاً جناب حضرت صاحبؒ کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا۔ آپؒ نے فرمایا اس کو یہاں لاؤ۔ جب وُہ آئی آپؒ نے کلمۂ شہادت تلقین فرمایا اَور باطن سے توجّہ کی۔ آپ کی توجّہ کی برکت سے وُہ جنّ پھر کبھی واپس نہ آیا۔ آپ کی دُعا سے بہت سے ناخواندے عہدہ دار بن گئے۔ اَور بہت سے مسکین مالدار ہو گئے۔ بعض اَوقات آپ کی توجّہ کی یہ حالت ہوتی کہ تلقین کرنے کے بعد اُسی وقت آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اَور جو بے ہوش نہیں ہوتے تھے تو اُن کے دل میں ذِکر کا جوش اَور عجیب حالت اَور شہودِ حق کا ظہُور ہوتا تھا۔ اکثر اَوقات آپؒ کے ساتھ توجّہ میں مولٰینا غلام نبی اَور سیّد جماعت علی شاہ صاحب بیٹھتے تھے اَور شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ جس کی طرف توجّہ کرتے اُس کو اُسی وقت جذبہ و شوق اَور گریہ ہو جاتا تھا۔ اَور آپؒ فرماتے تھے کہ شاہ صاحب محنت کش آدمی ہیں۔ ان کی حالت اکثر دُنیا کی طرف سے سرد ہو گئی ہے۔ اَور تنہائی کو پسند کرتے تھے۔ اَور فرماتے تھے کہ اس شخص نے اپنے نفس کو قابو میں کیا ہے کھانے کے وقت ہر ایک شخص اچھی غذا کھاتا ہے۔ مگر وُہ رُوکھی پر صبر کرتے تھے۔ حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ پر آپ کی نظرِ مہربانی بہت تھی۔ جس روز آپؒ نے اُن کو تلقین فرمایا اَور باطنی توجّہ سے معمور فرمایا۔ تو حافظ صاحبؒ کی اُس وقت یہ حالت تھی کہ مثلِ ماہیٔ بے آب زمین پر تڑپتے تھے۔ ایک برس تک ان کی یہی حالت رہی اَور تلقین کے بعد اُسی وقت آپ نے تاج مُبارک اُن کے سر پر رکھا اَور موزُون کیا۔ جس وقت مولانا و مُرشدنا راولپنڈی تشریف لائے تو میں نے عرض کی کہ یا سیّدیؒ آپ نے شاہ صاحبؒ کو بہت جلدی موزُون کیا ہے۔ تو آپؒ نے فرمایا میں حُکم کا بندہ

ہُوں۔ اَور نیز شاہ صاحب کی محبّت اَور علم وحلم مجھ کو پسند آیا ہے۔ اَور مجھ کو فرمانے لگے
کہ شاہ صاحب کی حالت دیکھو گے۔ اَور ایک اَور شخص[۱] کی نسبت فرمانے لگے۔ یہ میرے
فرزند ہیں۔ اَور یہ بھی فرمایا کہ اگر ان کے ساتھ کوئی حسد کرے گا تو میرے ہی ساتھ کرے گا۔
پھر شاہ صاحب موصوف نے آپ کے ساتھ محبّت اَور خدمت اِس درجہ تک کی کہ اگر
کوئی شخص آپ سے بیعت ہونے کے لیے آتا تو فرماتے کہ شاہ صاحب ان کو رستہ بتا
دو۔ اَور فرماتے کہ جس شخص نے شاہ صاحب سے بیعت کی اُس نے ہماری بیعت کی ۔
اَب دیکھنے میں کہ آپ کی توجہ اَور مہربانی نے کیا کیا ظہور کیے ہیں۔ دُوسرے شاہ صاحب
کرتو والے یعنی مولانا اکبر شاہ صاحب اَور مولانا مولوی صاحب بگّے والے، آپ نے ایک
نظر سے اُن کا حال متغیّر کر دیا۔ اَور مولوی صاحب مرحُوم کی یہ حالت تھی کہ ہر وقت ذِکر
میں مشغول رہتے تھے۔ اَور شاہ صاحب کی یہ حالت ہے کہ رات بھر جاگتے رہتے ہیں
اَور درد و عشق و صادقیّت کے نشان نظر آتے ہیں۔ اکثر اَوقات اپنی زبانِ مبارک سے
شاہ صاحب کی صِفت کیا کرتے تھے۔ اَے دِل تُو کہاں تک آں جناب کے اَوصاف و
کرامات بیان کرے گا۔ اِس چھوٹی سی کتاب میں ہرگز گنجائش نہیں۔ اَور آپ کے اصحاب کا
کہاں تک ذِکر کرے گا۔ ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ آپ کا خلقِ عظیم اِس قدر تھا۔
کہ ہر ایک یار یہی سمجھتا تھا کہ جس قدر آپ کی محبّت میرے ساتھ ہے شاید ہی دُوسرے
کے ساتھ ہو۔ جو شخص آپ کو دیکھتا تھا بول اُٹھتا تھا۔ ھٰذَا وَلِیُّ اللّٰہِ۔ کہ اللہ کا دوست
اَور ولی ہے پس نیرے جیسے ناچیز شخص سے آں جناب کے اُوصاف بیان ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔

۲۔ ذِکر

ذِکر از رُوئے لفظ اَور نطق کے کوئی یعنی اِس موجُودات سے ہے۔ اَور بلحاظ

---

[۱] اِس سے مُراد خود حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

معنوں کے ربّانی ہے یعنی ذکر خلقت اور اللہ تعالیٰ کے درمیان برزخ ہے۔ اور ذکر کے سبب ایسا تعلق حاصل ہوتاہے جس کو علمِ لدُنّی کہتے ہیں۔ جو سیکھنے یا سکھانے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور ذکر اسم ذات اور نفی اثبات ہجّوں کی طرح ہے۔ جس طرح کہ پہلے بچّے جب تک ہجّے نہ کریں پڑھنا نہیں آتا۔ اسی طرح طالبِ صادق جب تک ذکر اسمِ ذات اور نفی اثبات کو اچھی طرح نہ پکائے درجۂ نہایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اِس خاندانِ علیّہ کے مشائخِ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے دو طرح کا ذکر اختیار کیا ہے۔ ایک نفی اثبات دُوسرا مجرّد اثبات۔ نفی اثبات سلوک کا فائدہ دیتا ہے اور مجرّد اثبات جذبہ کے واسطے مفید ہے۔ ہمارے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم جذبہ کو مقدّم سمجھتے ہیں۔ نفی اثبات کے ذکر کی ترتیب یہ ہے کہ لب کو لب پر رکھ کر مُنہ بند کرے۔ اور زبان کو تالُو سے لگائے۔ اور دم کو روکے۔ مگر اِس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے۔ اور حقیقتِ دل کو جو ایک لطیفہ دراکہ ہے۔ جو ایک لحظہ میں زمین وآسمان پر سَیر کرسکتا ہے۔ اور تمام جہان میں پھر سکتا ہے۔ سب فکروں اور اندیشوں سے خالی کرے۔ اور دلِ مجازی کی طرف جو بائیں طرف پہلو میں صنوبری شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے متوجّہ کرے۔ اور ذکر میں اِس طرح مشغول کرے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ کو ناف کے متّصل دائیں طرف سے کھینچے اور دائیں مونڈھے کو حرکت دے کر بائیں مونڈھے تک پہنچائے۔ اور کلمہ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دلِ صنوبری شکل پر اِس طرح زور سے لگائے کہ اس کی گرمی تمام اعضاء میں پہنچے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بائیں طرف سے دائیں طرف لے جائے۔ اور جب لَآ اِلٰہَ کہے تو اُس وقت یہ خیال کرے کہ کوئی موجُود نہیں۔ اور تمام اشیاء نیز اپنے وجُود کو بھی فانی اور نیست و نابُود سمجھے۔ اور اثبات یعنی اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک موجُود اور حق ہے۔ اور ہمیشہ کی بقا اسی کو حاصل ہے بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اختیار کیا ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کا دِل میں خیال رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ امامِ ربّانی یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ دِن رات ذِکرِ نفی اثبات میں مستغرق رہے۔ اپنا سونا، جاگنا سب اسی پر لگائے۔ اَور نماز فرض کے علاوہ نفلوں اَور تسبیحوں کو ترک کر دے۔ فقط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ہی اِختصار کرے۔ کیونکہ جہاں علمِ لدُنی اَور حکمتِ الٰہی ہو۔ وہاں نفلوں سے خدمت بجالانا زحمت و تکلیف ہے۔ اَور مخلوقات سے علاقہ قطع کرنے کے واسطے اَور کوئی ذِکرِ ظاہری و باطنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے کامل و شافی نہیں ہے۔ اگرچہ دِل پر ذِکر جاری ہو جائے پھر بھی ذِکر کی کوشِش سے نہ ہٹے۔ خاص کر صبح شام اَور عصر کے وقت ذِکر کے واسطے وقف کرے۔

خواجہ امام علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے جو اپنے اِیمان کی دولت چاہے اُس کو لازم ہے کہ اپنے ہر کام اَور ہر جگہ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے کی عادت کرے۔ شرکِ خفی کی تاریکی اَور ظلمت اسی سے دُور ہو کر نورِ اِیمانی آفتاب کی طرح چمک اُٹھتا ہے۔ سالکوں کے نزدیک شرکِ خفی یہی ہے کہ دل میں اشیاء موجودات کی صورتیں نقش ہوں۔ جب یہ حال ہوا تو حق کی نفی اَور غیر کا اثبات ہوا۔ یہ ایک بڑا بھاری حجاب ہے جو سوائے ذکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے دُور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسی سے غیر کی نفی اَور خُدا تعالیٰ کا اثبات دِل میں پیدا ہوتا ہے۔ اَور یہی مقصُود اَور غرض ہے۔

ذِکرِ مجرّد اثبات

اس کو ذِکرِ خفی اَور ذِکرِ اسمِ ذات بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترکیب اَور طریق یہ ہے کہ مُنہ بند کر لے اَور زبان تالو کے ساتھ لگائے اَور آنکھیں بند کرے۔ اَور قلب صنوبری شکل کی طرف متوجّہ ہو کر اَللّٰہ کے اِسم کو خُوب شدّ و مدّ کے ساتھ ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ کی جھلّی تک پہنچائے۔ اَور جو باہر کو سانس آتا ہے اُس سے

ھُو کی ضرب دِل پر لگاتے۔ اَور زبانِ دِل سے ذِکر میں مشغُول ہو جائے۔ اَور خُدا کی ذاتِ بے چُوں اَور بے مانند کے معنی خیال میں رکھے بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اِس ذِکر کے بعد تُوئی مقصُود اَور تُوئی موجُود کہنا بتاتے ہیں اَور بعض اپنے پیر کا تصوّر رکھتے ہیں۔ ذِکر کے وقت سانس روکنا عجیب لُطف پیدا کرتا ہے اَور شرحِ صدر کو مفید ہے۔ اِس سے دل کو اِطمینان حاصِل ہوتا ہے اَور خطرے دِل میں نہیں آتے۔ اَور جب تمام اشیاء موجودات کو فنا کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اَور خدا، تعالیٰ کے وجودِ قدیم کو بقا کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے تو ایک عجیب حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ اِسی ذِکر پر مداومت کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دِل میں قرار پکڑتی ہے اَور اس کی بصیرت کی آنکھ کھُل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو شرع، عقل اَور توحید کے درمیان کچھ تناقض معلوم نہیں ہوتا۔ ذِکر دِل کی ایک صفتِ لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایسے درجے کو پہنچتا ہے کہ حقیقتِ ذِکر اَور جوہرِ دِل ایک ہو جاتے ہیں۔ اَور غیر کا کوئی خیال دِل میں نہیں آتا۔ ذِکر مذکُور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل خیالِ غیر سے خالی ہُوا۔ تو اس حدیثِ قدسی کے مُطابق

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ۔

میری وُسعت نہ زمین رکھتی ہے نہ آسمان لیکن مومن آدمی کا دل۔

تجلّیاتِ جمال و حقائقِ ذاتیہ الٰہی جلوہ ڈالتے ہیں۔ اَور اَذْکُرْکُمْ کا وعدہ خوف اَور آواز سے مجرّد آشکارا ہوتا ہے۔ اَور کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ کی خاصِیّت ظاہر ہوتی ہے لیکن جب تک رُوحانیت کا وجُود باقی ہے۔ اَور فنا کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا ہے۔ وُہ ذِکر حقیقت میں خفیہ نہیں ہے۔ اَور جب حقیقتِ فنا تک پہنچ جاتے تو اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ باطن نفی سے ٹھہر جاتا ہے۔ اَور سوائے اثبات کے اَور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کا ذِکر ہمہ تن اَللّٰہ، اَللّٰہ ہوتا ہے۔ اَور کلمہ حقیقت اَور سر تک پہنچ جاتا ہے۔

وَحَقِيقَةُ الذِّكْرِ عِبَارَةٌ عَنْ تَجَلِّيَةِ الْحَقِّ سُبْحَانَهُ لِذَاتِهِ بِذَاتِهِ مِنْ حَيْثُ الْاِسْمِ الْمُتَكَلِّمِ اِظْهَارًا لِلصِّفَاتِ الْكَمَالِيَّةِ وَوَصْفًا بِالنُّعُوْتِ الْجَمَالِيَّةِ

اور ذکر کی حقیقت سے مُراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلّی لذاتہ بذاتہ سے اِسم متکلّم کی حیثیّت سے واسطے ظاہر کرنے صفاتِ کمالیہ اور وصف کرنے صفتوں جمالیہ اور کمالیہ کے۔

اور پہلی تجلّی جو سالک پر آتی ہے وُہ تجلّی افعال ہوتی ہے۔ جس کو محاضرہ کہتے ہیں اور پھر تجلّیِ صفات جسے مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور پھر تجلّیٔ ذات جس کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ حجّۃ الاسلام نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دِل کا روزن ملکوت کی طرف بغیر مرنے اور سونے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اگر کوئی بیداری میں ریاضت کرے اور دل کو غضب شہوت اور اخلاقِ بد اور بُرے کاموں سے بچائے اور ایک خالی جگہ میں بیٹھے اور آنکھیں بند کرے اور حواس معطل اور بے کار چھوڑ دے۔ اور دِل کو ملکوت کی طرف نِسبت دیوے۔ اور اللہ، اللہ، اللہ ہمیشہ زبانِ دل سے کہتا رہے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ سے اور تمام جہانوں سے بے خبر ہو جائے۔ اس طرح مداومت کرنے سے دِل کا روزن ملکوت کی طرف کھُل جاتا ہے۔ تو ایسا شخص بیداری میں وُہ کچھ دیکھتا ہے جو اوروں کو خواب میں بمشکل دکھائی دے۔ رُوحیں، فرشتے اور پیغمبران علیہم السّلام کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اُن سے فائدے اور فیض حاصل کرتا ہے۔ اور ملکوت زمین و آسمان اس کی نظر کے سامنے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ایسے ایسے اُمُور دیکھتا ہے۔ جن کا بیان ممکن نہیں لیکن یہ مقام سوائے مجاہدے اور ریاضت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ کریم قرآن مجید میں ریاضت اور مجاہدے کے واسطے اِرشاد فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ اور فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ

اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا۔ اور

تَبۡتِیۡلًاؕ (۲۹/المزّمّل : ۸) سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

اپنی سب تدبیریں اُسی کے حوالے کر دے۔ اور وُہ خود تیرے سب کام کردے گا۔

رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَاتَّخِذۡہُ وَکِیۡلًا ۝ (پ ۲۹/المزّمّل : ۹)

جب تُونے اس کو وکیل بنالیا تو گویا اہلِ جہان سے فارغ ہو گیا۔ اب ان سے الگ ہو جا۔ اور ان میں مت مِل۔

وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَاہۡجُرۡہُمۡ ہَجۡرًا جَمِیۡلًا ۝ (پ ۲۹/المزّمّل : ۱۰)

اور صبر کیجیئے ان کی (دل آزار) باتوں پر اور ان سے الگ ہو جایئے بڑی خوبصورتی سے

اِن آیات کے مضمُون سے ریاضت کا اچھا سبق مِل سکتا ہے۔ ریاضت سے دِل صاف اور روشن ہو جاتا ہے۔ خلقت کی عبادت اور شہوت پرستی اور اشیاء موجودات کے شغل اور کاروبار سے نجات اور خلاصی پا جاتا ہے۔ اکثر محقّقین نے مجاہدے کو مشاہدے کا سبب اور علّت فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَلۡمُشَاھَدَاتُ مَوَارِیۡثُ لِلۡمُجَاھَدَاتِ وَلَا یَسۡتَقِیۡمُ النِّھَایَاتُ اِلَّا بِتَصۡحِیۡحِ الۡبَدَایَاتِ وَذَا لَایَتَیَسَّرُ اِلَّا بِتَرۡکِ الۡعَادَاتِ وَھِجۡرَانِ الۡمَاۡلُوۡفَاتِ۔

مشاہدات مجاہدات کی میراث ہیں اور نہایت تصحیح ابتدا کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور وُہ ترکِ عادات اور پسندیدہ چیزوں کے چھوڑنے سے میسّر ہوتی ہے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے جب تک صدق مجاہدہ نہ ہوگا۔ سِرّ کی صفائی حاصل نہ ہوگی۔ صُوفیوں کا یہی رستہ ہے۔ اور یہی نبوّت کی راہ ہے۔ اور یہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبروں ہی سے مخصوص ہیں۔ بلکہ ہر ایک آدمی فطرت میں اس کے لائق ہے۔ کُلُّ مَوۡلُوۡدٍ یُّوۡلَدُ عَلٰی فِطۡرَۃِ الۡاِسۡلَامِ۔ اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

وَلَمْ يَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يُشَاهِدُوْنَ فِیْ حَالِ الْيَقْظَةِ مَا لَا يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَّرَاهُ اِلَّا فِیْ حَالِ النَّوْمِ لَمْ يَهْتَدِ اِلٰی حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ ۔	جو شخص یہ اعتقاد نہ کرے کہ اللہ کے اکثر بندے حالِ بیداری میں وُہ امُور دیکھتے ہیں جو اُن کے سوا دُوسرے خواب کی حالت کے بغیر نہیں دیکھ سکتے تو اُس نے ابھی ایمان بالنبوّت کی حقیقت کی طرف ہدایت نہیں پائی ۔

۳ ۔ مراقبہ

طریقِ مراقبہ نفی اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے ۔ اَور جذبہ کے طریق سے بہت قریب اَور نزدیک ہے ۔ مراقبہ سے ملک و ملکوت میں تصرّف و وزارت کے درجے کو پہنچ سکتا ہے ۔ دُوسروں کے باطن کو منوّر کر سکتا ہے ۔ دِل میں مقبُولیّت اَور دوام حضور حاصل ہو جاتا ہے ۔ مگر یاد رہے کہ جب تک پہلے قطع علائق نہ کرے ۔ اَور نفس کی مخالفت پر صبر نہ کرے ۔ غیروں کی صحبت سے کنارہ نہ کرے ۔ مراقبہ کی دوامی دولت حاصل نہیں ہو سکتی ۔ مراقبہ کے معنی محافظت کرنے کے ہیں یعنی دِل کی نگہبانی کرنی ۔ تاکہ اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر خیال داخل نہ ہو ۔ اَور دِل کی توجّہ کو حق سبحانہٗ کی طرف پھیرنا ۔ یا مراقبہ کے معنی اِنتظاری کے ہیں ۔ یعنی طالب صادق تمام اشیاء بلکہ اپنے وجود سے قطع تعلّق کر کے حق سُبحانہٗ کے حضور میں فیوضِ الٰہی اَور جذباتِ غیبی کا منتظر رہتا ہے ۔ اہلِ تصوّف کی مُراد مراقبہ سے ایک حالتِ قلبی ہے جو ایک قسم کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے ۔ اَور وُہ طریقہ جس سے یہ معرفت حاصل ہوتی ہے وُہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو دِل کی باتوں اَور باطن کے احوال کا عالم جانے اَور سب بندوں کے عمل اَور ہر ایک چیز پر اس کو رقیب اَور محیط سمجھے ۔ جیسا کہ وُہ خود فرماتا ہے ۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِيْطٌ ۔ اَور فرماتا ہے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی ۔ جب ذاکر کے دِل پر یہ حالت غالب ہو جاتی ہے کہ

میرے رب نے ہر ایک چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ اَور وُہ سمیع وبصیر اَور حفیظ ونگہبان ہے اَور دِل میں بے چُون اَور بے چگون کے معنی جو مُبارک اِسم اللہ سے مفہُوم ہوتے ہیں بے واسطہ کسی عبارت و الفاظ عربی، فارسی عبرانی وغیرہ کے دھیان رکھتا ہے تو بتدریج دِل اس اجلال کے مُلاحظہ میں ایسا ڈوبتا ہے کہ اعضائے ظاہری کی طرف بھی اِلتفات نہیں کرتا جب ایسا شخص ظاہری طاعت کے لیے حرکت کرتا ہے تو اُس کا وجود اُس وقت ایسا ہوتا ہے گویا کہ بے حِس ہے۔ جب اس کا دل مستغرقِ محبوب ہوتا ہے تو سب اعضاً اس کے راستے پر چلتے ہیں۔ ایسا وُہی شخص ہے جس کو ایک ہی فکر ہو۔ اَور اللہ کریم نے اُسے سب فکروں سے بچا دیا ہو۔ ایسے شخص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی آتے جاتے تو اُس کو خبر نہیں ہوتی۔ باوجود آنکھیں کھولے ہُوئے کے بھی نہیں دیکھتا۔ اگر اُس کو کچھ کہا جائے تو باوجود بہرہ نہ ہونے کے بھی نہیں سُنتا۔ سوائے بے چُون اَور بے چگون کے معنوں کے اس کے چشمِ بصیرت میں کچھ نہیں رہتا۔ اَوراس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے۔ اَور ایسے اُمور اَور حالات اس پر طاری رہتے ہیں کہ اگر ان کو خود بھی بیان کرنا چاہے نہیں کر سکتا۔ اَنَا الحَقّ وَھُوَ الحَقّ وَھُوَ الحَقّ وَاَنَا الحَقّ ہو جاتا ہے ؎

اَے برادر تُو ہمیں اندیشۂ   مابقی تو استخوان وریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گُلشنی   در بود خارے تو ہمہ گلخنی

انانیّت نیست و نابُود ہو کر تُوئی کا جمال سر سے پاؤں تک جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ جس طرف دیکھتا ہے اسی کا جمال دیکھتا ہے ؎

بسکہ در جاں فگار و چشمِ بیمارم توئی   ہر چہ پیدا مے شود از دور پندارم توئی

اس وقت جو چیز اس کے سامنے آئے یا اس کے دل میں گزرے اسی کا رنگ اسی کی صُورت پکڑ جاتی ہے ؎

گر گُل گزرد بخاطرت گُل باشی در بلبلِ بے قرار بُلبل باشی
تُو جزوی و حق کُل است گر روزے چند اندیشۂ کُل پیشہ کُنی کُل باشی

یہ مراقبہ جو ہم نے بیان کیا ہے نیستی کی سرحد اَور مقامِ حیرت ہے۔ اس مقام میں سالک کا وجود نہیں رہتا۔ بلکہ تمام چیزیں اپنے آئینہ جمال میں دیکھتا ہے ؎

تُو در و گُم شو کمال این ست و بس
تُو مباش اصلاً وصال این ست و بس

مصرعہ۔ خبر درویش است جُملہ نیک و بد۔ یہ بڑا عالی مقام ہے۔ اَور جتنے مقام ہیں زُہد و توکّل، ذِکر، فنا رخلقی، فناء رضائی، فکرِ اسماء و صفات، سب اِس مرتبہ کے نیچے ہیں۔ بزرگوں نے اس کا نام فناء الفناء رکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اِس مقام سے اس کو ترقی بخشے تو اس فناء کے بعد جو بقا ہے وہاں تک پہنچ جاتا ہے۔

فصل ۹ حضرت مجدد صاحب رضا رحمۃ اللہ علیہ کے سلوک کا مختصر حال

لطائفِ عشرہ۔ اہلِ تصوّف کہتے ہیں کہ نفس مبدءِ شہوات اور لذّاتِ حسّی ہے۔ وُہ ایک لطیف بُخار ہے جو جوفِ قلب سے بذریعہ حرارتِ غریزی کے پیدا ہوتا ہے۔ اور عرُوق کی راہ سے بدن کے تمام اعضاء و اجزاء میں جاری ہے۔ اور بدن کی حسّ و حرکت اِسی سے ہے۔ اور بھوک و سیری اور حرص و ہوا اور تمام نفسانی صفات اسی سے قائم ہیں۔ رُوحِ حیوانی اطبّاء کے نزدیک یہی ہے۔ رُوحِ انسانی کا تعلق بدن کے ساتھ اِسی نفس کے ذریعہ سے ہے۔ اور لطافت و کثافت میں دونوں طرف کی مناسبت کی وجہ سے رُوح اور بدن کے درمیان بطور برزخ کے ہے۔ اور رُوح کا تعلّق نفس کے ساتھ ایسا ہے جیسے مرد کا عورت کے ساتھ۔ ان دونوں کے مِلنے سے ایک لطیفہ پیدا ہوّا ہے۔ جس کو قلب کہتے ہیں۔ اور وُہ ان دونوں کے درمیان معلّق اور منقلب ہے۔ اور دونوں میں سے کِسی ایک کے احکام کے غلبہ کی وجہ سے اُسی کا تابع ہے۔ محسُوسات کا مدرک نفس ہے اور معقولات کا مدرک رُوح اور معقول و محسوس سے مرکّب اشیاء کا مدرک قلب ہے۔ پس چاہیئے کہ ایسی اشیاء جو نہ معقول ہیں اور نہ محسُوس جیسے کہ ذات و صفاتِ الٰہی ان کا مدرک کوئی اور ہو۔ پس ایک اور لطیفہ نہایت اعلیٰ و اصفیٰ پیدا کر دیا جس کا تعلّق قلب کے ساتھ ہے۔ اور اس کو سِرّ کہتے ہیں۔ پھر ایک اور لطیفہ سِرّ سے زیادہ اصفیٰ بھیج دیا۔ اور اس کو سِرّ کے ساتھ متعلّق کیا۔ اس کو خفی کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کا کشفِ خفی سے ہوتا ہے۔ گویا سِرّ کا اِتصال ذات سے بحیثیت تلبّس باسماء و صفات کے ہے۔ اور خفی کا اِتصّال بہ حیثیّت تجرّد اور تنزّہ کے۔ اس کے بعد ایک اور لطیفہ نہایت ہی اعلیٰ و

اصغٰی پیدا کیا۔ جو ان سب سے اشرف اَور الطف ہے۔ اس کو اخفٰی کہتے ہیں لطیفہ اخفٰی سے ذات کا انجذاب تجرّد اَور تنزّہ کی قید سے بھی معرّا اَور منزّہ اَور مبرّا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لطائف رُوحِ علوی کے ہمراہ ہر ایک فردِ انسانی میں بطورِ امانت رکھے ہیں لیکن بسبب کفر و شرک کی ظلمات اَور صفات بشری کی تاریکی کے ظاہر نہیں ہوتے۔ تزکیۂ نفس اَور تصفیۂ قلب اَور تجلیۂ رُوح کے بعد ظاہر ہو جاتے ہیں اکثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تجلیۂ رُوح کے بعد یک لخت فائض ہو جائیں۔ حضرت مجدّد صاحب فرماتے ہیں کہ انسان دسں لطائف سے مرکّب ہے۔ ان میں سے پانچ لطیفے عالمِ امر میں سے ہیں اَور پانچ عالمِ خلق سے۔ جیسے کہ خُود اللہ تعالےٰ اپنی کلامِ قدیم میں فرماتا ہے۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط (۸/الاعراف: ۵۴) ترجمہ (اَور سُن لو اُسی کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اَور حکم دینا) اَور عالمِ امر کو جبرُوت کہتے ہیں۔ جیسے کہ عالمِ اَرواح و رُوحانیت ملائکہ ہے۔ ان کا وجود ظاہر چشم سے نظر نہیں آتا۔ بلکہ یہ امرِ الٰہی سے بے واسطہ پیدا ہوئے ہیں۔ اِس سبب سے ان کو عالمِ امر کہتے ہیں۔ اَور پانچ عالمِ خلق سے ہیں۔ ان کو مُلک بھی کہتے ہیں۔ یعنی یہ چیزیں جو ظاہر چشم سے محسُوس اَور نظر آتی ہیں۔ جیسے کہ عرش سے فرش تک یعنی اربعہ عناصر اَور نفسِ ناطقہ کو عالمِ خلق کہتے ہیں۔ اَور قلب و رُوح، سِرّ و خفی اَور اخفٰی یہ عالمِ امر سے ہیں۔ اَور اصل ان جوہروں کا لامکانیّت سے تعلّق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کئی ایک جگہ جسمِ انسان میں امانت رکھ دیا ہے۔ اَور اصل ہر ایک لطیفے کی عالمِ امر سے ہے۔ چنانچہ اصلِ نفس اصل قلب سے ہے۔ اصلِ باد اصلِ رُوح سے، اصلِ آب اصل سِرّ سے، اصلِ نار اصلِ خفی سے اَور اصلِ خاک اصلِ اخفٰی سے ہے لیکن انسان بسبب علاقۂ دُنیاوی کے اپنی اصل سے غافل ہو گئے ہیں۔ اگر خُدا چاہے تو کسی مُرشدِ کامل کی توجّہ سے آگاہ کر دے۔

حَتّٰی یَصِلُوْا اِلَی الْاَصْلِ ثُمَّ وَثُمَّ وَثُمَّ حَتّٰی یَنْتَهِیَ اِلَی الذَّاتِ الْبَحْتِ الْمُعَرَّاةِ عَنِ الصِّفَاتِ وَالشُّیُوْنَاتِ فَیَحْصَلُ لَهُ الْفَنَاءُ الْاَتَمُّ وَالْبَقَاءُ الْاَکْمَلُ۔

یہاں تک کہ وُہ پہنچ جائیں اصل تک، پھر اَور پھر اَور پھر وُہ ذاتِ بحت (مجرّد) جو صفات و شانوں (کے تصوّر سے خالی ہو) تک پہنچ جائے پس فنائے اتم (اکمل فناء کا مقام) اَور بقاءِ اکمل (یعنی مکمّل ترین بقاء کا مقام) میّسر آتا ہے۔

اَور انہی کو مقامِ عشرہ کہتے ہیں۔ اَور جو عالمِ خلق کے تزکیّہ کرنے والے ہیں۔ ان کا طے کرنا ان کے نزدیک واجب ہے۔ اَور جن لوگوں کو جذب و عشق حاصل ہو وُہ عالمِ امر کا تزکیہ کرتے ہیں۔ ان کو ان کی کچھ پرواہ نہیں۔ یہ مقام ان کو خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے مولانا و مُرشدنا کے طریقہ میں ہے۔ آپ جذب کو ہی مقدّم سمجھتے ہیں۔ اَور غوثِ صمدانی، امامِ ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لطیفۂ قلب کا نُور زرد ہے۔ اس کی ولایت حضرت آدم علیہ السّلام کے زیرِ قدم ہے۔ جس کو یہ نُور حاصل ہو وُہ اِسی ذریعہ سے خُدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ ایسے شخص کو آدمی المشرب کہتے ہیں۔ اِس لطیفے کی جگہ بائیں پہلو میں زیرِ پستان ہے۔ دُوسرا لطیفہ رُوح ہے اس کی جگہ دائیں پہلو میں پستان کے نیچے ہے۔ اس کا نُور سُرخ ہے۔ اَور اس کی ولائیت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے زیرِ قدم ہے۔ جس کو یہ حاصل ہو اُس نے ولائیت کا دُوسرا درجہ حاصل کیا۔ ایسے شخص کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں تیسرا لطیفہ سِرّ ہے۔ اِس کی جگہ سینے میں بائیں پستان کے اُوپر ہے۔ اَور یہ رُوح سے زیادہ لطیف ہے۔ اِس کا نور سفید اَور اس کی ولایت حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام کے زیرِ قدم ہے۔ جس کو یہ حاصل ہو اُس کو مُوسوی المشرب کہتے ہیں۔ چوتھا لطیفہ خفی ہے۔ اس کی جگہ دائیں طرف پستان کے اُوپر ہے۔ اَور یہ لطیفہ سِرّ سے زیادہ لطیف ہے۔ اِس کا نور سیاہ اَور اس کی ولایت زیرِ قدم حضرت عیسٰی علیہ السّلام ہے جس کو یہ نور حاصل ہو اُس کو عیسوی المشرب کہتے ہیں جس نے یہ حاصل کیا اُس نے چوتھا درجہ ولایت کا

حاصل کیا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن میں اَور محمد زاہد درویش لکڑی کاٹنے کے واسطے جنگل کی طرف گئے اَور ہم آپس میں توحید کی باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ توحید میں اِنسان پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ اگر کِسی کو کہے کہ مرجا تو وُہ مرجاتا ہے لیکن اُس نے نہ مانا۔ اَور میں نے یہ بات منہ سے نکالی تھی کہ میری حالت میں تغیرؔ آگیا۔ میں نے اُس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مرجا۔ وُہ اُسی وقت مر گیا۔ اَور وُہ موسمِ گرما تھا۔ میرا دل گھبرایا۔ قریب ایک سایہ تھا وہاں جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد میرے دِل میں خیال آیا کہ کہو محمد زاہد زندہ ہو جا۔ پھر وُہ زندہ ہو گیا۔ یہ ماجرا حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اُسی وقت کہنا تھا کہ زندہ ہو جا وُہ زندہ ہو جاتا۔ الغرض اَولیاء اللہ سے جب ایسی باتیں ظہُور میں آئیں تو اُس وقت عیسوی المشرب ہوتے ہیں سُبحان اللہ! اِس زمانہ میں مدّعی تو بہت ہیں لیکن اگر امتحان لیا جائے تو بیمار بھی شفا نہیں پاتے۔ پانچواں[۵] لطیفہ اخفیٰ ہے۔ یہ بہت ہی لطیف اَور حضرتِ خلّاق سے اقرب ہے۔ اس کا نوُر سبز ہے۔ اس کی جگہ سِینے کے درمیان ہے۔ اس کی ولائت زیرِ قدم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ جس کو یہ نور حاصل ہو۔ اُس کو محمدؐی المشرب کہتے ہیں۔ اَور جس کو یہ حاصل ہُوا گویا اس کو ولائتِ پنجگانہ حاصل ہو گئی۔ اس کے حاصل ہونے کے بعد نماز میں نہایت ہی لذّت پیدا ہوتی ہے۔ اَور حضرت مجدّد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تہجّد کی نماز اندھیرے میں پڑھنی بہت مفید ہے۔ اس سے اخفیٰ بہت جلد ہی حاصل ہوتا ہے۔ اِن لطائف عشرہ کا طے کرنا سوائے محبتِ شیخ اَور مراقبہ کے ناممکن ہے۔ مراقبہ کی ترکیب و ترتیب اُوپر بیان ہو چکی ہے۔ اگر شوق و محبّتِ شیخ دِل پر غالب ہو جائے تو لطائف خود بخود طے ہو جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک اگر چار گھڑی تک ذِکر کرنے کے وقت خطرہ دل میں نہ آئے تو یہ لطائف خود بخود طے ہو جاتے ہیں۔ اَور بعض کے نزدیک اگر انوار مثل ستاروں کے نظر آنے

لگیں تو سمجھنا چاہیئے کہ پانچ لطیفے خلق اور پانچ امر کے جو عرش پر ہیں سب حاصل ہو گئے۔
(لطائف کا بیان ختم ہوا)

پھر ان کے بعد سالک کا یہ حال ہوتا ہے کہ جہاں اُس کی نظر پڑے۔ اس کو حق ہی نظر آتا ہے۔ اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (ترجمہ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) کے معنی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کبھی تو سکوت پسند کرتا ہے اور کبھی ذکر زبانی یعنی تہلیل و تسبیح میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ذوق و شوق اور گریہ میں ایسا محو ہوتا ہے کہ سوائے حق کے کچھ نہیں دیکھتا۔ یہ مرتبہ ولائیتِ صغریٰ ہے اس کے حاصل ہونے کا یہ نشان ہے کہ سالک اس وقت لوگوں سے وحشت کرتا ہے۔ اور ہر وقت ذکر اور مقامِ حیرت میں رہتا ہے۔ اس کے بعد ولائیتِ کبریٰ کی سیر کرتا ہے یعنی سالک کے ہر رگ و ریشہ میں ذکر جاری ہو جاتا ہے جس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ اِس مقام میں تین طرح کا مراقبہ کرنا پڑتا ہے۔ اقربیّت کا۔ جیسے کہ آیت شریف میں ہے وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ٥ (ترجمہ۔ اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) اِس مراقبہ میں یہ تصوّر کرنا پڑتا ہے کہ اُس ذات پاک سے فیض آرہا ہے۔ اور وہ میری رگِ گردن سے زیادہ نزدیک ہے۔ اور اس کا فیض لطائفِ خمسہ پر آتا ہے۔ اور جذبہ اور حضور اور بعض اوقات جذبہ تمام بدن میں ہونے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات نسبتِ قلب میں بے مزگی پیدا ہوتی ہے تو اس وقت زبانی ذکر فائدہ بخش ہوتا ہے اس کے بعد سالک کے دل میں آیت شریف يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (اللہ تعالیٰ محبّت کرتا ہے اُن سے اور وہ محبّت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے) کے مطابق یہ محبّت جوش مارتی ہے کہ وُہ مجھے دوست رکھتا ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ اِس مقام میں سالک کو مقامِ عشرہ جس پر سلوک کی بنا ہے حاصل ہوتے ہیں۔ اوّل۔ توبہ۔ توبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ دِل میں معصیت

کا خطرہ ہی نہیں گزرتا، کرنے کا تو کیا ذکر۔ دوم رضا یعنی جو کچھ خدا کرے اُس پر راضی ہوتا ہے اگرچہ اُس کی مرضی کے برخلاف ہو۔ ہمارے مرشدنا و مولٰینا ایک روز فرمانے لگے کہ تسلیم کی نشانی یہ ہے کہ اگر کوئی اُس کو بُرا کہے یا اُس کی بُری صفت کرے یا اچھی تو اُس کو یکساں معلوم ہو۔ نقل ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مُرید تسلیم کے مقام میں تھا۔ اُس کی صِفت کسی نے آپ کے سامنے کی۔ آپ نے فرمایا اِس مجہول خنزیر کی کیا صِفت کرتے ہو۔ اور اس کے سوا کچھ اور بھی کہا مگر اُس شخص کا نہ چہرہ متغیر ہوا نہ کچھ حال بدلا۔ اس کے بعد آپؒ نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مُبارک ہو تمہیں۔ ہم نے تمہارا امتحان لیا تھا۔ سوم توکّل یعنی خُدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ روزی کے واسطے اسباب نہ ہونے کے سبب اُداس نہیں ہوتا۔ اور یقین کرتا ہے کہ روزی رساں موجود ہے۔ چہارم زُہد یعنی دُنیا و مافیہا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ پنجم قناعت۔ ششم عُزلت۔ ہفتم ملازمتِ ذکر۔ ہشتم توجّہ۔ نہم صبر اور دہم مراقبہ۔ الغرض صبر و شکر۔ یقین و طمانیّت اور کشفِ قبور اور کشفِ ارواح اِس مقام میں حاصل ہو جاتے ہیں اور قبولِ تکلیفاتِ شرعیہ میں دلیل کا محتاج نہ ہونا اور ثواب و عذاب میں یقین کا قوی ہونا یہ سب دِل پر کھل جاتا ہے۔ اور دِل توحیدِ شہودی میں نرم ہو کر اس طرح پگھلتا ہے جیسے برف آفتاب کے سامنے ع

عِشقِ حق سے دِل جلے جیسے کباب — یا کہ جیسے برف پیشِ آفتاب
یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز — ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز

کشف المحجُوب میں لکھا ہے کہ خُدا کے دوستوں کا دِل ہرگز نہیں ٹھہرتا۔ عُمر بھر جانِ طلب ہی میں رہتی ہے۔ سچ کہا مولانا نے ع

شَرِبْتُ الْحُبَّ کَأْساً بَعْدَ کَأْسٍ
فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَلَا رُوِیْتُ

مر کر بھی ہمارا دِل بے تاب نہ ٹھہرا گُشتہ بھی ہُوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

؎ ہر زمانے رُوئے جاناں را نقابے دِیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردمی حجابے دِیگر است

بیانِ کشفِ قبور کی یہاں ضرورت نہ تھی۔ مگر تھوڑا سا بیان کشف کا کر دیتا ہوں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کشفِ قبور اس کو کہتے ہیں کہ جب آدمی کسی بزرگ کی قبر پر جائے تو ایک بار الحمد شریف اور تین بار سُورۃ اخلاص اور معوّذتین پڑھ کر اُس کے رُوح کو بخشئے اور مغرب کی طرف پیٹھ کر کے اُس کے مُنہ کے مقابل دو زانو یا مربّع ہو کر بیٹھ جائے۔ اور اپنے دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے اُس بزرگ کی طرف متوجّہ ہو۔ تاکہ صاحبِ قبر کی نِسبت ظاہر ہو جائے۔ اور اُس کی صورت مثالیہ کو بصیرت کی چشم سے دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ اس سے باتیں کرنے لگے بشرطیکہ دیکھنے والے کا دِل مصفّا ہو۔ اگر مصفّا نہ ہو گا تو اس میں اختلاف ہے۔ کیونکہ شیطان بھی اپنی شکل کو مختلف شکلوں میں ممثّل کر سکتا ہے۔ اور قوّتِ متخیّلہ کو بھی صورتوں کے بنانے میں بہت دخل ہے۔ اِس واسطے ہمارے خواجگانِ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اِس کشف کو معتبر نہیں سمجھتے۔ وُہ یہ کہتے ہیں کہ جب تک اِنسان کو کمال لطافت حاصل نہ ہو وُہ کیا جانے گا کہ یہ صُورتِ شیطان ہے یا قوّتِ متخیّلہ کا اثر، تو اِس سبب سے دھوکا کھا جائے گا۔ ہاں جب دِل کو تصفیہ اور تزکیہ حاصل ہو۔ اور دل کی حقیقت کا آئینہ زنگِ کینہ سے پاک وصاف ہو گیا ہو تو اِس حالت کو معتبر سمجھتے ہیں۔ اِسی طرح جو آدمی ان کے پاس آ بیٹھتا ہے اُسی وقت اُس کی باطنی نسبت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور اس کا حال معلوم کر لیتے ہیں۔ حضرت مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بزرگوں کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان سے اِستعانت جائز رکھتے تھے۔ بلکہ خود بھی اِس کشف کو کرتے اور جائز فرماتے تھے۔ غرض کہ ولائیتِ کبریٰ میں سالک کی عجیب

حالت ہوتی ہے۔ حسد، بُخل، حقد، حُبِّ جاہ اَور عُجب کا نشان ہی نہیں رہتا۔ اس کے بعد ولائیتِ ملائکہ پیش آتی ہے۔ اَور کمال لطافت اَور نزاکت باطن میں حاصل ہو کر ملاءِ اعلیٰ سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اَور فرشتے نظر آنے لگتے ہیں۔ اَور اسرارِ مخفی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اَور دِل کو حضور و عروج اَور نزول حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس مقام میں خاک کو چھوڑ کر تینوں عناصر ہی سے کام پڑتا ہے۔ اَور کبھی تمام بدن نور کے سبب مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ اُس وقت عروج دِل کا یہ حال ہوتا ہے کہ بسبب لطافتِ رُوح کے گویا عرش پر ہی رہتا ہے۔ اس کی ترقی کے واسطے کثرتِ ذِکر اَور تہلیل اَور نوافل ضروری چاہیئے۔

مثنوی

جس گھڑی ہو اِس اثر کا کچھ ظہور — نفس عاجز رُوح ہووے ذی شعور
لیک تن سے جاں کو نسبت ہے بسر — اِس سبب سے ہے وُہ عاجز بخت تر
تن یہ کہتا ہے نہ جاؤں عرش پر — جان کہتی ہے رہوں کیوں فرش پر
یعنی جاں ہے پاک چاہے پاک کو — تن نجس ہے نجس چاہے خاک کو

اَور بسبب لطافتِ رُوحانی کے بدن مثل آئینہ کے ہو جاتا ہے۔ اَور اس میں عجب لطافتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ اِبتدا حالت میں جو سلطان الاذکار میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے وُہ اَور ہے اَور یہ اَور۔ اَور اِس کا فرق مثل پوست اَور مغز کے سمجھنا چاہیئے۔ ولائیتِ عُلیا تمام ہُوئی۔ اَور اس ولائیت کے بعد سیر کمالاتِ نبوّت پیش آتے ہیں اَور دوام تجلی ذاتی بے پردہ اسماء و صفات کے اَور حضورِ بے جہت حاصل ہوتا ہے۔ اَور اِس مقام میں ایک نقطہ طے کرنا تمام مقاماتِ ولائیت سے بہتر ہے اس مقام میں دِل مطمئن اَور اس کو یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اَور تپش و بے تابی اَور توحیدِ وجودی و آہ و نالہ سب زائل ہو جاتے ہیں۔ اَور طبیعت نہایت ہی مطمئن اَور لطیف ہو جاتی ہے۔ اس کی ترقی کے واسطے تلاوتِ قرآن مجید اَور

نمازِ حضور اور درازیٔ قنوت اور اس کے سوا اور دعائیں فائدہ بخش ہیں۔ اگر حافظِ کلام اللہ ہو تو دو یا تین پارہ سے کم نہ پڑھے۔ اگر ناظرہ خوان ہو تو سورۂ اخلاص اور سورۂ یٰسین بہت پڑھے۔ اس کے بعد کمالاتِ اولوالعزم پیش آتے ہیں۔ اور انہی کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور حقیقتِ کعبہ ربّانی پیش آتی ہے۔ اس مقام میں مراقبہ حقیقتِ کعبہ سے مُراد ظہور سرا وقاتِ عظمت و کبریائیٔ ذاتیہ الٰہی سے ہے۔ یعنی سالک کے دل پر ایک بھید وارد ہوتا ہے اور فنا و بقا کے حاصل ہونے کے سبب اس وقت سالک تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کی فرماں بردار اور تابع نہ ہو۔ جیسا کہ "تذکرۃ الاولیاء" میں حضرت خواجہ ابُوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں آیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں بعض اوقات مشرق و مغرب میں کوئی ایسی چیز نہیں جو ہم سے باتیں نہ کرتی ہو۔ یہاں تک کہ ہوائیں بھی کہتی ہیں کہ اے ابُوالحسنؒ کچھ ضرورت ہے تاکہ ہم تم پر سونا ہو کر گریں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اگر مشرق یا مغرب میں کوئی شخص بیمار ہو یا اس کے پاؤں میں کانٹا لگا ہو یا بھوکا ہو تو مجھ کو اللہ کریم اُس سے آگاہ کر دیتا ہے ؏

یادِ حق گر مُونسِ جانت بود ۔۔۔ ہر دو عالم زیرِ فرمانت بود

اس کے بعد مراقبہ حقیقتِ قرآن کرتے ہیں۔ اس وقت اسرارِ حروفِ مقطّعات اور آیاتِ متشابہات ظاہر ہوتے ہیں اور باطن کھل جاتا ہے۔ اور وقتِ قرأت قاری کی زبان شجرۂ موُسوی کا حکم پیدا کرتی ہے۔ اور قرآن مجید پڑھنے کے واسطے ہمہ تن زبان بن جاتا ہے۔ اور نورِ قرآن نازل ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے بعد حقیقتِ صلوٰۃ ہے۔ سُبحان اللہ! اس بلند مقام کا کیا ذکر ہے۔ کہ حقیقتِ کعبہ اس کا دُوسرا جُزو معلوم ہوتی ہے۔ جب سالک اِس حقیقت سے کامیاب ہوتا ہے۔ تو نماز میں دارِ فانی سے نکل کر دار الآخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ اور اَرِحْنِیْ یَابِلَالُ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔ اَے بلال رضی اللہ عنہ مجھے راحت پہنچاؤ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اِسی نماز کی طرف اِشارہ ہے۔

مثنوی

دیکھ تو ان کی نماز اَے ذِی سِیَر
حق سے واصل غیر سے ہیں بے خبر

جب کریں تکبیرِ اُولیٰ وُہ تمام
نُورِ وحدت دیکھ لیں اَے نیک نام

جب پڑھیں قرآن کو باصدقِ دِل
نُورِ وحدت سے وہیں جاتے ہیں مِل

دیکھ کر انوار اس کے اَے ذِی سِیَر
سوختہ ہوتے ہیں عاشق سر بسر

یعنی ہستی نیست کرتے ہیں عزیز
ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز

جس کی ہستی نیست ہو پیشِ خُدا
اس کو کہتے ہیں ملائک مرحبا

خوب پہچانا خُدا کو اَے بشر
ماسوا حق کے گیا سب سے گُذر

المختصر فوق مرتبہ حقیقتِ صلوٰۃ مقامِ عبُودِیّت ہے۔ یہاں کِسی کی مجال نہیں ہے کہ عابد اَور معبُود میں فرق کرے۔ اِس راہِ دُور و دراز میں کوتاہی نظر آتی ہے لیکن الحمد لِلّٰہ کہ نظر کے واسطے کِس قدر گنجائش ہے۔ اِس جگہ جو ذات کے محبُوب حرف ہیں اس کا مراقبہ کرتے ہیں۔ اور امر قِفْ یَا مُحَمَّدُ ﷺ اسی طرف اشارہ ہو سکتا ہے یعنی قدم آگے نہ رکھ اَے محمدؐ (صلی اللّٰہ علیہ وسلّم) سَیرِ نظر و سیرِ قدم سے یہ مُراد نہیں کہ وہاں مشہُود و شاہد ہو۔ بلکہ یہ ایک صورت مثالیہ میں آیا تو اس کو سَیرِ نظر کہا۔ ورنہ اس میں نظر کہاں اَور قدم کہاں۔ بلکہ قدم رکھنے کی گنجائش ہی نہیں۔ ہاں البتّہ

اِس جگہ عبادتِ صلواتیہ سے ہدایتِ نظر و بصر کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد معاملہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ سیر حقائقِ الٰہی اب تمام ہوا۔ اب سیر حقائقِ انبیاء علیہم السّلام کریں گے۔ مگر اس میں یہ جاننا ضروری ہے کہ سیر حقائقِ الٰہیہ میں فضلِ الٰہی درکار ہے۔ اور سیر حقائقِ انبیاء علیہمُ السّلام میں محبّت سیّد الابرار صلی اللہ علیہ وسلّم درکار ہے۔ جس طرح اللہ کریم اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اُسی طرح اپنے افعال وصفات کو بھی دوست رکھتا ہے۔ اوّل سالک کی سیر کمالاتِ صفاتی و حقیقتِ ابراہیمیؑ ہے۔ یہ مقام عجیب بابرکت ہے۔ اس میں تمام انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے تابع ہیں۔ اسی واسطے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم مامور ہوئے کہ اِتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (۱۴/النحل: ۱۲۳) (ترجمہ۔ پیروی کرو ملّتِ ابراہیمؑ کی)

اور اسی سبب سے آپ اپنی نمازمیں اور برکات میں حضرت ابراہیمؑ سے تشابہ فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اِس مقام میں خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی ترقی کے واسطے درود شریف پڑھنا ضروری ہے اور اس میں خاص محبّت حق تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد سیر حقیقتِ موسوی ظاہر ہوتی ہے۔ جیساکہ محبّ اپنے محبوب کے ساتھ محبّت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باوجود ظہور محبّت ذاتی کے کبھی شانِ استغناء بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور یہی سبب تھا کہ بعض موقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بے باکانہ کلام کی ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ حِكَايَةً عَنْ قَوْلِهٖ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ۔ اِس مقام پر درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى كَلِيْمِكَ مُوْسٰى۔ ترقی بخش ہے۔ اور اِس مقام میں ایک قسم کا شور و شوق پیدا ہوتا ہے کبھی سالک جوش میں آکر یہ بھی بول اُٹھتا ہے کہ اے

ربّ مجھ کو نظر آ۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ اِسی طرف اشارہ ہے۔ اور اس کے بعد حقیقتِ محمّدیؐ ہے۔ یہ مقامِ محبّت و محبُوبیّتِ ذاتیہ حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہے۔ اِس مقام میں فنا و بقا خاص ظہُور کرتی ہے۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایسا اتحّاد و شوق پیدا ہوتا ہے کہ گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پی رہے ہیں۔ ہم آغوش وہم کنار ہیں۔ یہ وُہ مقام ہے جس میں حضرت اِمام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خدائے عزّ و جل کو اِس واسطے چاہتا ہُوں کہ وُہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم کا ربّ ہے۔ اِس مقام میں دُرود شریف کی کثرت چاہیئے۔ اس کے بعد سالک حقیقتِ احمدیؐ میں واصل ہوتا ہے۔ اِس مقام کی کیفیّت دیدنی ہے گفتنی نہیں۔ اِس مقام میں بھی دُرود پڑھنا مُفید ہے۔ واضح ہو کہ محمّدؐ و احمدؐ دونوں نام کلام اللہ میں آپ کے لِئے آئے ہیں۔ سو اِن دونوں کی ولائیت علیحدہ علیحدہ ہے۔ اگر اس کی تشریح دیکھنی ہو تو مکتوبات میں واضح طور سے دیکھیں۔ اس کے بعد حبّ صرفہ ہے یعنی جس قدر یہ مرتبہ ذاتِ مطلق لاتعیّن سے متّصل ہے اسی قدر بے رنگی و علوّ اس کے لِئے لازم ہے۔ کیونکہ جو چیز اوّل ذاتِ مطلق سے تختِ ظہُور پر جلوہ گر ہوئی وُہ حُبّ ہی ہے جو منشاء و مبدء خلق و مخلوقات ہے۔

کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ۔ میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ سو میں نے مخلوق اِس لِئے پیدا کی کہ میں پہچانا جاؤں۔

اِس مدّعا کے ثبوت کے لِئے نص قاطع ہے۔

وَھٰذَا ھُوَ الْحَقِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّةُ عِنْدَ التَّحْقِیْقِ وَمَا بَیَّنَّا اَوَّلًا ھُوَ ظِلُّھَا عَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ۔ اور یہی ہے وُہ حقیقتِ محمّدیہ جو تحقیق کے وقت ثابت ہُوئی اور ہم نے پہلے ثابت کر دیا ہے۔ اِس قیاس کے مُطابق وُہ اِس کا پرتو ہے۔

اور حدیث قدسی ۔

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ — اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا

وَلَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ رُبُوْبِيَّتِيْ ۔ — اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی رُبوبیّت ظاہر نہ کرتا ۔

ایک رمز اِس ماجرا سے ہے ۔ فَافْهَمْ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقَاصِرِيْنَ ۔ لیکن یہ مقام سیّد الاوّلین والآخرین سے مخصوص ہے ۔ یہاں حقائقِ انبیاء سے کسی کی حقیقت کا پتہ نہیں لگتا ۔ اس کے بعد مرتبہ لاتعیّن حضرت علی الاطلاق ہے جہاں قدم اور وہم کا گزر نہیں ۔ الحمد للہ اوّلاً و آخراً کہ سلوک مجدّدی ختم ہوا ۔

بے شک آپ کا طریقہ سب طریقوں سے اقرب و اسبق واوفق و اسلم و اصدق و اوّل و اجل وارفع و اکمل ہے ۔ میں قربان جاؤں آپ کے نام پر ۔

حضرت اِمام ربّانی محبوبِ سُبحانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

شکرِ ایں نعمتِ عظمیٰ بکدام زبان بجا آرد کہ حضرتِ حق سبحانہ، تعالیٰ ما فقرا را بعد از تصحیح عقیدہ بموجب آراء اہل سنّت و جماعت شکراللہ تعالیٰ سعیھم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرّف ساخت واز مریدان و منتسبان ایں خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزدِ فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر ہزار گام طریقِ دیگر است راہے کہ بکمالاتِ نبوّت بطریقِ تبعیّت و وراثت کشادہ می شود مخصوص

اِس نعمتِ عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ حق سُبحانہ، و تعالیٰ نے ہم فقراء کو اہل سنّت و جماعت شکراللہ تعالےٰ سعیھم کے بموجب عقائد درست کرنے کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ پر گامزن فرمایا ۔ اور اس خاندانِ عالی سے نسبت رکھنے والا اور اس کے مُریدوں میں سے کر دیا فقیر کے نزدیک اِس طریقہ پر ایک قدم چلنا دوسرے طریقوں پر ہزار قدم چلنے کے برابر ہے ۔ وُہ کمالاتِ نبوّت جو پیروی کرنے یا وراثت

باین طریق است۔

کے سبب حاصل ہو سکتے ہیں۔ وُہ صرف اِس طریقہ سے مخصُوص ہیں۔

نہایتِ دیگراں تا نہایتِ کمالاتِ ولایت است۔ ازاں جا را ہے بکمالاتِ نبوّت نکشادہ اند۔ ازیں جا است کہ ایں فقیر در کتب و رسائل خود نوشتہ کہ طریقِ ایں بزرگواراں طریقِ اصحاب کرام است علیہم الرضوان۔ چنانچہ صحابہ کرام بطریقِ وراثت از کمالاتِ نبوّت حظِّ وافر گرفتہ اند۔

دُوسروں کی اِنتہا صرف یہ ہے کہ وُہ کمالاتِ ولایت کی اِنتہا کو پالیں۔ ان کے ہاں کمالاتِ ولایت سے کمالاتِ نبوّت کی طرف راہ نہیں کھولی گئی یہیں سے یہ بات ثابت ہے جو فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں لکھی ہے کہ ان بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ وُہی طریقہ ہے جو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ہے چنانچہ صحابۂ کرام نے بطریقِ وراثت، کمالاتِ نبوّت سے بہت زیادہ حِصّہ پایا ہے۔

منتہیانِ ایں طریق نیز ازاں کمالات بطریقِ تبعیّت نصیب کامل می یابند۔

اِس طریقہ پر چلنے والے منتہی اطاعت کے سبب کمالاتِ نبوّت سے پُورا پُورا حِصّہ پاتے ہیں۔

و مبتدیان و متوسّطان کہ ملتزم ایں طریق اند و محبّتِ کامل منتہیان ایں طریق دارند۔ نیز اُمّید دارند اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ بشارت است دُور اُفتادگان را۔

اِس طریقہ کے مبتدی اور متوسّط بھی اِس راہ کے منتہیان سے کامل محبّت رکھنے کے سبب اُمید رکھتے ہیں کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اُسی کے ساتھ ہے جس سے محبّت رکھتا ہو) دُور رہنے والوں کے لئے بشارت ہے۔

نظم

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند　　کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را
از دلِ سالک رہ جاذبۂ صحبت شاں　　می برد وسوسہ خلوت و فکرِ چلہ را
قاصرے گرکند ایں طائفہ را طعن و قصور　　حَاشَ لِلّٰہ کہ برارم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

ترجمہ

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی
کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو
دلِ سالک سے جذبہ ان کی صُحبت اَور اُلفت کا
مٹا دیتا ہے یک دم فکرِ خلوت اَور چلّے کو
اگر کوتاہ نظر کوئی لگائے طعن ان کو
نہ لاؤں میں کبھی اپنی زباں پر اِس گِلے کو
جہاں کے شیر باندھے ہیں سِلسلہ میں
نہیں حیلے سے روبہ توڑ سکتی سِلسلے کو

فصل ۱۰۔ تصوّرِ شیخ کے بیان میں

بعض ابنائے زمان تصوّرِ شیخ کو شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اس پر شرک کی تعریف صادق نہیں آتی۔ تصوّرِ شیخ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ اس کے شرک نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل یہی کافی ہے کہ بزرگانِ دین میں اکابر عن اکابر اس کی تعلیم چلی آتی ہے۔ اور مشائخ علیہم الرحمۃ نے اس کو ایک وسیلۂ ہدایت و رہنمائی سمجھا ہے۔ اور بالیقین اکثر طالبانِ حق کو اِس طریق سے فیض پہنچا ہے۔ پس اگر یہ شرک یا حرام ہوتا۔ معاذ اللہ منہ تو اس پر عمل کرنے سے اِنسان گمراہ ہو جاتا نہ کہ مراتبِ سلوک طے کرتا چلا جاتا۔ پس اس کو شرک یا حرام کہنا کوتاہ فہمی ہے۔ طالبِ صادق جب اپنے شیخ کا تصوّر کرتا ہے تو وہ اس کو معبود نہیں سمجھتا نہ شیخ کا ذِکر کرتا ہے۔ نہ اُس کا نام لیتا ہے۔ نہ یہ سمجھتا ہے کہ شیخ میرے حالات کو دیکھ رہا ہے۔ بلکہ وُہ خدا کا ذِکر کرتا ہے۔ صرف اپنے ذہن کے پراگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے اور مرُشد کو اپنے اور ہادی کے درمیان ایک رابطہ اور واسطہ سمجھتا ہے۔ جیسے کہ کعبہ عابد اور معبود کے درمیان ایک رابطہ ہے اسی طرح مرُشد درمیان ہادی اور ہدایت یابندہ کے رابطہ ہے۔ نعمتِ ہدایت یا فیض جس کو ملتی ہوتی ہے فقط اللہ جل شانہ کی طرف سے ملتی ہے کِسی دُوسرے کو نعمت بخشی کا اِختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرُشد کی ذاتِ پاک کو وسیلۂ نعمت بخشی و واسطۂ ہدائیت و آلۂ رہنمائی بنایا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ دینا چاہتا ہے مرُشد کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ اِسی واسطے ہر طالبِ حق پر لازم ہے کہ مرُشد کو خدا کے فیض کا ہاتھ تصوّر کر کے باادب بیٹھ کر نعمتِ فیض حاصل کرے۔ جب دیدۂ تصوّر سے چہرۂ مرُشد صاف صاف نظر آئے تو خیال کرے کہ مرُشد

کی طرف سے فیض اور نعمت مجھے مل رہے ہیں۔ تو اِنشاء اللہ تعالیٰ ایسا شخص ضرور فیضیاب ہوگا۔ مُرشد کو وسیلۂ ہدایت اور آلۂ فیضِ الٰہی جاننا ہرگز خلافِ شرع نہیں۔ عوام النّاس کے اعتراض وطعن وتشنیع کا کیا خیال۔

خلق می گوید کہ خسرو بُت پرستی می کُند
آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "القول الجمیل" میں فرماتے ہیں۔

قَالُوْا وَالرُّکْنُ الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ وَمُلَاحِظَۃِ صُوْرَتِہٖ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مُظَاہِرَ کَثِیْرَۃً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا کَانَ اَوْ ذَکِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَھَرَ بِحَذَائِہٖ صَارَ مَعْبُوْدًا لَّہٗ فِیْ مَرْتَبَتِہٖ وَلِھٰذَا السِّرِّ نَزَلَ الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَۃِ وَالْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْھِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِہٖ۔ وَسَأَلَ جَارِیَۃً سَوْدَاءَ فَقَالَ اَیْنَ اللّٰہُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَآءِ فَسَأَلَھَا مَنْ اَنَا۔ فَاَشَارَتْ بِاُصْبَعِھَا۔ تَعْنِیْ اللّٰہُ

(مشائخ چشتیہ نے) فرمایا ہے کہ رُکنِ اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے۔ مُرشد کے ساتھ محبّت اور تعظیم کی صفت پر۔ اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا۔ میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں۔ سو کوئی عابد غبی یا ذکی نہیں مگر کہ اس کے مقابل ظاہر ہوکر اس کا معبود ہوگیا ہے۔ اور اسی بھید کے سبب سے رُو بقبلہ ہونا اور استواء علی العرش نازل ہوا ہے۔ شرع میں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے مُنہ کے سامنے نہ تھوکے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک سیاہ لونڈی سے پُوچھا کہ

اَرْسَلَكَ ـ فَقَالَ هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَيْكَ اَنْ لَّا تَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ وَ لَا تَرْبُطَ قَلْبَكَ اِلَّا بِهٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ الَّذِيْ وَضَعَهٗ عَلَيْهِ وَهُوَ اَزْهَرُ اللَّوْنِ كَمَثَلِ لَوْنِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَكُوْنُ كَالْمُرَاقَبَةِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ـ

اللہ تعالیٰ کہاں ہے تو اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا ۔ پھر حضرتؐ نے پُوچھا کہ میں کون ہُوں ۔ اُس نے اپنی اُنگلی سے اِشارہ کیا ۔ مُراد اُس کی یہ کہ خُدا نے آپؐ کو بھیجا ہے ۔ پس فرمایا کہ یہ ایمان دار ہے پس اَے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں ۔ اِس میں کہ تو نہ متوجّہ ہو مگر اللہ کی طرف اَور اپنا دل نہ لگا مگر اُسی سے اگرچہ عرش کی طرف متوجّہ ہو کر ۔ اَور اُس کا نُور تصوّر کرکے جس کو حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اَور وُہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کی مانند ۔ یا قبلہ کی طرف متوجّہ ہو کر ۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی طرف اِشارہ کیا ہے تو یہ امر اس حدیث کا گویا مراقبہ ہوگا ۔ واللہ اعلم

اَور حضرت مولینا شاہ عبدالرحیم صاحب والدِ ماجد و مُرشد حضرت شاہ ولی اللہ صاحِب "ارشادِ رحیمیّہ" میں فرماتے ہیں ۔

طریقِ سوم رابطہ آں است کہ پیرے کہ بمقامِ مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلّیاتِ ذاتیہ متحقّق گشتہ باشد دیدارِ وے ۔ بمقتضائے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ فائدۂ ذکر دہد وصحبتِ وے موجب هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ ۔ نتیجہ صحبتِ مذکور دہد ۔ چوں صحبتِ چنیں

طریقِ سوم رابطہ ہے ایسے پیر کے ساتھ جو مقامِ مشاہدہ تک پہنچا ہُوا ہو اَور تجلّیاتِ ذاتیہ سے متحقّق ہو ۔ اُس کا دیدار بموجب حدیث شریف "وُہ ایسے لوگ ہیں جب لوگ اُن کو دیکھیں اللہ کا ذِکر کریں"، ذِکر کا فائدہ دیتا ہے اَور اُس کی صحبت بموجب حدیث "وُہ اللہ کے ہم نشین ہیں" ۔ کے نتیجہ اللہ کی

عزیزے دست دہد واثر آں را در خود بیابد۔ چنداں کہ تواند آں را نگہ دارد واگر حاضر باشد نظر میانِ دو ابروئے وَے گمارد وچناں رابطہ نماید کہ بجز وجودِ آں عزیز ہیچ نماند واز وجودِ خود منسلخ گردد۔ وبوجودِ وے متّصف گردد۔ واگر دراں فتورے واقع شود۔ باز بہ صحبتِ وے رجوع نماید تا از برکتِ او آں معنی پر تو انداز دو ہم چنیں مرۃً بعد اخریٰ تا آں زمان کہ کیفیّتِ معہودہ ملکہ وے گردد و در غیبتِ آں عزیز صورتِ وَے را خیال گرفتہ بجمیع قوائے ظاہری وباطنی متوجّہ قلب صنوبری گردد۔ وہر خاطر کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیّتِ بیخودی رُو نماید وہیچ طریق ازیں اقرب نیست بسیار باشد کہ چوں مُرید را قابلیّتِ آں باشد کہ در وَے تصرّف کند در اوّل مرتبہ وَے را مرتبۂ مشاہدہ رساند۔

صحبت کا دیتا ہے۔ جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو۔ اَور اس کا اثر اپنے میں پائیے جس قدر ہو سکے اس کو نگاہ رکھے اَور اگر موجُود ہو تو اُس کے دونوں ابرُو کے درمیان نظر کرے۔ اَور ایسا رابطہ کرے کہ سوائے اس عزیز کی ہستی کے اَور کسی کی ہستی نہ رہے۔ اَور اپنی ہستی سے نِکل کر اس کی ہستی سے متصف ہو جائے۔ اَور اگر اس میں کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اُس کی صحبت میں رجوع کرے۔ تاکہ اُس کی برکت سے وُہ امر حاصل ہو جائے۔ اَور اسی طرح ایک بار، دوبارہ، تین بار کرے۔ جب تک وُہ کیفیّت معلومہ ملکہ نہ ہو جائے۔ ایسا ہی کرے اَور اگر وُہ غائب ہو تو اُس عزیز کی صورت خیال میں لا کر سب قوائے ظاہری و باطنی سے متوجّہ بطرف قلب صنوبری کے ہو۔ اَور جو خطرہ پریشانی کرے اُس کی نفی کرے تاکہ کیفیّت بے خودی کی حاصل ہو۔ اَور اس طریق سے اَور کوئی طریقہ بہت نزدیک نہیں ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مُرید میں اگر ایسی قابلیّت ہو کہ پیر اس میں تصرّف کرے تو پہلی ہی دفعہ میں مرتبۂ مشاہدہ تک پہنچا دیتا ہے۔

نیز حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ "القول الجمیل" میں فرماتے ہیں :۔

وَاِذَاغَابَ الشَّیْخُ عَنْہُ یُخَیِّلُ صُوْرَتَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتَفِیْدُ صُوْرَتُہٗ مَا تَفِیْدُ صُحْبَتُہٗ۔

جب مُرشد اُس کے پاس نہ ہو غائب ہو تو اُس کی صُورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرے بطریق محبّت اَور تعظیم کے۔ تو اُس کی صُورت وُہی فائدہ دیتی ہے جو اُس کی صُحبت فائدہ دیتی ہے۔

میں کہتا ہُوں کیا کوئی ذِی عقل یہ خیال کر سکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اَور ان کے والدِ ماجد جن کے ذریعے علمِ حدیث ہندوستان میں شائع ہوا شرک کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ حاشا جنابھم عن ذٰلِکَ۔

الغرض علمائے صوفیہ کثّرھم اللہ کے اقوال اَور تعامل اِسی قول کے مؤیّد ہیں کہ تصوّرِ شیخ شرک اَور حرام نہیں بلکہ ذریعہ وصُول اِلَی اللہ کا ہے۔ کوئی محذورِ ممنوعِ شرعی اِشتغال مذکور میں نہیں پایا جاتا پس ربطِ قلب و کسبِ سعادت و جلبِ فیض علٰی وصفِ المحبّت والتعظیم و ازدیادِ موانست و مجالست کے واسطے شغل مذکُور بالیقین جائز ہے کیونکہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ظاہر جس کا طریقۂ تعلیم بھی بطورِ ظاہر متعیّن ہے۔ دوسرا علمِ باطن اِس کی تعلیم بھی بطورِ مخفی مقرر ہے۔ اَور ثانی اوّل سے انفع و اقویٰ و افضل ہے جب یہ افضل ہوا تو اس کا حاصل کرنا بھی لازم اَور ضروری ٹھہرا۔ پھر اس کی تحصیل کے واسطے ایک مُرشد کا وسیلہ درکار ہوا جو امورِ باطنی سے بخوبی واقف اَور مقاماتِ قدسیّہ کو طے کر گیا ہو کیونکہ یہ علمِ باطنی خدا کے اسرار میں سے ایک سرّ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں میں اِس طرح ڈالتا ہے جس سے کوئی فرشتہ اَور بنی آدم آگاہ نہیں ہوتا۔ اِسی واسطے یہ سرِّ عظیم اُن دلوں پر منکشف نہیں ہوتا جن پر غفلت، معاصی اَور ملاہی کے پردے پڑے ہوتے ہیں یہ اِسی واسطے تصفیہ قلب کے طریقے طالب کی اِستعداد کے موافق متعیّن ہوتے تاکہ ان طریقوں پر عمل کرنے سے طالب کے دل کو صفائی حاصل ہو۔ پھر اس نورِ عظیم کے چمکنے کی جگہ بنے لیکن ان طریقوں

کی تعلیم بھی مرشد کامل پر موقوف ہے۔ ازاں جملہ تصوّرِ شیخ ہے جو دفعِ خطرات وجمعیّت، ہمّت وجلبِ فیض کے لیے مجرّب ومعمول حضرات عرفائے عظّام واولیائے کرام قدس اللہ اسرارہم ہے۔ اور اکثر طریقوں میں اس کی تعلیم چلی آئی ہے۔

"لوامع الانوار فی کشف الاسرار" میں ہے۔

برزخ صورتِ محویہ مرشد باشد کہ آں مرشد واسطہ است میانِ حق تعالےٰ ومسترشد۔ پس ذاکر را باید کہ در وقتِ ذکر صورتِ مرشد را در نظرِ خود متصوّر دارد تا از برکتِ آں بقربِ حق تعالیٰ برسد و خود را وکل کائنات را در ہستی محق گم کند۔

برزخ مرشد کی صورت ہے کہ وہ مرشد حق تعالیٰ جلّ شانہ، اور مرید کے درمیان واسطہ ہے۔ پس ذاکر کو چاہیئے کہ ذکر کے وقت مرشد کی صورت کو اپنی نظر میں تصوّر کرے۔ تاکہ اس کی برکت سے حق تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔ اور اپنے کو اور تمام کائنات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم کردے۔

صاحبِ کتابِ وصایا یعنی رسالہ قدسیہ علّامہ نامی واقفِ اسرارِ خدادانی مولینا زین الدین خوانی نے حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے بناء بر تبتّل ووجدانِ خلوت کے فائدہ کی یہ آٹھ شرطیں نقل کی ہیں۔

دوام الوضوء[۱]۔ ہمیشہ با وضو ہونا۔ دوام الخلوت[۲]۔ ہمیشہ تنہائی اختیار کرنا۔ دوام الصّوم[۳] ہمیشہ روزہ رکھنا۔ دوام السّکوت[۴] الاّعن ذکر اللہ۔ اللہ کے ذکر کے سوا ہمیشہ خاموش رہنا۔ دوام[۵] الذکر نفی الخواطر خیرا کان او شرّا۔ ہمیشہ ذکر کرنا اور خطرات کی نفی کرنا اچھے ہوں یا بُرے۔ دوام ربط القلب[۶] بالشیخ۔ دل کا ہمیشہ مرشد سے گانٹھے رکھنا۔ ترکِ اعتراض[۷] علی اللہ وعلی الشیخ۔ اللہ تعالیٰ اور مرشد پر اعتراض ترک کرنا۔ دوام[۸] الرضاء بقضاء اللہ تعالےٰ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے فیصلے پر راضی رہنا۔

چنانچہ ان کی تفصیل رسالہ "جواہر السلوک" میں مسطور ہے۔ یہاں صرف شرطِ ششم

کی تصریح لکھی جاتی ہے۔

اَلسَّادِسُ دَوَامُ رَبْطِ الْقَلْبِ
بِالشَّيْخِ بِالْاِعْتِقَادِ وَالْاِسْتِمْدَادِ
عَلٰى وَصْفِ التَّسْلِيْمِ وَالْمَحَبَّةِ
وَالتَّحْكِيْمِ وَيَكُوْنُ فِيْ اِعْتِقَادِهٖ
اَنَّ هٰذَا الْمَظْهَرَ هُوَ الَّذِيْ عَيَّنَهُ
الْحَقُّ سُبْحَانَهٗ لِاِفَاضَةِ عَلَيَّ وَلَا
يَحْصُلُ لِيَ الْفَيْضُ اِلَّا بِوَاسِطَتِهٖ
دُوْنَ غَيْرِهٖ وَلَوْ كَانَ الدُّنْيَا مَمْلُوَّةً
مِنَ الْمَشَائِخِ وَمَتٰى مَا يَكُوْنُ فِيْ
بَاطِنِ الْمُرِيْدِ تَطَلُّعُ اِلٰى غَيْرِ شَيْخِهٖ
لَمْ يَنْفَتِحْ بَاطِنُهٗ اِلٰى حَضْرَةِ الْوَحْدَانِيَّةِ
فَالْاِنْسَانُ فِي الْجِهَاتِ وَلَهٗ بَدَنٌ وَّ
رُوْحٌ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ
الْجِهَاتِ۔ فَحِكْمَتُهٗ اِقْتَضَتْ لِاِسْتِفَاضَتِهٖ
مَنْ هُوَ فِي الْجِهَةِ عَنِ الْفَيَّاضِ الْحَقِّ
الَّذِيْ لَيْسَ فِي الْجِهَةِ اَنْ عَيَّنَ
لِلْبَدَنِ الْاِنْسَانِيِّ الْمُرَكَّبِ مِنَ
الْكَثْرَاتِ الْكَثِيْرَةِ جِهَةً وَّاحِدَةً
يَكُوْنُ تَوَجُّهُهٗ مِنْ تِلْكَ الْجِهَةِ
الْوَاحِدَةِ اِلَى الْحَضْرَتِ الْوَاحِدِيَّةِ

چھٹی شرط یہ ہے کہ دل کو مُرشد کے ساتھ
گانٹھنا اعتقاد اور استمداد کے ساتھ تسلیم
اور محبت کی صفت پر۔ اور اس کے اعتقاد
میں یہ ہو کہ یہ شیخ وہ مظہر ہے جس کو حق تعالیٰ
نے میرے فیض دینے کے واسطے مقرر کیا
ہے۔ پس مجھے سوائے اس واسطہ کے
ہرگز فیض حاصل نہ ہوگا اگرچہ تمام دُنیا
مشائخ سے پُر ہو۔ اور جب مُرید کا باطن بجز
شیخ کے کسی دُوسری طرف لگا ہے تو اس
کا باطن حضرت وحدانیۃ کی طرف ہرگز منفتح
نہ ہوگا کیونکہ انسان جہات میں ہے۔ اور
اس کا بدن اور رُوح بھی ہے۔ اور حق
سُبحانہ وتعالیٰ پاک ہے جہات وغیرہ سے۔
تو اس کی حکمت مقتضی ہوئی
ذی جہت کو بے جہت کی طرف سے
فیض پہنچانے کے کہ بدن انسانی کے
واسطے جو کثراتِ کثیرہ سے مرکب ہے
ایک جہت متعین ہو۔ تاکہ بذریعہ اس جہت
کے حضرت واحدیت یعنی حق سُبحانہ کی طرف
جو بے جہت ہے اس کی توجہ ہو۔ اور وہ

وَهِيَ الْكَعْبَةُ فِي عَالَمِ الْأَجْسَامِ وَالْأَبْدَانِ وَعَيَّنَ لِلرُّوحِ الْإِنْسَانِيِّ الَّذِي هُوَ مَهْبَطُ أَنْوَارِ الصِّفَاتِ الْإِلٰهِيَّةِ وَاحِدَةً يَكُونُ مِنْ تِلْكَ الْجِهَةِ تَوَجُّهُهُ إِلَيْهِ تَعَالٰى وَتِلْكَ الْجِهَةُ هِيَ رُوحَانِيَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَالَمِ الْأَرْوَاحِ فَكَمَا لَا يُقْبَلُ الصَّلٰوةُ إِلَّا بِالتَّوَجُّهِ إِلَى الْكَعْبَةِ۔ لَا يَحْصُلُ التَّوَجُّهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا بِاتِّبَاعِ رَسُولِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّسْلِيمِ لَهُ وَرَبْطِ الْقَلْبِ بِنُبُوَّتِهِ وَإِنَّهُ هُوَ الْوَاسِطَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى دُونَ غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَّهُمْ إِنْ كَانُوا أَنْبِيَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكُلُّهُمْ عَلَى الْحَقِّ۔ وَلٰكِنْ لَا يَحْصُلُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيْضٌ إِلَّا مِنْ ارْتِبَاطِ الْقَلْبِ بِمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَجَّهُ الْبَدَنُ إِلَى الْجِهَةِ الْوَاحِدَةِ وَ يَتَوَجَّهُ الرُّوحُ إِلَى الْجِهَةِ الْوَاحِدَةِ حَصَلَ لِلْإِنْسَانِ اسْتِعْدَادُ الْاِسْتِقَامَةِ مِنَ الْحَضْرَتِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَمِنْ هٰهُنَا

جہت کعبہ ہے عالمِ اجسام اور ابدان میں۔ اور اسی طرح رُوحِ انسانی جو انوار صفاتِ الٰہیہ کے وُرُود کی جگہ ہے اس کے لئے بھی ایک جہت مقرر کی۔ تاکہ اس جہت کے ذریعہ اس کی توجہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف ہو۔ اور وُہ جہت رُوحانیتِ رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہے عالمِ ارواح میں پس جس طرح نماز نہیں ہوتی مگر کعبہ کی طرف توجہ کرنے سے۔ اُسی طرح توجّہ اِلی اللہ حاصل نہیں ہوتی مگر رسُولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی فرماں برداری اور آپؐ کی نبوّت کے ساتھ دِل لگانے سے۔ کیونکہ وُہ واسطہ ہیں بندے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان۔ آپؐ کے سوا دُوسرے انبیا علیہم السّلام اگرچہ وُہ بھی اللہ کے نبی ہیں اور سب حق پر ہیں لیکن فیض حاصل نہیں ہوتا مگر رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دِل لگانے سے۔ پس جب بدن ایک طرف متوجّہ ہوتا ہے اور رُوح ایک طرف تو انسان کو استقامت کی اِستعداد حاصل ہوتی ہے حق تعالیٰ سے۔ پس اس بیان سے معلوم

يُعْرَفُ اَنَّ الْمُنَاسَبَةَ بَيْنَ الْمُفِيْضِ وَالْمُسْتَفِيْضِ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِالْاِسْتِفَاضَةِ شَرْطٌ وَقَدْ وَرَدَ فِيْ بَعْضِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى مَا اَثْبَتَ الْمَشَائِخُ قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمْ فِيْ كُتُبِهِمْ اَنَّ الشَّيْخَ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ ۔ فَلَابُدَّ لِلْمُرِيْدِ اَنْ يَّتَوَجَّهَ اِلَى الشَّيْخِ بِرَبْطِ قَلْبِهٖ مَعَهٗ وَيَتَحَقَّقَ اَنَّ الْفَيْضَ لَا يَجِيْئُ اِلَّا بِوَاسِطَتِهٖ وَاِنْ كَانَ الْاَوْلِيَاءُ كُلُّهُمْ هَادِيْنَ مَهْدِيِّيْنَ يَعْتَقِدُ كُلَّهُمْ وَيَدْعُوْهُمْ لٰكِنَّ اسْتِمْدَادَهُ الْخَاصَ وَالْاِسْتِفَاضَةَ يَكُوْنُ مِنْ رُوْحَانِيَّةِ شَيْخِهٖ وَحْدَهٗ ۔ وَيَعْلَمُ اَنَّ اسْتِمْدَادَهٗ مِنْ شَيْخِهٖ اِسْتِمْدَادُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ شَيْخَهٗ مُسْتَمِدٌّ بِشَيْخِهٖ وَشَيْخُهٗ بِشَيْخِهٖ اَيْضًا هٰكَذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مِنَ الْحَقِّ جَلَّ اِسْمُهٗ ۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۔

ہو گیا کہ مفیض اور مستفیض کے درمیان ایک مناسبت شرط ہے۔ اس چیز میں جو استفاضہ کے متعلق ہے۔ اور نیز بعض احادیث میں وارد ہوا ہے جیسے کہ مشائخ قدس اسرارہم نے بھی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے کہ شیخ اپنی قوم میں نبی کی مثل ہے جیسے وُہ اپنی اُمّت میں پس مُرید کے لئے ضروری ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ دِل لگائے۔ اور یقین کرے کہ فیض اسی کے ذریعے پہنچے گا اگرچہ تمام اولیاء ہادی اور مہدی ہیں لیکن خاص اِستمداد اور اِستعداد اور اِستفاضہ اپنے شیخ سے ہی حاصِل ہو گا اور یہ بھی جانے کہ اپنے شیخ سے اِستمداد گویا رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے اِستمداد ہے۔ کیونکہ اس کا شیخ اپنے شیخ سے متعلق اور مستمد ہے اور وُہ اپنے شیخ سے۔ یہاں تک کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم تک یہ سِلسلہ پہنچ جاتا ہے (اور وُہ حقیقت میں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم سے مستمد ہوتا ہے) اور آپ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ سے۔ یہی طریقہ اللہ کا ہے جو گزر چکا ہے پہلے سے

فَالرَّبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ اَصْلٌ كَبِيْرٌ فِي الْاِسْتِفَاضَةِ۔ بَلْ هُوَ اَصْلُ الْاُصُوْلِ وَلِهٰذَا بَالَغَ الْمَشَائِخُ قُدِّسَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ رِعَايَةِ هٰذَا الشَّرْطِ حَتّٰى قَالَ الشَّيْخُ نَجْمُ الدِّيْنِ كُبْرٰى قُدِّسَ سِرُّهٗ اِنَّهُ الْاُسْتَاذُ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاَدْوَاتِ فِيْ صَنْعَةِ الْمِرْءَةِ فَلَمَّا اَنَّ الْمِطْرَقَةَ وَالسَّنْدَانَ وَالْمِنْفَخَ وَالنَّفْخَ وَالنَّارَ وَغَيْرَهَا مِنَ الْاٰلَاتِ اِذَا اجْتَمَعَتْ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ اُسْتَاذٌ يَصْنَعُ الْمِرْءَةَ لَا يَتَحَقَّقُ وُجُوْدُ الْمِرْءَةِ كَذٰلِكَ الشَّرَائِطُ السَّبْعَةُ الْجُنَيْدِيَّةُ لِلْخَلْوَةِ لَا يَتَصَفّٰى بِهَا مِرْءَةُ الْقَلْبِ بِدُوْنِ رَبْطِ الْقَلْبِ مَعَ الشَّيْخِ وَجَرَّبْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا كَمَا قَالَ قُدِّسَ سِرُّهٗ وَاَكْثَرُ الْمُرِيْدِيْنَ اِذَا انْقَطَعُوْا عَنِ الْفَيْضِ وَالتَّرَقِّيْ لَا يَنْقَطِعُوْنَ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْجِهَةِ اَعْنِيْ عَدَمُ رَبْطِ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ بِالتَّسْلِيْمِ وَالْاِذْعَانِ وَالْمَحَبَّةِ الصَّادِقَةِ وَالْاِمْتِنَانِ۔ فَالْاِعْتِرَاضُ يَسُدُّ

اور اللہ کے طریقہ و سنت کو تبدیلی نہیں ہے پس شیخ کے ساتھ دل کا گانٹھنا فیض حاصل کرنے کے واسطے بڑا اصل ہے بلکہ وُہ اصل اصول ہے۔ اسی واسطے مشائخ قدس سرہم نے اس شرط کی رعایت کی نہایت تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شیخ استاد ہے۔ اس نسبت سے جو شیشہ سازی میں سامان وغیرہ کو ہے یعنی جس طرح کہ ہتھوڑا اور آہرن، پھونکن اور کھالیں اور آگ وغیرہ آلات سب موجُود ہوں لیکن اُستاد کاریگر نہ ہو جو شیشہ گری جانتا ہو تو ہرگز شیشہ تیار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح شرائطِ سبعہ جنیدیہ اگرچہ موجُود ہوں لیکن دل کے شیشہ کی صفائی بغیر ربطِ قلب بالشیخ حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا جس طرح انہوں نے فرمایا۔ اور اکثر مرید جب فیض اور ترقی سے بند رہ جاتے ہیں تو وُہ اسی سبب سے بند ہو جاتے ہیں کہ شیخ کے ساتھ دل کو نہیں لگاتے

بَابَ الْفَيْضِ وَلِهٰذَا قَالَ الْمَشَائِخُ فِيْ اٰدَبِ الْمُرِيْدِ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْمَيِّتِ بَيْنَ يَدِي الْغَسَّالِ فَالْمَيِّتُ هَلْ يَعْتَرِضُ عَلَى الْغَسَّالِ اِنْ غَسَلَ عُضْوًا مِنْ اَعْضَائِهٖ قَبْلَ عُضْوٍ اٰخَرَ اَمْ يُحَرِّكُهٗ اَوْ يَتَصَرَّفُ فِيْهِ مِمَّا يَرٰى مِنَ الْمَصْلِحَةِ۔ انتھٰی۔

اَور ان کو یقین اَور محبّتِ صادقہ نہیں ہوتی۔ اَور اعتراض کرنا فیض کے دروازے کو بند کر دیتا ہے۔ اِسی واسطے مشائخ نے آدابِ مُریدمیں کہا ہے کہ مُرید کو شیخ کے سامنے اِس طرح ہونا چاہیئے جس طرح میّت غسّال کے آگے۔ اگر غسّال کوئی عضو پہلے دھوئے اَور کوئی پیچھے تو میّت اس پر اِعتراض نہیں کرتی یا اسے حرکت دے یا وُہ جس طرح مصلحت دیکھتا ہے اس میں تصرّف کرتا ہے۔

اَور رسالہ "اِنتباہ فی بیان طریقِ وصُول اِلیٰ اللہ" میں شیخ تاج الدین نقشبندی خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:۔

وَاِنْ لَّمْ يَظْهَرْ مِنْ صُحْبَةِ ذٰلِكَ الْعَزِيْزِ اَثَرٌ وَلٰكِنْ حَصَلَتْ بِهٖ مَحَبَّةٌ وَّانْجِذَابٌ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تَحْفَظَ صُوْرَتَهٗ فِي الْخَيَالِ وَتَتَوَجَّهُ الْقَلْبُ الصَّنَوْبَرِيُّ حَتّٰى تَحْصُلَ الْغَيْبَةُ وَالْفَنَاءُ عَنِ النَّفْسِ وَاِنْ وَقَفْتَ عَنِ التَّرَقِّيْ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تَجْعَلَ صُوْرَةَ الشَّيْخِ عَلٰى كَتِفِكَ الْاَيْمَنِ وَتَعْبُرُ مِنْ كَتِفِكَ اِلٰى قَلْبِكَ اَمْرًا مُمْتَدًّا تَاْتِيْ

اگر اس بزرگ کی صحبت کا اثر ظاہر نہ ہو لیکن اس سے محبّت و جذب حاصل ہو تو چاہیئے خیال میں اس کی صُورت کو جمایا جائے اَور قلبِ صنوبری کو خیال سے متوجہ ہو۔ یہاں تک کہ غیبت اَور اپنی ذات سے فنا حاصل ہو جائے۔ اگر رُوحانی ترقی سے رُک جائے تو چاہیئے کہ صُورتِ شیخ کو اپنے دائیں کندھے پر رکھے۔ اَور ایک راستہ اپنے دل تک ایسا تصوّر کرے کہ شیخ کو اس مضبُوط راستہ سے لاکر اپنے دل میں بٹھا لیا ہے۔

بِالشَّیْخِ عَلٰی ذٰلِکَ الْاَمْرِ الْمُمْتَدِّ
وَتَجْعَلَهٗ فِیْ قَلْبِکَ یُرْجٰی لَکَ بِذٰلِکَ
حُصُوْلُ الْغَیْبَةِ وَالْفَنَاءِ۔ انتھٰی

اِس (مشق وعمل) سے پُوری اُمید کی جاتی
ہے کہ تجھے (اپنی ذات سے) غیبت اور فنا
(کے مقامات) حاصل ہو جائیں گے۔ انتہیٰ۔

اور اسی کتاب میں دوبارہ سلسلہ چشتیہ صابریہ کہ بوساطتِ شیخ مجددؒ پہنچتا ہے
لکھا ہے کہ :-

مطلوبِ دیگر آن است کہ صورتِ
مُرشد پیشِ خود تصوّر کردہ۔ بعدہٗ ذِکر
گوید وَالرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ۔ در حقِ
ایشان است۔ وبرائے نفیِ خواطر
نفسانی وہواجسِ شیطانی ووساوسِ
ظلمانی اثرے تمام دارد۔ بلکہ حضرت
سُلطان الموحّدین بُرہان العاشقین،
حُجّۃ المتکلمین الشیخ جلال الحق والشرع
والدّین مولٰینا قاضی خاں یوسف ناصح
قدس سرہٗ چنیں مے فرمایند کہ صورتِ
مُرشد کہ ظاہرا دیدہ می شود مشاہدۂ انوارِ
حق تعالٰی است در پردۂ آب وگِل۔
امّا صورتِ مُرشد کہ در خلوتِ دل بے پردہ
آب وگِل خیال کردہ آید ہمانا جلوہ
منطوق مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ
می نماید وازایں جا است کہ فی الفصوص

دُوسرا مقصد اِس کا یہ ہے کہ مُرشد کی شکل
کو اپنے سامنے تصوّر کرے۔ پھر ذِکر کرے
کیونکہ اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ (پہلے ساتھی
پھر سفر) ان کے حق میں ضروری ہے۔ اور
نفسانی خیالات، شیطانی تصرّفات اور
ظلمانی وساوس کو دُور کرنے کے لئے یہ
پُورا اثر رکھتا ہے۔ بلکہ حضرت سلطان الموحّدین،
بُرہان العاشقین، حجۃ المتکلمین، الشیخ
جلال الحق والشرع والدین مولٰینا قاضی
خان یوسف ناصح قدس سرہٗ یوں فرماتے
ہیں کہ مُرشد کی صُورت جو ظاہراً دیکھی جاتی
ہے۔ درحقیقت یہ آب وگِل کے پردے
میں حق تعالٰی کے انوار کا مشاہدہ ہے۔
مُرشد کی وُہ صُورت جو تنہائی میں بغیر جسمانی
پردے کے دل میں جمتی ہے وُہ اصل میں
جلوہ ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ

والفتوحات قَالَ التَّجَلِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ الْاِنْسَانِ اَجْمَعُ وَاَفْضَلُ تَجَلِّیَاتٍ۔ (جس نے مجھے دیکھا اُس نے خُدا کو دیکھا) کا۔ اِسی طرح کی وُہ بات جو فصُوص اور فتوحات میں آئی ہے کہ فرمایا (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے) اِنسان کی شکل میں تجلّیٔ الٰہی جامع اور افضل ترین ہے۔ اور یہی کتاب "مفاتیح الاعجاز شرح گلشنِ راز" میں مرقوم ہے

تجلّی کہ ظہُورِ حق است بر دِیدۂ دِل پاک از رُوئے کلّیت بر چار نوع است آثاری و افعالی و صفاتی و ذاتی دِ ذریعۂ حصُول بسُوئے ایں ہما تجلّیات ملاحظۂ صُورتِ شیخ است در آئینۂ دِل صفا. منزل کہ سالک رامزدالت آں در اسرع الازمنہ بمقصودِ اصلی می رساند و صفاتِ بشریّت را در اندک اوقات می سازد۔ کذافی مجموعۃ الفتاویٰ لِلشیخ عبدالحی لکھنوی قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِیْ سُوْرَۃِ یُوْسُفَ۔ لَوْلَا اَنْ رَّاٰی بُرْھَانَ رَبِّہٖ۔

تجلّی جو کہ حق تعالیٰ کا ظہُور ہے پاک دِل کی آنکھوں پر از رُوئے کلّیت چار قِسم کی ہوتی ہے۔ آثاری، افعالی، صفاتی اور ذاتی۔ اور یہ ساری تجلّیات تب حاصل ہوتی ہیں۔ جب شیخ کی صُورت دِل کے صاف آئینے میں نظر آتے۔ اور سالک کو اِس عمل کا بار بار دُہرانا بہت جلد مقصُودِ اصلی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور صفاتِ بشری کو تھوڑے عرصے میں سالک سے مِٹا دیتا ہے جیسا کہ شیخ عبدالحی لکھنوی کے مجموعۃ الفتاویٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُورۂ یوسف میں۔ اگر یُوسف علیہ السّلام رب تعالےٰ کی بُرہان نہ دیکھتے تو زلیخا کی طرف قصد کرتے۔

اِس مقام پر مفسّرین کا اِختلاف ہے کہ بُرہان سے کیا مُراد ہے۔ بعض نے یہ لِکھّا ہے کہ حضرت یُوسف علیہ السّلام نے اُس گھر کی ایک جانب یہ آیت لِکھّی دیکھی۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی۔ یا ایک فرشتہ نے کہا کہ تُو بے وقوفی کا کام کرنے کا اِرادہ کرتا ہے۔ حالانکہ انبیاء کے دفتر میں تیرا نام لِکھّا ہُوا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت

یعقوب علیہ السّلام کی شکل مبارک آپ کو نظر آئی ۔ اس طرح کہ اپنے ہاتھوں کو تأسّف سے کاٹتے تھے تفسیر کبیر میں حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح آیا ہے ۔ نیز تفسیرِ خازن میں لکھّا ہے کہ قتادہ اور اکثر مفسّرین کا یہ قول ہے کہ یُوسف علیہ السّلام نے یعقوب علیہ السّلام کی صُورت کو دیکھا اور وُہ کہتے تھے ۔ یُوسُفُ أَتَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاءِ وَ أَنْتَ مَكْتُوبٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ ۔ اور حسن وسعید بن جبیر و مجاہد و عکرمہ ضحاک فرماتے ہیں کہ گھر کا چھت پھٹ گیا اور یُوسف علیہ السّلام نے دیکھا کہ یعقوب علیہ السّلام اپنی اُنگلی کاٹتے ہیں ۔ اور ابنِ عبّاس سے یُوں آیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی شکل نے آپؑ کے سینے میں ہاتھ مارا جس سے آپ کی شہوت انگوٹھوں کے راستے نکل گئی ۔ معلوم ہُوا کہ حضرت یُوسف علیہ السّلام کو جو بُرہان دکھائی گئی وُہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کی شکل مُبارک تھی ۔ جو عبارت از تصوّر ہے ۔ پس جب حضرت یُوسف علیہ السّلام اسی تصوّر کے سبب سے گناہ سے بچ گئے ۔ تو پھر کوئی ایماندار کہ سکتا ہے کہ تصوّر شرک ہے ۔ بھلا شرک بھی مُوجب ہدایت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ۔ بلکہ وُہ تو عین گمراہی ہے ۔ جس سے گروہِ انبیاء علیہمُ السّلام بالکل پاک ہے ۔ دیگر صحیح مُسلم میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ۔

قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلَبِّيْ ۔

اُنہوں نے فرمایا کہ گویا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی مانگ میں خوشبو دیکھ رہی ہوں اور آپ تلبیہ پڑھ رہے ہیں ۔

نیز ابُو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں حضرت عبدُ اللہ بن مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ۔ آپؓ فرماتے ہیں ۔

وَاللّٰهِ لَكَأَنِّيْ أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ

قسم بخدا! گویا کہ میں اس وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو غزوۂ تبوک میں دیکھ رہا ہُوں

اِن حدیثوں میں کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اور کَاَنِّیْ اَرٰی جو وارد ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ گویا میں دیکھتا ہوں رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کو۔ الخ

پس یہی تصوّر ہے۔ اس کے حاشیہ پر مولٰینا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں۔

بِھٰذَا الْحَدِیْثِ وَاَمْثَالِہِ الْوَارِدَۃِ فِی الصِّحَاحِ اِسْتَنْبَطُوْا جَوَازَ تَصَوُّرِ الشَّیْخِ وَلَہٗ وَجْہٌ لٰکِنَّہٗ لَایُفْحِمُ الْمُنَاظِرَ۔

اِس حدیث اور اس کی امثال سے جو صحاح میں وارد ہوئی ہیں اہلِ علم نے تصوّرِ شیخ کا اِستنباط کیا ہے۔ لیکن مناظر خاموش نہیں ہوتا۔

الغرض تصوّرِ شیخ کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔ اِس پر شرک کی تعریف صادق نہیں آتی۔ البتّہ کوئی فرض واجب نہیں مستحسن ہے۔ مانعین کے پاس کوئی کافی دلیل نہیں۔ والسّلام۔

فصل ۱۱ حضرت مجدّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقِ وضُو اور ادعیۂ مسنُونہ پڑھنا

طالبِ آخرت کو چاہیئے کہ جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت و فرمانبرداری دِل وجان سے قبول کرے اور شرک و بدعت اور بدمجلسوں اور رسموں سے بچے تاکہ سعادتِ دارین حاصل ہو۔ جن لوگوں نے جناب سیّدنا و مولٰینا صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت دِل وجان سے کی۔ اُنہی میں سے غوث، قطب اور ابدال ہُوئے۔ اور جس شخص نے آپ کی اطاعت سے منہ موڑا وُہ دونوں جہان میں ہلاک ہوا۔

ع۔ ہر در تھیں دُرکاریا جاوے جو اِس در تھیں مُڑیا

اوسے دی اُس شان و دھائی جو اُس دے دَل اُڑیا

یا اللہ ہمیں جناب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت میں ثابت قدم رکھ۔ اور جو لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔ اور جن کی آرزوئیں شریعت نے مٹا دی ہیں اُن کا تابع اور فرماں بردار رکھ۔ آمین آمین!

اَب میں حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وضو کا تھوڑا سا بیان کرتا ہُوں۔ اور جو وظائف اور ادعیہ آں جناب پڑھا کرتے تھے تحریر میں لاکر شائقین کو خورسند کرتا ہوں تاکہ سالکان طریقۂ عُلیہ نقشبندیہ اس پر عمل کریں۔ حضرت مجدّد علیہ الرحمۃ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اِس قدر محو تھے کہ ایک وجود ہو گئے تھے۔ میں عنقریب آپ کے طریقِ عبادت کا مختصر حال عرض کروں گا۔ طالبِ آخرت کو بہت ضروری ہے کہ اس کو یاد کر کے اس پر عمل کرے تاکہ سعادتِ دارین

حاصل ہو خصوصاً جو لوگ آپ کے عاشق ہیں وہ تو آپ کی متابعت ہرگز نہ چھوڑیں گے۔
حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک تھی کہ سفر و حضر، گرما و سرما میں کبھی نصف شب اور کبھی تہائی رات لے کر بیدار ہوتے۔ اور بیدار ہوتے ہی یہ دُعا پڑھتے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ۔
اور یہ آیت بھی پڑھتے:۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۵ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا ط وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ط یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝ (۷/الانعام: ۱تا۳)
پھر جائے ضرورت کی طرف تشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پاؤں رکھتے۔ پھر دایاں اور یہ دُعائے مسنونہ پڑھتے۔
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔
اور بیٹھتے وقت بائیں پاؤں پر زور رکھتے اور بعد فراغت تین ڈھیلوں سے استنجا کرتے اور دل میں یہ دُعا پڑھتے:۔
اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ۔
اور باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالتے۔ اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور رُو بقبلہ بیٹھ کر وضوء کرتے۔ اور وضوء کے کام میں کسی شخص سے مدد نہ چاہتے۔ خود آفتابہ لے کر وضوء کرتے اور ہاتھ دھونے سے قبل یہ دُعا پڑھتے۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ۔
اور ہاتھ دھونے کے وقت یہ دُعا پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ۔

پھر پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر۔ پھر دونوں کو ملا کر دھوتے۔ پھر مسواک کرتے۔ اور دائیں بائیں تین تین مرتبہ کرتے۔ اگر زیادہ کرتے تو طاق کی رعایت رکھتے۔ اوّل دائیں طرف اُوپر کے دانتوں کو، پھر نیچے کے دانتوں کو پھر بائیں طرف اُوپر اور نیچے اِسی طرح کرتے۔ اور کلّی تین دفعہ فرماتے اور کلّی کا پانی دُور پھینکتے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ اور مضمضہ کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَعَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوةِ حَبِیْبِكَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور ناک میں بھی تین دفعہ تازہ پانی ڈالتے اور بوقتِ استنشاق یہ دُعا پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَارْضَ عَنِّیْ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ غَیْرُ غَضْبَانَ

اور استنشار یعنی ناک صاف کرتے وقت یہ دُعا پڑھتے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمِنْ سُوْٓءِ الدَّارِ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ وَاٰلِهِ الْاَبْرَارِ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اِس کے بعد پیشانی پر آہستگی سے پانی ڈالتے اور مُنہ دھونے کے وقت دستارِ مُبارک پیچھے ہٹا دیتے تاکہ چوتھائی سر برہنہ ہو جائے۔ اور منہ دھوتے وقت احتیاط کرتے کہ کپڑوں پر پانی کا قطرہ نہ پڑے یعنی آہستگی سے پانی ڈالتے تھے۔

مسئلہ۔ اگر کسی کی داڑھی گھنی ہو تو بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں۔ اگر آنکھوں کی پلکوں پر مَیل یا سُرمہ جمع ہو تو اُنگلی سے صاف کرے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اور یقین کرے کہ وضو کرنے کے وقت منہ اور آنکھوں اور ہر ایک عضو کے گناہ دُور ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا یقین نہ کیا تو بیشک اُس شخص نے قصور کیا اور اُس کا وضو بھی کامل نہیں ہوتا۔ اور مُنہ دھونے کے

وقت آپؐ یہ دُعا پڑھتے :۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِكَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِكَ وَلَاتُسَوِّدْ وَجْھِیْ بِظُلُمَاتِكَ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَائِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

مسئلہ ۔مُنہ دھونے کے بعد گھنی داڑھی کا خلال کرے ۔تین تین بار ہر عضو کو تر کرے ۔قیامت کے روز وضو کرنے والوں کے چہرے مثل چاند کے روشن ہوں گے اور جتنی دُور تک پانی پہنچائیں گے ۔اتنی ہی دُور تک عضو منوّر ہوں گے اِس کے بعد جناب دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے اور تین مرتبہ ان پر ہاتھ پھیرتے تاکہ خشک نہ رہ جائے ۔اور دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔

اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ۔

پھر آپؐ سارے سر کا مسح فرماتے اور یہ دُعا پڑھتے :۔

اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِكَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ ۔اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

پھر آپ دونوں کانوں کا مسح اندر باہر نئے پانی سے کرتے اور یہ دُعا پڑھتے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ۔

اَللّٰھُمَّ اَسْمِعْنِیْ مُنَادِیَ الْجَنَّۃِ مَعَ الْاَبْرَارِ۔

اس کے بعد گردن کا مسح اسی پانی سے اُنگلیوں کی پُشت سے کرتے اور یہ دُعا بھی پڑھتے :۔

اَللّٰهُمَّ فُكَّ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اور کبھی یہ دُعا بھی پڑھتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ اٰبَائِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ۔

مسئلہ :۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ گردن کا مسح قیامت کے روز طوق سے بچاتا ہے۔ اِسی طرح وضوء ہر عضو کو بچاتا ہے۔

پھر آپؐ اوّل دایاں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں سے اُوپر تک تین تین بار دھوتے۔ اور بائیں ہاتھ سے پاؤں کی اُنگلیوں کو نیچے کی طرف سے اُوپر کو خلال کرتے۔ اور خلال دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرتے۔ اور پاؤں دھوتے وقت ہر مرتبہ اُن پر اِس طرح ہاتھ پھیرتے کہ خشک ہونے کے قریب ہو جاتے۔ اور دایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے :۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيَّ وَقَدَمَ وَالِدَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِي النَّارِ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِي النَّارِ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور وضوء سے فارغ ہو کر یہ دُعاء پڑھتے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ الْجَنَّةِ النَّعِیْمِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ وَاجْعَلْنِیْ عَبْدًا شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ اَنْ اَذْكُرَكَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَاُسَبِّحَكَ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰه اور سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا تا آخر پڑھتے۔ اور پھر یہ دُعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَآئِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَعَافِنِیْ مِنَ الْبَلَاءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَهْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔

مسئلہ ۔جو شخص وضوء کے بعد یہ دُعا پڑھے تو اللہ کے حکم سے اُس کے وضو پر مُہر کی جاتی ہے۔ اور عرش کے نیچے اُس کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور وہاں خُدا تعالےٰ کی تسبیح پڑھتا رہتا ہے۔ قیامت کے روز تک تسبیح کا ثواب اُس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھّا جاتا ہے اور فرمایا کہ اس امّت میں عنقریب ایک قوم ہو گی کہ دُعا اور وضوء میں حد سے تجاوز کرے گی۔ اِس حدیث کو احمدؒ، ابو داؤدؒ اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ طہارت میں آدمی کا پانی پر حریص ہونا اس کے علم کی سستی کی علامت ہے۔ اور حضرت ابراہیم ادھمؒ یوں فرماتے ہیں کہ اوّل وسوسہ جو شروع ہوتا ہے۔ وُہ وضوء میں زیادہ شک کرنے سے ہوتا ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ایک شیطان وضوء کے اندر ہے جو آدمی پر ہنستا ہے جس کو ولہان کہتے ہیں۔ اگر انسان اس میں زیادہ شک کرے تو اس کی نماز اور ایسے ہی ہر ایک عبادت میں شک رہتا ہے پس ہر ایک انسان کو لازم ہے کہ ایسے وسوسوں پر دھیان ہی نہ کرے۔

فصل ۱۲۔ حضرت مجددؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریق عبادت
یعنی آپ کے نماز اور وظائف کا بیان

آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کے واسطے قبلہ رُو ہوتے تو تمام ہمت سے متوجہ ہوتے اور اپنے پاؤں میں چار انگشت سے زیادہ فاصلہ نہ فرماتے۔ اور بوقت تکبیر اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جاتے اور آپ کی تمام اُنگلیاں رُو بقبلہ ہوتیں اور آپؒ ہاتھ زیر ناف باندھتے۔ اوّل دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء ہلکی ادا فرماتے۔ اور پہلی رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ مقف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور دُوسری رکعت میں یہ آیت پڑھتے:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۵/النساء: ۶۴ و ۱۱۰)

پھر آپ تہجّد پڑھتے۔ اور آپؒ کا معمول تھا کہ تہجّد میں دو تین پارہ کلام اللہ ضرور پڑھتے۔ لیکن پہلی رکعت میں سب سے زیادہ، دُوسری میں اس سے کم، تیسری میں اس سے کم، اخیر میں اس سے کم پڑھتے۔ اور تہجّد کبھی بارہ رکعت، کبھی آٹھ رکعت اور کبھی چار رکعت پڑھتے تھے۔ اور گاہے گاہے آپ کو تہجّد میں نصف شب سے ایسی بے خودی اور محویّت پیدا ہوتی کہ ایک ہی رکعت میں

صُبح ہو جاتی۔ اور کبھی کبھی نمازِ تہجّد میں سُورۃ یٰسٓ، سُورۃ سجدہ، سُورۃ مُلک، سُورۃ مزمّل، سُورۃ واقعہ، چار قُل اور تین بار سُورۃ اخلاص پڑھا کرتے۔ اور اکثر آپؒ کا معمُول تھا کہ نصف شب لے کر اُٹھتے۔ مگر گاہے گاہے تہائی رات اور کبھی اس سے بھی کم و بیش وقت لے کر بیدار ہوتے۔ اور گاہے تہجّد پڑھ کر آپؒ استراحت فرماتے تاکہ صبح کی نماز اچھی طرح سے پڑھی جائے۔ اور کبھی صبح تک ہی مشغُول رہتے۔ اور آپؒ کے خادموں میں سے جن کو یہ سُورتیں یاد نہ ہوتیں تو وُہ فاتحہ کے بعد تین تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہ ہی پڑھ لیا کرتے۔ مگر ایسے کم تھے اور تہجّد کے بعد آپ نمازِ وتر پڑھتے۔ اور کبھی اوّل ہی شب میں پڑھ لیا کرتے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور دُوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں سُورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اور سُورۃ اخلاص کے بعد دُعائے قنُوت حنفیہ اور کبھی شافعیہ دونوں ہی ملا کر پڑھ لیتے۔ شافعیہ کی دُعائے قنُوت یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ۔

اور کبھی نمازِ تہجّد کے بعد آخر سُورۃ آلِ عمران اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ۔ اخیر سُورۃ تک پڑھتے۔ اگر ہو سکتا تو صبح کی نماز کی سُنّتوں سے پہلے ستّر دفعہ استغفار پڑھتے۔ کبھی اس کے ساتھ تسبیح ملا لیتے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ فَاغْفِرْلِیْ۔ اور کبھی کبھی یہ آیتِ کریمہ بھی ملاتے۔ اَللّٰھُمَّ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ پھر سُنّتِ فجر ادا کر کے فرضوں کو جماعت میں خود امام ہو کر ادا فرماتے۔ اور قرأت دراز پڑھتے اور کلام اللہ ایسا پڑھتے کہ ہر ایک شخص کے دِل میں کشش اور رونا پیدا

ہو جاتا۔ اور بعض آدمی جو مُرید بھی نہ ہوتے تھے ایسا کہا کرتے تھے کہ الفاظ گویا حضرت صاحبؒ کے دِل سے نِکل رہے ہیں۔ اور اکثر سننے والوں کو گریہ اور وجد ہو جاتا تھا۔ آپؒ ہر ایک نماز اوّل وقت پڑھتے تھے۔ فرض ادا کرنے کے بعد اُسی جلسہ میں دنٰس مرتبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور ساتؔ دفعہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔ اس کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی۔ پھر یہ آیتِ کریمہ ایک بار۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ اور پھر ایک مرتبہ۔ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ پھر یہ آیتِ مُبارکہ ایک مرتبہ پڑھتے تھے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ع (۲۱/الروم: ۱۷ تا ۱۹)

پھر اس کے بعد قوم کی طرف رجوع کر کے دُعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے۔ اور دُعا کے بعد سب اصحاب کے ساتھ مِل کر حلقہ فرماتے۔ مولٰینا بدرالدّین سرہندی فرماتے ہیں کہ حلقے میں آپؒ کے اصحاب کو اِس قدر کششِ رُوحی اور جذبِ غیبی ہوتی تھی کہ زمین و آسمان کے اسرار کھُل جاتے تھے۔ یہ تو آپؒ کے اصحاب کی ابتدائی حالت تھی۔ اور بڑے اصحاب کا تو کیا ذِکر ہے۔ جس شخص پر آپؒ کی نظر پڑتی تھی۔ وُہ آپؒ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اور یکایک اُس کے دِل میں ذِکر جاری ہو جاتا تھا۔ سچ کہا ہے مولٰینا رحمۃ اللہ علیہ نے ؂

مثنوی

گر تُو چاہے وصلِ حق اَے بے خبر   کاملوں کا خاکِ پا ہو سر بسر

اِس صِفت کا گر مِلے تجھ کو گدا　　　اُس کے اُوپر جان و دِل سے ہو فِدا
سب سے ہو آزاد ان کا ہو غلام　　　جب مِلے دِین کا مزہ تجھ کو تمام
جب تلک ان کا نہ ہووے خاک پائے
راز حق ہرگز نہ ہووے تجھ پہ وا

اس کے بعد جنابؒ کبھی دو اور کبھی چار رکعت نماز اشراق پڑھتے اور ان میں سُورۃ شمس سے سُورہ الم نشرح تک چاروں رکعت میں چاروں سُورتیں پڑھتے اور کبھی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ اور اَلَمْ نَشْرَحْ اور قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور سُورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اس کے بعد دُعائے اِستخارہ اور گاہے گاہے اشراق کے بعد دو رکعت نماز اِستخارہ پڑھتے پہلی رکعت میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دُوسری میں سُورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ اور کبھی پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ و اَلَمْ نَشْرَحْ و قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دُوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ تین مرتبہ اور معوّذتین ایک ایک بار پڑھتے اور تشہد کے بعد دُرود و استغفار اس طرح پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اِس کے بعد دُعائے اِستخارہ پڑھتے۔ دُعائے اِستخارہ یہ ہے :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ

وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْفِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ اٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ ۔

اس کے بعد نمازِ چاشت ادا فرماتے۔ اور اس میں فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ۔ وَالشَّمْسِ۔ وَاللَّیْلِ۔ وَالضُّحٰی۔ اَلَمْ نَشْرَحْ۔ اخلاص اور معوّذتین پڑھتے۔ اور یہ نماز آٹھ رکعت پڑھتے۔ اِس کا وقت دوپہر سے پہلے تک ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپؒ خلوت میں تشریف لے جاتے۔ اور وہاں کبھی کلمۂ طیّبہ کا تکرار کرتے۔ اور کبھی قرآن شریف پڑھتے اور مراقبہ کرتے اور گاہے طالبانِ خدا کو جُدا جُدا طلب کر کے سب کے احوال پُوچھتے۔ اور ہر ایک کو اس کی طلب کے موافق اِرشاد فرماتے۔ اور محبّت سے طالبانِ خدا کو دیکھتے۔ اور بعض اَوقات ایسا ہوتا کہ اُن کا پوشیدہ حال خود بیان فرماتے۔ اور بارہا ایسا ہوتا کہ جس وقت جناب زبانِ معارف سے کچھ حقائق اور دقائق بیان فرماتے تو فقط سُننے ہی سے وُہ مقام حاصل ہو جاتا۔ اور خاص خاص اصحاب کے ساتھ معارفِ مکشوفہ بیان فرماتے اور فرماتے۔ ان کو پوشیدہ رکھنا کسی سے مت ظاہر کرنا۔ اکثر آپؒ کے اصحاب خاموش رہتے۔ اور خاموشی کو پسند کرتے۔ اس کے بعد جنابؒ گھر تشریف لے جاتے تاکہ کھانا خویشوں اور درویشوں کو تقسیم فرمائیں۔ حضرتؒ کے گھر کا کھانا نہایت ہی لذیذ ہوتا۔ ایک دفعہ سلطان بمعہ لشکر سرہند شریف حاضر ہوا۔ آپؒ نے اُس کی دعوت کی۔ وُہ کھانا کھا کر نہایت ہی خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا۔ آپ جناب تین انگلیوں سے کھانا کھاتے۔ بعض اوقات دو زانو بیٹھ کر اور کبھی گھٹنہ اُونچا کر کے تناول فرماتے۔ اور بِسمِ اللّٰہ سے شروع کرتے اکثر کھانے سے پہلے یہ دُعا پڑھ لیتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔
اور سورۂ لِاِیْلٰفِ بھی پڑھتے ۔ اور بعد از فراغتِ طعام یہ دُعا پڑھتے ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِيْفَ الْمَلِيْحَ بِغَيْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّةٍ ۔
اِس کے بعد یہ دُعا پڑھتے ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ اَسْقَانَا وَ اَشْبَعَنَا وَ اَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔
اگر کسی کی دعوت تناول فرماتے تو یہ بھی پڑھتے :۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰكِلِهٖ وَلِبَاذِلِهٖ وَلِمَنْ كَانَ لَهٗ شَيْئًا فِيْهِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحٰبِهٖ وَسَلَّمَ ۔
اور اگر میزبان ہوتا تو فرماتے ۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۔
اور کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے ۔ اور جس وقت مؤذن اللہ اکبر کہتا تو مجرّد سننے کے ساتھ ہی بستر سے جلد ہی اُتر آتے اور دُعائے اذان پڑھ کر وضوء کرتے ۔ اور پوشاک مسنونہ پہن کر مسجد میں تشریف لاتے ۔ اور تازے وضوء سے دو رکعت نماز تحیّہ ، پھر چار رکعت نماز سُنّت گزارتے ۔ گاہے چار رکعت سُنّتِ زوال بھی ادا فرماتے ۔ اوّل رکعت میں آیۃ الکرسی ۔ دُوسری میں قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ۔ تیسری میں اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ اور چوتھی میں سُورۂ اخلاص اور کبھی کبھی دُوسری سُورتیں بھی پڑھتے ۔ اور نماز فریضہ جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ۔ اسی طرح عصر اور شام گزارتے اور نمازِ عشاء بھی خود امام ہو کر پڑھتے ۔ فرضوں کے بعد یہ دُعا پڑھتے ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت سُنّتِ مؤکّدہ پڑھتے ۔ پھر چار مستحب پڑھتے ۔ اور ان میں اکثر سُورۂ سجدہ و مُلک و کافرون و اخلاص پڑھتے ۔ اور گاہے وتر اوّل رات کو پڑھتے ۔ چنانچہ ماہِ رمضان المُبارک میں تراویح بیس رکعت پڑھتے ۔ خواہ

گھر ہوتے یا سفر میں اس سے کم نہ کرتے۔ اور رمضان شریف میں تین ختم کلام اللہ سے کم نہ پڑھتے۔ ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ یہ دُعا پڑھتے:۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ يَا مُجِيْرُ۔ يَا مُجِيْرُ۔ يَا مُجِيْرُ۔

آپؒ ایسی نماز پڑھتے تھے کہ جو آدمی آپؒ کو دیکھتا فریفتہ ہو جاتا۔ اور آپؒ اس کے بعد ذکر و فکر میں بیٹھتے۔

اور جناب سونے کے وقت اپنے بستر پر یہ دُعا پڑھتے:۔

ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ۔ ایک دفعہ آیت الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص اور ایک دفعہ معوّذتین اور تین مرتبہ کلمہ تمجید اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ پھر تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس ۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ ایک بار کبھی دس بار یہ پڑھتے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

اور ایک مرتبہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (سورۂ بقر کی آخری آیات) آخر تک پڑھتے اور ایک مرتبہ یہ آیت پڑھتے:۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ج ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (۸/الاعراف: ۵۶)

اور ایک مرتبہ یہ پڑھتے :-

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ج وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○ (۱۵/بنی اسرائیل: ۱۱۰، ۱۱۱)

اس کے بعد گاہے گاہے سَو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ تا آخر پڑھتے۔ پھر دائیں ہاتھ کو سر کے نیچے رکھتے اور قبلہ رُو ہو کر ذکرِ خفیہ میں مشغول ہو کر دائیں پہلو پر سو جاتے۔

حضرتؒ کے اوصافِ جمیلہ و عاداتِ حمیدہ اگر عمر بھر لکھتا رہوں تو بھی ختم نہیں ہوتے لیکن طالبِ آخرت کے واسطے یہ تھوڑا سا بیان کافی و وافی ہے۔ جن کو یہ دُعائیں یاد نہیں وُہ یاد کر کے اِن پر عمل کریں۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مقامِ قُرب حاصل ہو گا۔

آپؒ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دُعا پڑھتے :-

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِىْ فَحَسِّنْ خُلُقِىْ وَحَرِّمْ وَجْهِىْ عَلَى النَّارِ۔

اور اگر بازار میں سے گزرتے تو یہ دُعا پڑھتے :-

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَبَدًا اَبَدًا۔ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○

حزبُ البحر

دُعائے حِزبُ البحر کے مؤلف شیخ ابُوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالاتِ زندگی

آپ کا نام علی ابنِ عبدُاللہ ہے اور کُنیت نوُرالدّین ابُوالحسن ۔ آپ کا نسب نامہ امام محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے مِلتا ہے ۔ افریقیہ ملک مغرب میں ایک گاؤں شاذلہ آپ ؒ کا مسکن تھا ۔ لفظ شاذلیہ اُسی طرف منسُوب ہے ۔ باوجُود نابینا ہونے کے ظاہری باطنی علوم میں کامل تھے ۔ ابتداء میں چُونکہ ظاہری علوُم کی طرف رغبت زیادہ تھی اِس واسطے اکثر علماء و فضلاء سے مناظرہ کرنے کا اِتفاق ہوتا رہا ۔ بعد ازاں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہُوئے اور طریق تصوّف اِختیار کیا اور شاذلہ سے اسکندریہ میں تشریف لے آئے ۔ یہاں شیخ ابُوالفتح واسطی آگے ہی موجُود تھے ۔ آپ شہر کے باہر ٹھہرے اور شیخ ابوالفتح سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی ۔ اُنہوں نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ ایک شہر میں دو فقیر کیسے رہ سکتے ہیں ۔ اتفاقاً اسی رات شیخ ابُوالفتح کا اِنتقال ہوگیا اور آپ شہر میں داخل ہو گئے ۔ شیخ ابن دقیق جو اُس وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شاذلی سے بڑھ کر کسی کو عارف نہیں دیکھا ۔ اور باوجُود اِس کے لوگوں نے مُلک مغرب میں ان کو کفر و زندقہ سے متّہم کر کے وہاں سے نکال دیا ۔ اور اسکندریہ کے حاکم کو لکھا کہ تمہارے شہر میں ایک زندیق آرہا ہے تم اِس سے ہوشیار رہنا ۔ ہم نے اِسی وجہ

سے اِس کو نکال دیا ہے۔ آخر اسکندریہ میں بھی لوگ آپؒ کو ایذا و تکلیف دینے کے درپے ہو گئے۔ اَور نوبت یہاں تک پہنچی کہ سلطانِ مصر کو ان کے قتل پر آمادہ کر دیا اَور سلطانِ مغرب کی طرف سے اس کو ایسے خط دِکھلائے جن میں ان کا خون مباح لِکھا ہوا تھا۔

آخر شیخ شاذلیؒ نے بزورِ ولایت وہیں سے سلطانِ مغرب کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک پروانہ دستخطی سُلطان پیش کیا۔ جس کی تاریخ ان پروانوں کے بعد کی تھی اَور اس میں شیخ کے اَوصافِ حمیدہ درج تھے۔ بادشاہِ مصر قتل سے باز آگیا اَور شیخ کو بڑی عزّت وحُرمت سے اسکندریہ کی جانب رُخصت کیا۔ پھر بھی لوگ ایذا رسانی سے باز نہ آئے۔ کسی نے بادشاہ کو لِکھا کہ یہ کیمیا گر ہے۔ اَور کسی نے کہا کہ یہ سیمیا گر ہے۔ جب شیخ پر سخت ایذائیں واقع ہوئیں۔ تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رجوع کیا۔ اَور ان موذیوں کی نسبت دُعا کی۔ چند روز بعد بادشاہِ مصر نے شیخ کی خدمت میں ایک آدمی بھیج کر معافی مانگی اَور دُعا کا طالب ہوا۔ اسکندریہ والوں نے جب بادشاہ کی رغبت ان کی طرف دیکھی تو ان کی ایذا رسانی سے رُک گئے۔ ایک دفعہ ایسا اِتفاق ہوا کہ سلطان محمد بن قلادون کا خزانچی کسی جرم میں واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ بادشاہ نے اس کے مار ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ وُہ رُو پوش ہو کر اسکندریہ بھاگ آیا اَور شیخ کی خدمت میں آکر پناہ لی۔ بادشاہ نے سخت دھمکی آمیز خط شیخ کی طرف لکھا کہ اِس خط کے پہنچتے ہی اس کو میرے پاس بھیج دو۔ شیخ نے نہ بھیجا۔ تب بادشاہ نے غصّے میں آکر ایک مصاحبِ خاص کے ہاتھ شیخ کو قتل کی دھمکی دی اَور مفسد ٹھہرایا۔ شیخ نے اسی مصاحبِ خاص سے کئی من تانبا منگوایا۔ اَور جس مجرم نے پناہ لی تھی اُس سے فرمایا کہ تو اس پر پیشاب کر دے۔ اُس نے پیشاب کر دیا تو وُہ سارا تانبا سونا بن گیا۔ شیخ نے وُہی سونا مصاحب کو دے کر بادشاہ کی خدمت میں

روانہ کیا۔ کہ یہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ اور کہلا بھیجا کہ اس مجرم کے قصور کو معاف کیا جائے۔ بادشاہ اتنا سونا دیکھ کر خوش ہو گیا اور خزانچی کا قصور معاف کر دیا۔

الغرض شیخ کی کرامات اور خوارقِ عادات بے شمار ہیں۔ آپؒ کے کلماتِ قدسیہ میں سے ہے کہ جس علم کی طرف تمہاری طبیعت راغب ہو اور تمہارا نفس میلان کرے اس کو چھوڑ دو۔ اور کتاب وسنّت کو مضبوط پکڑو۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ اپنے انبیاءؑ اور اولیاءؒ پر پہلے رنج وتکلیف مسلّط فرماتا ہے۔ گھروں سے نکالے جاتے ہیں۔ بہتان وزور اُن پر باندھے جاتے ہیں۔ پھر جب وہ صبر کرتے ہیں تو انجام کو دولت اُنہی کے ہاتھ ہوتی ہے۔ اور فرماتے تھے کہ عالم کو مقاماتِ عالیہ عملیہ میں تکمیل نہیں ہوتی جب تک چار باتوں میں مبتلا نہ ہو۔ ۱ دشمن اس کی مصیبتوں پر خوش ہوں۔ اس ۲ کے دوست اس کو ملامت کریں۔ ۳ جاہل اس پر طعنہ کریں۔ علماء ۴ اس پر حسد کریں۔ جب ان باتوں پر وہ صبر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے ایسا امام وپیشوا بنا دیتا ہے کہ لوگ اس کی اقتدار کرتے ہیں۔

جس وقت سوار ہو کر آپؒ باہر نکلتے تو مقاماتِ عالیہ والے بڑے بڑے درویش اور اہلِ دُنیا ہم رکاب ہوتے۔ اور کتنے ہی جھنڈے سر پر ہوتے۔ اور ایک نقیب آپ کے حکم سے آگے آگے پکارتا جاتا کہ جسے غوث وقطب کی ملازمت منظور ہو وہ شیخ شاذلی کا قدمبوس ہو۔ اور کبھی کبھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر شریعت کی لگام میرے منہ میں نہ ہوتی۔ تو میں تم کو کل کی بات اور قیامت تک کے حالات بتلاتا۔ آپؒ نے کئی حج کئے۔ اور آخر اسی سفر مبارک میں ذیقعدہ کے مہینے کی اخیر صحرائے عیذاب میں انتقال فرمایا اور ۶۵۶ھ میں اس سرائے فانی سے ملکِ بقاء کو تشریف لے گئے۔ اور اسی صحرا میں مدفون ہوئے۔ اس

صحرا کا پانی نہایت شور تھا۔ آپؒ کے وجُود مُبارک کی برکت سے اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ بعض نے آپؒ کا مزار مقام مخہ میں لکھا ہے جو ملک عرب میں ایک موضع کا نام ہے۔ اِس دُعا کے تالیف کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ شیخ ابُوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ میں سکونت پذیر تھے کہ حج کا زمانہ نزدیک آگیا۔ اپنے یارانِ طریقت سے فرمایا کہ اِس سال مجھے حج کرنے کا اِلہام ہوا ہے۔ تم جا کر کوئی جہاز تلاش کرو۔ وُہ لوگ جہاز کی تلاش کو نکلے مگر کوئی جہاز اہلِ اِسلام کا نہ مِلا۔ صرف ایک نصرانی کا جہاز جانے والا تھا۔ ناچار اسی پر مع دوستوں کے سوار ہو گئے۔ ابھی جہاز قاہرہ سے تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ بادِ مخالف چلنے لگی اور جہاز وہیں رُک گیا۔ اور ایک ہفتہ وہیں گذر گیا۔ منکروں اور کافروں نے زبانِ طعن دراز کی اور یُوں کہنے لگے کہ شیخ صاحب حج کے اِرادہ سے جا رہے ہیں اور حج کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور جہاز کی یہ حالت ہے کہ بادِ مخالف کی وجہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ اَب دیکھئے شیخ صاحب کس طرح حج کرتے ہیں۔ حضرتِ شیخ اِس بات کو سُن کر بڑے رنجیدہ ہوئے۔ اسی حالت میں آپؒ کو نیند آ گئی۔ خواب میں آپؒ کو اِس دُعا کے پڑھنے کا اِلہام ہوا۔ آپؒ جب بیدار ہُوئے تو فوراً وضوء کر کے اِس دُعا کو پڑھنا شروع کیا اور ناخُدا سے فرمایا کہ "لنگر اُٹھا"۔ اُس نے عرض کیا کہ "اگر لنگر اُٹھاؤں گا تو اُسی وقت جہاز چکر کھا کر واپس جائے گا"۔ شیخ نے فرمایا کہ "تُو جہاز کو ضرور چلا اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھ"۔ جب اُس نے لنگر اُٹھایا اُسی وقت ہوا موافق ہو گئی اور جلد ہی جہاز کنارہ پر جا لگا۔ اِس کرامت کو دیکھ کر نصرانی کے لڑکے مسلمان ہو گئے۔ لیکن وُہ نصرانی مسلمان نہ ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ دوستوں کے ساتھ ان لڑکوں کو ہمراہ لیئے بہشت میں جا رہے ہیں۔ اُس نے بھی چاہا کہ پیچھے پیچھے چلا جائے۔ فرشتوں نے روکا اور جھڑکا کہ تو ابھی کافر ہے۔ بہشت میں داخل ہونے کے قابل

نہیں۔ صُبح اُٹھ کر وُہ بھی مسلمان ہوگیا۔ اَور شیخ کی صُحبت میں رفتہ رفتہ مراتبِ عالیہ کو پہنچا۔

سندِ اجازت حزب البحر

اِس خاکسار (حضرت خواجہ حافظ محمّد عبدالکریمؒ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کو حزب البحر کی اِجازت حاجی حرمین شریفین عالِم باعمل حضرت مولٰینا مولوی عبداللہ صاحبؒ[۲] نقشبندی مجدّدی سے ہے۔ اَور ان کو سیّد شاہ عبدالغنی[۳] مجدّدیؒ سے اور اُن کو شاہ محمّد اسحٰق[۴] دہلویؒ سے، اُن کو حضرت مولٰینا ہادیِ گمراہاں شاہ عبدالعزیز[۵] محدّث دہلویؒ سے اَور اُن کو اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ ولی اللہ[۶] دہلویؒ سے اور اُن کو خواجہ ابُوطاہرؒ[۷] مدنی سے اَور ان کو حضرت احمد نخلیؒ[۸] سے اَور ان کو حضرت عیسٰی مغربیؒ[۹] سے اَور اُن کو حضرت ابُوالصلاحؒ[۱۰] اَور ان کو حضرت ابوالعبّاسؒ[۱۱] سے اَور ان کو حضرت ابُوسعیدؒ[۱۲] سے اَور اُن کو خواجہ عبیداللہ[۱۳] محمّدؒ سے اَور اُن کو خواجہ ابُوالفضل[۱۴] محمّدؒ سے اَور اُن کو خواجہ ابُوطیبؒ[۱۵] سے اَور اُن کو حضرت ابُوالحسن[۱۶] محمّد اَور اُن کو خواجہ ابُوالعزائمؒ[۱۷] سے اَور اُن کو حضرت ابُوالحسنؒ شاذلی[۱۸] سے اَور اُن کو شیخ المشائخ، امامِ طریقت، محبوبِ سُبحانی، غوثِ صمدانی حضرت خواجہ ابُوالحسن[۱۹] علی شاذلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے حاصِل ہے۔

حزب البحر کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریق

عامل کو چاہیئے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے چند شرائط کا پابند ہو۔ ورنہ خوفِ رجعت یعنی ہلاکت وضرر رہے۔

پہلی یہ کہ کسی صاحبِ مجاز سے باقاعدہ اجازت حاصل کرے۔

دُوسری یہ کہ حیواناتِ جمالی وجلالی کو ترک کرے۔

تیسری یہ کہ اَن سِلا کپڑا پہنے جیسے کہ احرام کے وقت پہنتے ہیں۔ اَور سِلا ہوا کپڑا نہ پہنے۔ اَور وُہ کپڑا سفید اَور نیا ہو۔

چوتھی یہ کہ روزہ رکھے اَور مسجد میں اِعتکاف کرے اَور رُو بہ قبلہ بیٹھے اگر وضو

جاتا رہے تو فِی الفور وضو، کر کے دوگانہ ادا کرے اَور حزب کو پُورا کرے۔
پانچویں یہ کہ کھانے اَور پینے اَور وضو، وغسل میں حتی المقدُور دریا کا پانی استعمال کرے۔
چھٹی یہ کہ صرف جَو کی روٹی نمک لاہوری مِلا کر پکائے اَور کھائے۔
زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ ہمارے خاندان میں دو طرح سے ہے۔ ایک بڑا اَور دُوسرا چھوٹا۔ بڑا طریقہ یہ ہے کہ بُدھ یا جمعرات یا جمعہ سے عرُوج ماہ میں بارہ دن تک روزے رکھے۔ اَور دریا، تالاب یا کنوئیں کے پانی سے بعد نماز صبح یا بعد نماز عصر یا بعد نماز عشاء غسل کر کے تہبند نا دوختہ باندھے۔ اَور ایک چادر نا دوختہ اُوپر اوڑھ لے۔ اَور مسجد یا کسی اَور پاک وصاف جگہ گوشۂ تنہائی میں دوگانہ ادا کرے۔ اَور دونوں رکعتوں میں سُورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ بار سُورۃ اخلاص پڑھے اَور سلام کے بعد سُورۃ یٰسین ایک بار اَور آیۃ الکرسی چھ بار پڑھ کر جہات ستّہ کی طرف دم کرے اَور چھُری سے اپنے گرد حصار کرتا جائے۔ حصار کرنے کے بعد اُلٹی چھُری کی نوک کو زمین میں اِس طرح سے کہ چھُری کی پُشت اپنی طرف ہو پڑھنے کے وقت سامنے نصب کرے۔ اَور خود حصار کے اندر قبلہ رُخ بیٹھ کر ایک مرتبہ دُعائے اعتصام پڑھے۔ پھر تینتیس مرتبہ دُعائے حزب البحر پڑھ کر حصار سے باہر آجائے۔ ہر روز اسی طور سے حصار کر کے مجرّد "حزب البحر" حصار کے اندر پڑھا کرے۔ اَور اسی جگہ رات کو آرام بھی کرے۔ اَور جو کچھ خواب میں دیکھے کسی سے نہ کہے۔ بارھویں روز حزب البحر معہ دُعائے اختتام پڑھ کر اعتکاف سے باہر آئے۔
اَور چھوٹا طریق یہ ہے کہ بُدھ، جمعرات اَور جمعہ تین دن میں انہی شرائط مذکورۂ بالا کے ساتھ روزانہ ایک سو بیس[۱۲] بار بعد نماز عشاء پڑھا کرے۔ اَور اگر کچھ باقی رہ جائے تو صبح کے وقت ختم کرے۔ اَور شنبہ کے دِن بعد نماز فجر ایک مرتبہ پڑھ کر

اعتکاف سے باہر آجائے۔ اور ہر روز تین مرتبہ یعنی نماز فجر، عصر اور مغرب کے بعد ایک ایک مرتبہ پڑھا کرے۔ اور کسی حاجت کے واسطے اسم مناسب حاجت ستّر مرتبہ یا سات مرتبہ یا پانچ مرتبہ پڑھ کر حزب البحر تمام کرے۔ اور جو شخص اس کی زکوٰۃ اِس طرح نہ نکال سکتا ہو۔ ہر روز صبح کے وقت ایک بار پڑھ لیا کرے۔ خیر و برکت سے خالی نہیں مگر ضروری ہے کہ کسی صاحب مجاز سے اجازت لے لے۔ ورنہ خطرۂ عظیم ہے۔ زکوٰۃ حزب البحر شمس کے درجات کی مثل ہے۔ ایک برس کے تین سَو ساٹھ ۳۶۰ روز ہوتے ہیں اگر تین روز میں پڑھے تو ہر روز ایک سو بیس ۱۲۰ بار پڑھے۔ اور اگر بارہ روز میں پڑھے تو ہر روز تیس بار پڑھے۔ اگر ہر روز ایک بار معہ اعتصام و اختتام پڑھا کرے تو ایک برس میں زکوٰۃ تمام ہو جاتی ہے۔ اور چاہیئے کہ پڑھتے وقت شیخ ابُوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح کی طرف متوجّہ ہو۔ تاکہ زیادہ مؤثر ہو۔

حزب البحر کے اشارات کا بیان

حرُوفِ ہجا کو اوّل سے آخر تک ایک دم میں پڑھے۔ اور حضرت ابُوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوّر کر کے اِمداد کا خواستگار ہو۔

زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا پر پہنچ کر داہنے ہاتھ کی اُنگشتِ شہادت سے آسمان کی طرف تین بار اشارہ کرے۔

غُرُوْرًا پر اپنے مقصد کا دِل میں خیال کرے۔

فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ اور كٓهٰيٰعٓصٓ کو تین بار تکرار کرے اور ہر بار ہر حرف كٓهٰيٰعٓصٓ کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں باندھے اور کھولے اور کشائشِ مطلب کا خیال رکھے طریق اُنگلیوں کے بند کرنے اور کھولنے کا یہ ہے۔ کہ كٓ پر سب سے چھوٹی اُنگلی اور هٰ پر اس کے پاس کی اور یٰ پر بیچ

کی ۔ اَور عٓ پر شہادت کی اَور صٓ پر انگوٹھے کو بند کرے ۔ دُوسری بار کٓھٰیٰعٓصٓ پر کھولے ۔ اَور تیسری بار پہلی طرح بند کرے ۔ اَور وَانْصُرْنَا پر پہنچ کر پہلی اُنگلی وَافْتَحْ لَنَا پر دُوسری وَاغْفِرْ لَنَا پر تیسری وَارْحَمْنَا پر چوتھی اَور وَارْزُقْنَا پر پانچویں اُنگلی، جیسے کہ اُوپر مذکور ہے کھولتا جائے ۔ جب یٰسٓ لَنَا اُمُوْرَنَا پر پہنچے تو اپنا مقصد و مطلب دل میں خیال کرے اَور اللہ تعالیٰ سے چاہے ۔

جب وَاطْمِسْ پر پہنچے ۔ دُشمنوں یا شیطانوں کو خیال میں لاکر داہنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے نیچے زمین کی طرف لاکر کھولے اَور ان کے دفع ضرر کا تصوّر کرے ۔ جب شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پر پہنچے اس کو تین بار پڑھے اَور ہر بار دستِ راست کی پشت کو زمین پر مارے اَور دُشمنوں کی ہلاکت کا خیال کرے ۔ یاد رہے کہ وَاطْمِسْ عَلٰی وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا دُنیاوی دُشمنوں کے واسطے اَور شَاهَتِ الْوُجُوْهُ دینی دُشمنوں کے واسطے مجرّب و مفید ہے ۔ اَور اِس مطلب کے واسطے عَنَتِ الْوُجُوْهُ بھی تین بار پڑھے اَور پشتِ دست سے ہر بار زمین پر مارے ۔

جب طٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓعٓسٓقٓ پر پہنچے اس کو تین تین بار پڑھے ۔

جب حٰمٓ پر پہنچے ۔ پہلی حٰمٓ کو پڑھ کر دائیں طرف، دُوسری کو بائیں طرف تیسری کو آگے اَور چوتھی کو پیچھے پانچویں کو زمین کی طرف اَور چھٹی کو پڑھ کر آسمان کی طرف دم کرے یعنی پھونک لگائے اَور ساتواں حٰمٓ پڑھ کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر ان پر دم کر کے ہاتھ اُٹھاتے ہُوئے رَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰهِ سے وَالْعَاهَاتِ تک دُعا مانگے ۔ اَور تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچیں پھیرے ۔

جب کٓھٰیٰعٓصٓ پر پہنچے ۔ ہر حرف پر دونوں ہاتھ کی اُنگلیاں بطریق مذکورہ بالا بند کر کے کِفَایَتُنَا پڑھے اَور حٰمٓعٓسٓقٓ پر اُنگلیاں دونوں ہاتھ کی کھول کر حِمَایَتُنَا پڑھے ۔

بِسْتُو الْعَرْشِ سے فِی لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ تک سات بار پڑھے۔
فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔ تین بار پڑھے۔
اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔ تین بار پڑھے۔
حَسْبِیَ اللّٰهُ سے رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ تک سات بار پڑھے۔
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ سے هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تک تین بار پڑھے۔
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ کو تین بار پڑھے۔
دُرود شریف کو اخیر تک تین بار پڑھے۔

حِزب البحر کے ان فِقرات کے فوائد کا بیان جو خاص حاجتوں کے حصُول کے واسطے اسماءِ جلالی یا جمالی کے ساتھ مِلا کر پڑھے جاتے ہیں

کفایتِ مہمّات کے واسطے یَا اللّٰهُ سے یَا رَحِیْمُ تک فِقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ مِلا کر ستّر بار پڑھے۔

محافظت و ترقّیاتِ باطن کے واسطے نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ سے غُيُوْبِ تک فِقرہ ہے۔ اِس کے ساتھ یَا حَفِیْظُ مِلا کر ستّر بار پڑھے۔

مناہی اور معصیت سے باز رہنے کے واسطے اِسی فقرہ کے ساتھ یَا عَاصِمُ کو مِلا کر ستّر بار پڑھے۔

رفعِ پراگندگی کی خاطر و ہجومِ خطرات کے واسطے۔ فَقَدِ ابْتُلِیَ سے غُرُوْرًا تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا حَفِیْظُ مِلا کر ستّر بار پڑھے۔

اِطمینانِ دِل کے واسطے۔ فَثَبِّتْنَا کے ساتھ یَا مُثَبِّتَ الْقُلُوْبِ مِلا کر ستّر بار پڑھے۔

مغلوبیِ اعداء کے واسطے۔ فَثَبِّتْنَا سے تاھٰذَا الْبَحْرَ ملا کر پڑھے اور آسمان کی طرف انگشتِ شہادت دستِ راست سے اشارہ کرے اور مقصد دل میں لائے
کشتی میں سوار ہوتے وقت اِس فقرہ کے ساتھ یَا حَفِیْظُ اِحْفِظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ملا کر ستّر بار پڑھے۔
نُصرت کے واسطے۔ اُنْصُرْنَا کے ساتھ یَا نَاصِرُ ملا کر ستّر بار پڑھے ۔۔۔ یا اُنْصُرْ سے نَاصِرِیْنَ تک فِقرہ کے ساتھ اسی اِسم کو ملا کر ستّر بار پڑھے۔
تسخیرِ قلوب کے واسطے۔ سَخِّرْ لَنَا سے کُلَّ شَیْئٍ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَا مُسَخِّرُ ملا کر ستّر بار پڑھے۔
رحم کے واسطے۔ وَارْحَمْنَا سے رَاحِمِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا رَحِیْمُ ملا کر ستّر بار پڑھے۔
مغفرت کے واسطے۔ فَاغْفِرْ لَنَا سے غَافِرِیْنَ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَا غَفَّارُ ملا کر ستّر بار پڑھے۔
کشائشِ رزق کے واسطے۔ وَارْزُقْنَا سے رَازِقِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَا رَازِقُ مِلا کر یا آیت شریف رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ۔ یا اِس دُعا کو یَا غَنِیُّ اَغْنِنِیْ یَا رَازِقُ اُرْزُقْنِیْ رِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّاسِعًا بِغَیْرِ حِسَابٍ مِلا کر ستّر بار پڑھے۔
ظاہری باطنی فتوحات اور کشائشِ رزق وغیرہ کے واسطے وَھَبْ لَنَا سے قَدِیْرٌ تک جو فقرہ ہے جب وہاں پہنچے تو پہلے چودہ بار اسم یَا وَھَّابُ پڑھے پھر حضرت عیسٰی علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دُعا تین بار رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ

خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ پڑھے۔ پھر ایک بار سُورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ پڑھے۔
ہر بلا سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ وَاحْفَظْنَا سے حَافِظِیْنَ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَاحَفِیْظُ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔
ہدایت پانے کے واسطے۔ وَاھْدِنَا سے ظَالِمِیْنَ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاھَادِیُ ملاکر ستّر بار پڑھے۔
حصُولِ مقاصد کے واسطے۔ وَھَبْ لَنَا سے قَدِیْرٌ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاوَھَّابُ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔
مشکلات کی آسانی کے واسطے۔ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا سے دُنْیَانَا تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَامُیَسِّرُ لِکُلِّ عُسْرٍ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔
آفاتِ سفر سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ کُنْ لَّنَا سے اَھْلِنَا تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاحَافِظُ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔
دُشمنوں کی ہلاکت کے واسطے۔ وَاطْمِسْ سے یَرْجِعُوْنَ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَاقَاھِرُ ذَاالْبَطْشِ الشَّدِیْدِ اَنْتَ الَّذِیْ لَایُطَاقُ اِنْتِقَامُہٗ یَاقَاھِرُ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔ یا اِسم مُذِلُّ کو مِلاکر ستّر بار پڑھے۔ اور کہے خداوندا فلاں شخص کو مغضُوب کر۔ اور اس کی آنکھ، کان اور زبان بند کر۔
اگر کسی مجلس میں کسی امرِ دین یا دُنیا کی نسبت خصُومت ہو اور داعی حق بجانب ہو۔ اور خصم چرب زبانی سے غلبہ کرے۔ تو وَاطْمِسْ سے یَرْجِعُوْنَ تک تین بار پڑھ کر اُس کی طرف دم کرے۔ زبان اس کی بند ہو۔
زیادتیٔ علم کے واسطے۔ یٰسٓ سے رَحِیْمٌ تک فقرہ ہے۔ اس کے ساتھ یَاعَلِیْمُ مِلاکر ستّر بار پڑھے۔
اگر امُورِ معاش میں تشویش کا خوف ہو تو یٰسٓ سے غَافِلُوْنَ تک پڑھ کر

اپنے اُوپر دم کرے۔ اَور جو شخص چاہے کہ دُشمن کے درمیان سے ہو کر نکل جائے۔ اَور دُشمن اس کو نہ دیکھے اَور نہ معترض ہو۔ تو لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ سے لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر سنگ ریزے پر دم کر کے اُس کی طرف پھینکے یا پھُونکے۔ اَور اگر کِسی کا غلام بھاگ گیا ہو تو غلام کا نام کاغذ یا کپڑے پر لکھ کر اس کے اِرد گرد آیت مذکور لکھ کر اس جگہ لٹکا دے جہاں وُہ سوتا تھا۔

اگر زن و شوہر کے درمیان اِنقطاع کی صُورت ہو۔ یا دو شخصوں کے درمیان کسی معاملہ میں خصُومت ہو۔ اَور دُشمنوں کی زباں بندی کے واسطے اَور طلبِ جاہ و حشمت کے لِئے مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے لَا یَبْغِیَانِ تک جو فقرہ ہے سات بار پڑھ کر پھُونکے یا سات سنگریزے دم کر کے اُس کی طرف پھینکے۔

اگر لڑائی ہو یا دُشمن سے مقابلہ ہو۔ تو فتح کے واسطے حٰمٓ الْاَمْرُ سے لَا یُنْصَرُوْنَ تک ستّر دفعہ پڑھ کر دم کرے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خود بھی جہادوں میں پڑھتے اَور اصحاب کو بھی پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

شیاطین، ظالموں اَور چوروں کے ضرر کے دفع کرنے کے لِئے بِسْمِ اللّٰہِ بَابُنَا سے سَقْفُنَا تک پڑھتے ہُوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گرد پھیرتا جائے۔ یا عصا سے اپنے مال و متاع کے گرد خط کھینچے۔

اگر کِسی ظالم کے سامنے جائے تو کٓھٰیٰعٓصٓ پڑھے۔ اَور ہر حرف کے ساتھ دستِ راست کی اُنگلیاں بند کرے اَور کِفَایَتُنَا کہے۔ اسی طرح حٰمٓ عٓسٓقٓ پر بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں بند کرے اَور حِمَایَتُنَا کہے۔ پھر دُشمن کے سامنے جا کر دونوں ہاتھوں کو یکبارگی کھولے اَور اُس کی طرف پھُونکے۔

کفایت شرّ اعداء کے واسطے۔ اگر داعی ملذّذ بہ نماز ہے تو بطریق صلوٰۃ التسبیح ۲ دو رکعت یا ۴ چار رکعت میں ۳۰۰ تین سَو مرتبہ پڑھے۔ اَور اگر ملذّذ بہ ذکر ہے تو ایک ہزار

ایک ہزار ایک مرتبہ روزانہ سات روز تک پڑھے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو بعد دکافی ایک سو گیارہ بار پڑھے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

بد نظری، سحر و آسیب سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ سِتْرُ الْعَرْشِ سے مَحْفُوْظٍ تک پڑھ کر دم کرے۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ مال و متاع چوروں یا کرم سے محفوظ رہے تو کاغذ یا ٹھیکری پر فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ لکھ کر اموال کے ہمراہ رکھے۔ اور اگر راہ میں راہزنوں کا ڈر ہو۔ اگر ملذّذ بہ نماز ہے تو بطور صلوٰۃ التسبیح تین سو مرتبہ پڑھے یا ایک ہزار ایک مرتبہ پڑھے۔

نفقۃ الغیب یا امورِ معاش کے سرانجام کے واسطے۔ پڑھنے والا اگر ملذّذ بہ نماز ہے تو بطور صلوٰۃ التسبیح اِنَّ وَلِیِّ‌یَ اللّٰهُ الَّذِیْ سے صالحین تک تین سو مرتبہ پڑھے۔ اور اگر ملذّذ بہ ذکر ہے بعد د اسمِ یَا وَلِیُّ چہل و شش بار یعنی چھیالیس ۴۶ بار ہر نماز کے بعد پڑھے۔

حَسْبِیَ اللّٰهُ سے رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تک۔ حفاظتِ ضرر و نفقۃ الغیب و کفایتِ مہمّات و نصرت کے واسطے موافق اسمِ مناسب اس حاجت کے پڑھے۔ مثلاً نفقۃ الغیب کے واسطے بعددِ رزّاق۔ اور کفایتِ مہمّات کے واسطے بعددِ کَافِیْ اور نصرت کے واسطے بعددِ نَاصِرُ اور ضرر سے حفاظت کے واسطے بعددِ یَا حَفِیْظُ پڑھے۔ جو آدمی اس فقرہ کو جس غرض کے واسطے صبح و شام سات سات بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کو بر لائے گا۔

شفاء امراض کے واسطے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ سے عَظِیْمٌ تک فقرہ ہے اس کے ساتھ یَا شَافِیْ ملا کر ستّر بار پڑھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام تین تین بار اس کو پڑھا کرے کوئی چیز اس کو ضرر نہ

کرے گی۔ یہ کلمہ سر درد کے دفع کے واسطے مجرّب ہے۔ جس کے سر میں درد ہو اُس کے سر پر ہاتھ رکھے اور تین ۳ یا سات بار پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَآءِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ اِسْمُهٗ بَرَكَةٌ وَّشِفَآءٌ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْاَشْفَاءُ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اگر سفر میں راہزن لُوٹنے کے واسطے آپڑیں۔ تو چاہیئے کہ اوّل ایک بار سُورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھے اور دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور مٹھی میں خاک لے۔ اور وُہ خاک راہزنوں کی طرف پھینک دے۔ اور اپنے اُوپر سر سے پاؤں تک ہاتھ پھیرے۔ پھر یہ پڑھے۔ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ٥ راوی نے سخت قسم کھا کر کہا ہے کہ ایک روز راہزنوں نے مجھے آگھیرا میں نے یہی پڑھا اور ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا۔ راہزنوں نے مجھے نہ دیکھا۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ ابھی وُہ آدمی یہاں تھا۔ اب کدھر چلا گیا۔

دفع ضرر محبُوس کے واسطے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ ستّر مرتبہ پڑھے۔ حدیث شریف میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔ اگر قیدی مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ایک ہزار بار کہے اور حَسْبِیَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ایک ہزار دفعہ ایک ہی نشست میں بیٹھ کر پڑھے بہت جلدی اللہ تعالیٰ اس کو رہائی بخشے گا۔

خاص مطلبوں اور فائدوں کے واسطے حزب البحر پڑھنے کا طریق

اگر کوئی شخص کام میں عاجز آگیا ہو۔ اور کوئی صُورت سر انجام کی نہ ہو۔ تو

اُس کو چاہیئے کہ پاک و صاف خالی مقام میں غسل کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ سلام کے بعد پانچ یا سات بار دُعائے حزب پڑھے۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل ہوگی اگر کوئی بادشاہ یا ظالم کسی کو ضرر پہنچائے یا درندوں وغیرہ کا خطرہ ہو تو سات دفعہ حزب کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھُونکے اور تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اِنشاءاللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

محبّت کے واسطے۔ بارہ یا سات دفعہ پڑھ کر عرق گلاب پر دم کرے اور پڑھنے کے وقت جب هَبْ لَنَا پر پہنچے تو ستّر دفعہ کہے۔ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔ پھر کہے خداوندا۔ فلاں بن فلاں کی محبت اور دوستی فلاں بن فلاں کے دل اور تمام اعضاء و اُستخوان میں ایسی ڈال کہ ایک لحظہ کو اس اس کے بغیر قرار نہ ہو۔ آمین۔ اور داہنی ہتھیلی زمین پر مارے۔ اسی طریق پر تین روز تک پڑھ کر عرق گلاب کو شیشی میں رکھے۔ جب محبُوب کے سامنے جائے تھوڑا سا عرق گلاب اپنے مُنہ پر مل لیا کرے۔

شفائے مریض کے لئے۔ بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پر پہنچے تو ستّر مرتبہ پڑھے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ يَا شَافِيْ فلاں بن فلاں کو شفا بخش۔

بادشاہوں یا امیروں کی تسخیر کے واسطے۔ بارہ روز تک ہر روز بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب يَا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پر پہنچے۔ ستّر بار کہے يَا عَزِيْزُ عزیز کر مجھ کو فلاں بن فلاں کی آنکھوں میں۔ اس کے بعد سُورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تین بار پڑھے اور دعوت کے پُورا ہو چکنے کے بعد جب اُس کے گھر کو جائے تو ایک مرتبہ اس دُعا کو پڑھ لے۔

رستہ کے امن اور سفر کی سلامتی کے واسطے سفر میں جانے سے اوّل تین دن روزہ رکھے اور ہر روز معہ شرائطِ دعوت اِس دُعا کو بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب بِحَوْلِ اللّٰہِ لَا یَقْدِرُ عَلَیْنَا پر پہنچے تو ستّر دفعہ کہے۔ یَا حَفِیْظُ احْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور جب روانہ ہوئے یا کسی مقام پر اُترے یا اگر کسی جگہ خوف ہو تو ایک بار اِس دُعا کو پڑھ لے۔

کشتی اور جہاز کی حفاظت کے واسطے۔ سوار ہونے سے پہلے تین دن تک ہر روز ستّر بار پڑھے۔ اور جب سَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ پر پہنچے تو ستّر مرتبہ پڑھے یَا حَفِیْظُ احْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلِیَّاتِ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اور کہے خدُا تعالیٰ میں اپنے آپ کو اور اپنے مال واسباب ورفیقوں کو تیری امانت میں سونپتا ہوں تو خیریت سے کنارہ پر پہنچا۔ اس کے بعد کشتی میں ہر نماز کے بعد ایک ایک بار اِس دُعا کو وِرد رکھے اور اگر طوفان آ جائے تو جب تک طوفان رفع نہ ہو پڑھتا رہے۔

قرض ادا کرنے کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز پندرہ بار پڑھے۔ جب اُنْصُرْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ پر پہنچے تو ستّر مرتبہ کہے اَللّٰھُمَّ اَکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ۔ اور بعض اُرْزُقْنَا فَاِنَّکَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ کے بعد یہی دُعا اِسی امر کے واسطے بتلاتے ہیں۔

شرحِ صدر و زیادتیٔ فہم و ذہن کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز پانچ یا سات بار پڑھے۔ اور قند یا گلاب یا کسی اور شیرینی پر دم کر کے کھلائے۔ اور جب بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ پر پہنچے تو سات مرتبہ کہے۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ الخ لیکن چاہیئے کہ ہر روز صبح کے وقت پڑھا کرے۔ تاکہ دِل کُشادہ اور فہم زیادہ ہو۔

کمالِ معرفت اور غلبۂ حال کے لیے۔ تین روز تک ہر روز اُنیس بار پڑھے۔

اور جب بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ پر پہنچے۔ تو ستّر بار کہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ كَمَالَ مَعْرِفَتِكَ وَحَقِیْقَةَ الْیَقِیْنِ ۔ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

سلامتی ایمان کے واسطے۔ تین روز تک ہر روز سات بار پڑھے جب حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پر پہنچے تو ستّر بار کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا صَادِقًا وَّ یَقِیْنًا كَامِلًا وَّ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ۔

دُعائے اِعتصام

سُورۂ فاتحہ معہ بسم اللہ ایک بار۔ آمین تین بار۔ آیت الکرسی معہ بسم اللہ ایک بار اس کے بعد یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

اور جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر۔ تو فرمایئے سلام ہو تم پر

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

لازم کر لیا ہے تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ تو جو کوئی کر بیٹھے تم میں سے

سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ

برائی نادانی سے پھر توبہ کرے اس کے بعد اور سنوار لے تو بے شک

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ

اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے ○ اور اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتوں

سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

کو تاکہ ظاہر ہو جائے راستہ گنہگاروں کا ○ آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ

جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔ آپ فرمایئے میں نہیں پیروی کرتا تمہاری خواہشوں کی

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

ایسا کروں تو گمراہ ہو گیا میں اور نہ رہا میں ہدایت پانے والوں سے پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر

مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ

غم واندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھا رہی تھی ایک گروہ پر تم میں سے

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ

اور ایک جماعت ایسی بھی جسے فکر پڑا ہوا تھا اپنی جانوں کا بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ

غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا

بلا وجہ عہدِ جاہلیت کی بدگمانی کہتے کیا ہمارا بھی اس

مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ

کام میں کچھ دخل ہے آپؐ فرمائیے اختیار تو سارا اللہ کا ہے

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ

چھپاتے ہوتے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر۔ کہتے ہیں (اپنے دلوں میں) اگر

لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ

ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں۔ آپؐ فرمائیے اگر تم ہوتے اپنے

بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ

گھروں میں تو ضرور نکل آتے (وہاں سے) وہ لوگ لکھا جا چکا ہے جن کا قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف

وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

تاکہ آزمائے اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں تھا اور صاف کر دے جو تمہارے دلوں میں تھا۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینے کے رازوں کو محمدؐ اللہ کے رسول ہیں

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

اور وہ جو آپؐ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ

تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوتے کبھی سجدہ کرتے ہوتے طلبگار رہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے

سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

ان (کے ایمان و عبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے یہ ان کے اوصاف

فِي التَّوْرٰىةِ ۚ صلے وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ قف كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ

تورات میں مذکور ہیں نیز انجیل میں بھی (مرقوم) ہیں (یہ صحابہؓ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

نکالا اپنا پٹھا پھر تقویت دی اُس کو پھر وُہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تنے پر (اس کا جوبن)

لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

خوش کر رہا ہے بونے والوں کو تاکہ (آتش) غیظ میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان

الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اَلِفْ بَا تَا

لے آئے اور نیک اعمال کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا

ثَا جِيْمْ حَا خَا دَالْ ذَالْ رَا زَا سِيْنْ شِيْنْ صَادْ ضَادْ

طَا ظَا عَيْنْ غَيْنْ فَا قَافْ كَافْ لَامْ مِيْمْ نُوْن وَاوْ هَا يَا۔

يَا رَبِّ سَهِّلْ وَيَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ عَلَيْنَا يَا رَبِّ ۝

اے رب سہل اور آسان کر اور نہ سختی کر ہم پر اے ربّ۔

دُعائے حِزبُ البَحر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

یَآ اَللّٰہُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَ

اے اللہ اے بلند مرتبہ اے بزرگ قدر اے بردبار اے دانائے اسرار تو پروردگار ہے میرا اور

عِلْمُكَ حَسْبِیْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ

علم تیرا میرے حال کو کافی ہے پس کیا خوب ہے پروردگار میرا اور کیا خوب کفایت کرنے والا ہے

تَنْصُرُ مَنْ تَشَآءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ نَسْئَلُكَ

فتح دیتا ہے جس کو تو چاہتا ہے اور تو ہے غالب، مہربان ہم مانگتے ہیں تجھ سے

الْعِصْمَةَ فِی الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ

(نفوس پر) نگاہ رکھنا حرکات اور سکنات میں اور جو ہم میں سے پیدا ہوتے ہیں اور سب

وَالْخَطَرَاتِ مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ

باتوں میں جو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ظنوں اور شکوں اور وہموں سے جو دلوں کو چھپانے والے ہیں

لِلْقُلُوْبِ عَنْ مُّطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ ○ فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ

پوشیدہ چیزوں کے معائنہ سے اس لئے کہ تحقیق آزمائے گئے ہیں ایمان والے

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ○ اِس جگہ دائیں ہاتھ کی انگشتِ شہادت

اور ہلا دیئے گئے ہیں سخت ہلانا

سے آسمان کی طرف تین بار اشارہ کرے، اور پھر یہ پڑھے۔ وَاِذْ

اور اُس

یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

وقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِس جگہ اپنے مقصد کو خیال کر کے

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لیئے

پڑھے۔ فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا

پس ثابت قدم رکھ ہمیں اور ہمیں غالب فرما اور ہمارے فرمانبردار کر دے اس سمندر کو جیسے

سَخَّرْتَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ النَّارَ

فرمانبردار کیا تو نے سمندر کو موسٰی علیہ السلام کے لیئے اور تابعدار کیا آگ کو

لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِيْدَ لِدَاوٗدَ

ابراہیم علیہ السلام کے لیئے اور تابعدار کیا تو نے پہاڑوں اور لوہے کو داؤد

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الرِّيْحَ وَالشَّيَاطِيْنَ وَالْجِنَّ لِسُلَيْمٰنَ

علیہ السلام کے لیئے اور تابعدار کیا تو نے ہوا اور شیطانوں اور جنات کو سلیمان

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِى الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ

علیہ السلام کے لیئے اور تابعدار کر ہمارے لیئے ہر دریا کو کہ وہ ہے زمین میں، آسمان میں

وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا

اور عالم ملک اور عالم ملکوت میں اور فرمانبردار کر دریائے دنیا اور دریائے آخرت کو اور ہمارے لیئے

كُلَّ شَيْءٍ يَّا مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ كٓهٰيٰعٓصٓ۔

فرمانبردار کر ہر چیز کو اے وہ ذات کہ اس کے ہاتھ ہر چیز کی حکومت ہے

اس کو تین بار پڑھے اور ہر بار ہر حرف کے ساتھ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باندھے اور کھولے اور کشائش مطلب کا خیال رکھے طریق انگلیوں کے بند کرنے اور کھولنے کا یہ ہے کہ کٓ پر سب سے چھوٹی انگلی اور ھٰ پر اس کے پاس کی اور یٰ پر بیچ کی اور عٓ پر شہادت کی اور صٓ پر انگوٹھے کو بند کرے۔ اسی طرح دوسری بار کٓھٰیٰعٓصٓ پر ہر ایک کو کھولے اور تیسری بار پہلی طرح بند کرے اور اُنْصُرْنَا پر پہنچ کر پہلی انگلی وَافْتَحْ لَنَا پر دوسری وَاغْفِرْ لَنَا پر تیسری وَارْحَمْنَا پر چوتھی اور وَارْزُقْنَا پر پانچویں جیسے کہ اوپر مذکور ہوا دونوں ہاتھوں سے انگلیاں کھولتا جائے۔

اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ ط وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ
مدد فرما ہماری کیونکہ تو سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے اور کھول دے ہمارے بند کاموں کو کیونکہ تو
الْفَاتِحِيْنَ ط وَاغْفِرْلَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ط وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ
سب سے بہتر کھولنے والا ہے اور بخش دے ہمیں کیونکہ تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور رحم فرما ہم پر کیونکہ
خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ط وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ ط وَاحْفَظْنَا
تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے اور رزق عطا فرما ہم کو کیونکہ تو بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے اور حفاظت
فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ ○ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَ
فرما ہماری کیونکہ تو سب سے بہتر محافظ ہے اور سیدھی راہ دکھا ہمیں اور نجات دے ہمیں قوم ظالمین سے
هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا
اور عطا فرما ہمیں اپنی جناب سے پاکیزہ ہوا (ہوائے خوش) جیسے کہ وہ تیری دانست میں ہے اور اس
عَلَيْنَا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَتِكَ ۔ وَاحْمِلْنَا بِهَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ
ہوا کو ہم پر پھیلا دے اپنی رحمت کے خزانوں سے ۔ اور اٹھا تو ہم کو اس کے ساتھ اٹھانا بزرگی کا
مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط اِنَّكَ
سلامتی اور عافیت کے ساتھ دین دنیا اور آخرت میں بے شک تو
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا ۔ اس جگہ اپنا مقصود
ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ آسان کر دے ہمارے لئے ہمارے کاموں کو
دل میں خیال کرے اور اللہ تعالیٰ سے چاہے ۔ مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا
راحت کے ساتھ ہمارے دلوں
وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا
اور بدنوں کے لئے اور سلامتی اور عافیت کے ساتھ ہمارے دین اور دنیا میں اور ہو تو ہمارے واسطے
صَاحِبًا فِيْ سَفَرِنَا ۔ بعض نسخوں میں یہ بھی ہے ۔ وَمُعِيْنًا وَّحَافِظًا
ہم نشین ہمارے سفر میں اور مددگار و نگہبان

فِیْ حَضَرِنَا) وَخَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِنَا ۔ وَاطْمِسْ اس جگہ داہنے ہاتھ

ہمارے حضر میں اور جانشین ہمارے اہل وعیال میں اور مٹا دے

کی مٹھی بند کر کے نیچے زمین کی طرف لا کر کھول دے ۔ عَلٰی وُجُوْہِ اَعْدَآئِنَا

ہمارے دشمنوں کے منہ

وَامْسَخْھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْمُضِیَّ وَلَا الْمَجِیْٓءَ

اور ان کو بدل ڈال ان کی جگہ پر پھر وہ نہ طاقت رکھیں گے گذرنے کی اور ہماری طرف آنے کی

اِلَیْنَا وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِھِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

اور اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھوں کا نشان تک محو کر دیتے پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے

فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰھُمْ عَلٰی مَکَانَتِھِمْ فَمَا

بھی تو ان کو راستہ کیسے نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں مسخ کر کے رکھ دیتے ان کی جگہوں پر

اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ۝ یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝

پھر وہ نہ آگے جا سکتے اور نہ پیچھے پلٹ سکتے قسم ہے قرآن حکیم کی

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ تَنْزِیْلَ

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں یقیناً آپ راہِ راست پر ہیں نازل فرمایا ہے

الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ

(قرآن حکیم کو) عزیز (اور) رحیم نے تاکہ آپ ڈرا سکیں اس قوم کو جن کے باپ دادا کو (طویل عرصہ سے)

غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

نہیں ڈرایا گیا اس لیے وہ غافل ہیں بے شک یہ بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر کہ وہ ایمان نہیں

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝

لائیں گے ہم نے ڈال دیے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوتے ہیں اس لیے

وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا

ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار

فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ○ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔ تین بار
اور ان کی آنکھوں پر ڈال دیا ہے ہم نے پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے بدشکل اور رسوا ہوئے منہ

کہے اور ہر بار پشتِ دستِ راست سے زمین پر مارے۔ وَعَنَتِ
اور جھک جائیں گے

الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ط وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ○
سب (لوگوں کے) چہرے حیّ وقیوم کے سامنے اور نامراد ہوا جس نے لادا اپنے (سر) پر ظلم (کا بوجھ)

طٰسٓ، طٰسٓمٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ۔ ہر ایک لفظ علیحدہ علیحدہ تین تین

بار پڑھے۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ○ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا
جاری فرمایا دو دریاؤں کو جو باہم ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان حجاب ہے کہ ایک دوسرے

یَبْغِیٰنِ ○ حٰمٓ دائیں طرف کہے حٰمٓ بائیں طرف کہے حٰمٓ آگے کہے حٰمٓ پیچھے
پر تعدّی نہ کریں

کہے حٰمٓ نیچے کہے حٰمٓ اوپر آسمان کی طرف کہے۔ حٰمٓ

دونوں ہاتھوں پر دم کر کے یہ دُعا پڑھے۔ رَفَعْتُ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی
اٹھا دی ہیں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ

کُلَّ بَلَآءٍ وَّقَضَآءٍ یَّجِیْءُ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتِّ تَاْمَنُ
ہر بلاء اور قضاء کو جو آئے ان چھ طرفوں سے امن میں رہے گا

بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ جَمِیْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ۔ اور سر سے پاؤں
اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ تمام آفتوں اور سختیوں سے

تک تمام بدن پر جہاں تک ہاتھ پہنچیں، ہاتھ پھیرے اور پڑھے۔

حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ ○ حٰمٓ ○ ج

گرم ہوا کام اور مدد آ گئی سو ہم پر وہ مدد نہ پائیں گے حا - میم

تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ غَافِرِ الذَّنْبِ

اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے گناہ بخشنے والا

وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط

اور توبہ قبول فرمانے والا سخت سزا دینے والا فضل وکرم فرمانے والا نہیں کوئی معبود اس کے سوا

اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ ○

اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے بسم اللہ ہمارا دروازہ ہے تبارک ہماری دیواریں ہیں یٰسٓ

سَقْفُنَا ○ كٓهٰيٰعٓصٓ - دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں چھوٹی اُنگلی

ہماری چھت ہے

سے شروع کر کے ہر حرف پر بند کرتا جائے اور پھر ساتھ ہی پڑھے كِفَايَتُنَا ○

ہمارے لئے کفایت ہے

حٰمٓ عٓسٓقٓ ہر حرف پر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں اُسی طرح کھولتا جائے

حامیم عین سین قاف

اور ساتھ ہی پڑھے - حِمَايَتُنَا فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ

ہمارے لیئے حمایت ہے کافی ہو جائے گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ

الْعَلِيْمُ ط اس کے بعد سات بار پڑھے - سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ عَلَيْنَا

سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے عرش کا پردہ لٹکایا گیا ہم پر

وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ لَا يُقْدَرُ عَلَيْنَا ط وَاللّٰهُ

اور اللہ کی آنکھ ہماری طرف دیکھنے والی ہے اللہ تعالیٰ کی توانائی کے ساتھ نہیں قدرت پا سکتا ہم پر مخالف

مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ○ ج بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ○ لا فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○

اور اللہ ان کے گرد گھیرنے والا ہے بلکہ وہ قرآن بزرگ لوح میں محفوظ رکھا گیا ہے

بعد اس کے تین بار پڑھے ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ص وَّهُوَ اَرْحَمُ
اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ زیادہ مہربان ہے تمام مہربانی

الرَّاحِمِيْنَ ۝ پھر تین بار پڑھے ۔ اِنَّ وَلِیِّۦَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ
کرنے والوں سے یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری

الْكِتٰبَ ۖ صلے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝ پھر سات بار پڑھے حَسْبِیَ اللّٰهُ
یہ کتاب اور وہ حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی کافی ہے مجھے اللہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝
نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

پھر تین بار پڑھے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی
اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ نہیں ضرر پہنچا سکتی اس کے نام کے ساتھ کوئی

الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ط وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ پھر تین بار پڑھے ۔
چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ ط سُبْحَانَ رَبِّكَ
اور نہ پھرنا گناہ سے اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ علی و عظیم کی مدد کے ساتھ ہے پاک ہے آپ کا رب

رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ ج وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ
جو عزت کا مالک ہے ان (ناسزا باتوں سے) جو وہ کہا کرتے ہیں اور سلامتی ہو سب رسولوں پر اور سب تعریفیں

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پھر تین بار یہ درود شریف آخر تک پڑھے ۔ وَصَلَّى
اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اور درود بھیجے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اللہ تعالیٰ اپنی بہترین خلق ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ان کی آل اور تمام

اَجْمَعِيْنَ ط بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط
اصحاب پر اپنی رحمت کے ساتھ اے زیادہ مہربان تمام مہربانی کرنے والوں سے ۔

دُعائے اختتام

يَا اَللّٰهُ يَا نُوْرُ يَا حَقُّ يَا مُبِيْنُ اَكْسِنِيْ مِنْ نُوْرِكَ وَ

اے اللہ جامع جمیع صفات کے، اے روشن کرنے والے ممکنات کے، اے ثابت اپنی ذات میں، اے ظاہر کرنے والے چھپالو

عَلِّمْنِيْ مِنْ عِلْمِكَ وَفَهِّمْنِيْ عَنْكَ وَاَسْمِعْنِيْ مِنْكَ

مجھے اپنے نور سے اور سکھاؤ مجھے اپنے علم سے اور مجھے سمجھ عطا فرماؤ اپنی طرف سے اور سناؤ مجھ کو اپنی طرف سے

وَاَبْصِرْنِيْ بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ۞ يَا سَمِيْعُ يَا

اور دکھلاؤ مجھے حقائق اشیاء اپنے کی۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اے سننے والے اے

عَلِيْمُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ اِسْمَعْ دُعَائِيْ بِخَصَائِصِ

دانا اے بردبار اے بلند مرتبہ اے بزرگ میری دُعا کو سن اپنی خاص مہربانی

لُطْفِكَ ۝ اٰمِيْنَ ۞ اٰمِيْنَ ۞ اٰمِيْنَ ۞ پھر تین بار پڑھے۔ اَعُوْذُ

سے قبول فرما اس دُعا کو میں اللہ تعالیٰ کے

بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۞ پھر آگے پڑھے

کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو پیدا کی

يَا عَظِيْمَ السُّلْطَانِ يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ يَا دَآئِمَ النِّعَمِ يَا بَاسِطَ

اے بڑے غلبے والے اے قدیم سے احسان کرنے والے اے ہمیشہ نعمتیں عطا فرمانے والے اے رزق

الرِّزْقِ يَا وَاسِعَ الْعَطَا يَا دَافِعَ الْبَلَا يَا حَاضِرًا لَّيْسَ

فراخ کرنے والے اے بخششیں کشادہ کرنے والے اے بلاؤں کو دور کرنے والے اے وہ ذات کہ حاضر ہے کسی وقت

بِغَائِبٍ يَا مَوْجُوْدًا عِنْدَ الشَّدَآئِدِ يَا مُجْمِلَ السِّرِّ يَا خَفِيَّ

غائب نہیں اے وہ ذات کہ موجود ہے سختیوں کے وقت اے بھیدوں کے واقف اے پوشیدہ

اللُّطْفِ يَا لَطِيْفَ الصُّنْعِ يَا حَلِيْمًا لَّا يَعْجَلُ يَا جَوَادًا لَّا يَبْخَلُ

مہربانی کرنے والے اے پاکیزہ کا ر اے بُردبار نہیں جلدی کرتا گناہوں کی گرفت میں اے بخشش کرنے والے

اَقْضِ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ

کہ نہیں بخل کرتا میری حاجت پوری کر اپنی مہربانی سے اے زیادہ مہربان تمام مہربانی کرنے والوں سے اے اللہ!

اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ السَّلَامِ الْمُنَزَّلِ

تحقیق کہ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیرے نام کے ساتھ جو مخزون ہے پوشیدہ ہے سلام ہے اتارا گیا ہے

الْقُدُّوْسِ الْمُطَهَّرِ الطَّاهِرِ يَا دَهْرُ يَا دَيْهَارُ يَا دَيْهُوْرُ يَآ

پاک ہے مطہّر ہے طاہر ہے اے دہر اے دیہار اے دیہور اے وہ ذات

اَزَلُ يَآ اَبَدُ يَا مَنْ لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا

کہ ہمیشہ سے ہے سب سے پہلے اے وہ ذات ہمیشہ رہے گی سب کے بعد اے وہ ذات کہ جنا نہیں اس نے کسی کو اور نہ جنا

اَحَدٌ ۝ يَا مَنْ لَّمْ يَزَلْ يَا هُوْ يَا هُوْ يَا هُوْ يَا مَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا

گیا ہے اور نہیں کوئی اس کا ہم جنس۔ اے وہ ذات کہ اس کو ہمیشہ ہے اے وہ ذات کہ تمام مخلوق کے دل اسی کی طرف

هُوَ يَا كَانُ يَا كَيْنَانُ يَا رُوْحُ يَا كَآئِنُ قَبْلَ كُلِّ كَوْنٍ يَّا كَآئِنُ

متوجہ ہیں اے وہ ذات کہ نہیں معبود سوا اس کے اے ثابت اپنی ذات میں اے موجود اپنی ذات میں اے وہ ذات

بَعْدَ كُلِّ كَوْنٍ اِهْيًا اِشْرَ اِهْيًا اَذُوْنَآ اَصْبَاءُوْثُ يَا مُجَلِّيَ

کہ عالم کے لئے مثل روح کے واسطے قالب کے اے وہ ذات کہ موجود تھی پہلے ہر موجود سے اے وہ ذات کہ موجود رہے گی

عَظَآئِمِ الْاُمُوْرِ سُبْحٰنَكَ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ سُبْحٰنَكَ

بعد ہر موجود کے اے حیّ اے قیّوم مجھ کو دور رکھ ہر بلا سے اے روشن کرنے والے بزرگ چیزوں کے پاکی ہے تجھ کو

عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ

تیری بردباری پر باوجود تیرے جاننے کے پاکی ہے تجھ کو اوپر درگذر تیری کے باوجود تیری قدرت کے۔ اگر منہ موڑ لیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ ج

تو آپ فرما دیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰٓى

مالک ہے نہیں ہے اس کے مانند کوئی چیز۔ اور وہ سننے والا دانا ہے اے اللہ درود بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ

حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر جس طرح درود بھیجا تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر

اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ

بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت کر حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ

جس طرح تو نے برکت کی حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر بے شک تو

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

تعریف کیا گیا بزرگ ہے

جب کوئی مشکل پیش آجائے۔ یا حاکم یا سُلطان کے آگے جانا ہو تو سات بار دُعائے حزب البحر پڑھ کر ایک بار اِس دُعا کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَقْسَمْتُ عَلَیْكَ یَا بُدُّوْحُ بِالسَّبْعِ الْهَوَاوِیَّةِ بِالسَّبْعِ الْاَرْضِیَّةِ شُمُوْخُ اَشْمَخَتْ طَاۗئِشْ طَاشَتْ یَا بُدُّوْحُ یَا بَاسِطُ یَا وَدُوْدُ اُبْسُطِ النِّعْمَةَ وَ ذَیِّلِ النِّكْمَةَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَآ اَللّٰهُ یَآ اَللّٰهُ یَآ اَللّٰهُ اِسْتَجِبْ دُعَآئِیْ۔

ترجمہ۔ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اَے بدُّوح سات ہوائی کے ساتھ سات زمین والے شموخ اشمخت طائش طاشت کے۔ اَے خدا۔ اَے کھولنے والے۔ اَے مہربانی کرنے والے نعمت کو پھیلا دے اور دُور کر دے تکلیف کو اَے مہربان، احسان کرنے والے اَے اللہ، اَے اللہ، اَے اللہ! میری دُعا قبول کر۔

سورۂ یٰسٓ پڑھنے کی ترکیب

اوّل تین بار یہ دُعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ یٰسٓ بِحَقِّ یٰسٓ بِحُرْمَتِ یٰسٓ۔ پھر سُورت شروع کرے۔ جب پہلی مُبِین پر پہنچے۔ اِسم یَا مُبِیْنُ سات بار اور ایک بار یہ دُعا پڑھے۔ یَا رَبَّاہُ یَا سَیِّدَاہُ یَا مَوْلَاہُ یَا عَمَلَاہُ یَا غَوْثَاہُ یَا صَمَدَاہُ یَا اَللّٰہُ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ یٰسٓ وَاٰلِ یٰسٓ وَبِحَقِّ اِسْمِكَ الْمُبِیْنِ سَخِّرْلِیْ رِزْقَكَ وَخَلْقَكَ وَزِیَارَۃَ قَبْرِ نَبِیِّكَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ پھر آگے سُورۃ شروع کرے۔ اور ہر مُبِین پر اسی طرح اِسم یَا مُبِیْنُ سات بار اور ایک بار دُعائے مذکورہ پڑھتا جائے۔ سُورۃ ختم کرکے ایک بار سُورۃ مُزّمّل پڑھے۔ اِس کے پڑھنے کا وقت صبح یا شام ہے۔ اس کے پڑھنے سے بے شمار ظاہری و باطنی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

طریق ختم خواجگان رضوان اللّٰہ تعالےٰ علیہم اجمعین

مندرجہ ذیل ختم شریف آستانۂ عالیہ عیدگاہ شریف راولپنڈی میں روزانہ بعد نماز مغرب پڑھا جاتا ہے۔

سورۃ فاتحہ مع بسم اللّٰہ سات بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ سورۃ الم نشرح مع بسم اللّٰہ ۷۹ بار۔ سُورۃ اخلاص مع بسم اللّٰہ ایک ہزار بار۔ سورۃ فاتحہ مع بسم اللّٰہ سات بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ آیت کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو بار۔ دُرود شریف ایک سو بار۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک سو بار۔ اور کلماتِ ذیل ہر ایک کلمہ سَو سَو بار۔

یَا اَللّٰہُ۔ یَا عَزِیْزُ۔ یَا وَدُوْدُ۔ یَا کَرِیْمُ۔ یَا وَھَّابُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ حَسْبُنَا اللّٰہُ

وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ يَا قَاضِىَ الْحَاجَاتِ۔ يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ۔ يَا كَافِىَ الْمُهِمَّاتِ۔ يَا شَافِى الْاَمْرَاضِ۔ يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ۔ يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ۔ يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ۔ يَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ۔ يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ۔ يَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ۔ يَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ۔ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا۔ يَا مُفَرِّجَ الْمَحْزُوْنِيْنَ۔ رَبِّ اِنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اٰمِيْنَ۔

ختم سحری

یہ وُہ ختم ہے جس کے پڑھنے کے لیے حضرت قبلہ مؤلف مدظلہ العالی بتقریب سعید زیارت روضۂ منوّرہ زادھا اللہ شرفاً باشارہ جناب رسُول مقبوُل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مامُور ہوئے۔ اور یہ ختم روزانہ بعد از نماز تہجّد دربارِ عالیہ عید گاہ شریف راولپنڈی میں پڑھا جاتا ہے۔

اوّل درُود شریف سَو ۱۰۰ بار۔ پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ فَاغْفِرْلِىْ۔ پانچ سَو ۵۰۰ بار۔ پھر درُود شریف ایک سَو ۱۰۰ بار پھر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پانچ سَو ۵۰۰ بار۔ پھر درُود شریف سَو ۱۰۰ بار۔ اور يَا خَفِىَّ اللُّطْفِ اَدْرِكْنِىْ بِلُطْفِكَ الْخَفِىِّ پانچ سَو ۵۰۰ بار۔ پھر درُود شریف ایک سَو ۱۰۰ بار۔ پھر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پانچ سَو ۵۰۰ بار۔ پھر درُود شریف ایک سَو ۱۰۰ بار۔ پھر يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِرْحَمْنَا پانچ سَو ۵۰۰ بار۔ پھر درُود شریف ایک سَو ۱۰۰ مرتبہ۔

ختم حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

اوّل درود شریف سَو۱۰۰ بار۔ پھر یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ پانچ سَو۵۰۰ بار۔ پھر درود شریف سَو۱۰۰ بار۔

ختم حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اوّل درود شریف سَو۱۰۰ بار۔ پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پانچ سَو۵۰۰ بار۔ پھر درود شریف ایک سو۱۰۰ بار۔

ختم حضرت خواجہ محمّد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

اوّل درود شریف سَو۱۰۰ بار۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پانچ سَو۵۰۰ بار۔ پھر درود شریف سَو۱۰۰ بار۔

بارہ کلموں کے فائدے

حضرت عبدُاللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ بارہ کلمے تورات۔ انجیل۔ زبُور اور فرقان سے چُنے ہیں۔ جو ایماندار ان کو ایک ورق پر لِکھّے اور ہر روز اس کو دیکھے۔ اور ان پر عمل کرے۔ خُدا تعالیٰ کے مقبُولوں میں سے ہو جائے گا۔

پہلا کلمہ ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَے فرزندِ آدم! روزی کا غم نہ کھا جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اور میرا خزانہ کبھی خالی نہ ہو گا۔

دُوسرا کلمہ ۔ اَے فرزندِ آدم! بادشاہ ظالم اور امیر کبیر سے مت ڈر جب تک میری سلطنت ہے اور میری سلطنت ہمیشہ کے لِئے ہے۔

تِیسرا کلمہ ۔ اَے فرزندِ آدم! کِسی سے محبّت مت کر اور کِسی سے کچُھ مت مانگ جب تک تو مجھے پائے۔ اور مجھے جب چاہے گا پائے گا۔

چوتھا کلمہ ۔ اَے ابنِ آدم! میں نے سب چیزیں تیرے لِئے بنائی ہیں۔ اور تجھ کو اپنے لِئے۔ پس تو اپنے آپ کو دُوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

پانچواں کلمہ ۔ اَے فرزندِ آدم! میں جس طرح تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا۔ اسی طرح تُو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔

چھٹا کلمہ ۔ اَے فرزندِ آدم! جس طرح میں سات آسمان، عرش، کرُسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا۔ اسی طرح تیرے پیدا کرنے اور روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ بے شک روزی پہنچاؤں گا۔

ساتواں کلمہ ۔ اَے آدم کے بیٹے! جس طرح میں تیری روزی نہیں چھینتا۔

اُسی طرح تُو بھی میری عبادت مت چھوڑ۔ اَور میرے حکم کے خلاف مت کر۔
آٹھواں کلمہ۔ اَے ابنِ آدم! جس قدر میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے
اُس پر راضی رہ۔ اَور نفس و شیطان کی خواہشوں سے دِل کو مت بہلا۔
نواں کلمہ۔ اَے فرزندِ آدم! میں تیرا دوست ہُوں۔ تو بھی میرا دوست بنا رہ۔
اَور میری محبّت و عِشق کے غم سے کبھی خالی نہ ہو۔
دسواں کلمہ۔ اَے ابنِ آدم! میرے غصّہ سے نڈر مت ہو۔ جب تک تو پُلصراط
سے گذر کر بہشت میں داخِل نہ ہو جائے۔
گیارھواں کلمہ۔ اَے فرزندِ آدم! تو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصّہ ہوتا
ہے۔ اَور اپنے نفس پر میری رضامندی کے لِئے غصّہ نہیں ہوتا۔
بارھواں کلمہ۔ اَے فرزندِ آدم! اگر تو میری تقسیم پر راضی ہو جائے تو اپنے آپ
کو میرے عذاب سے چُھڑا لے گا۔ اَور اگر تو اُس پر راضی نہ ہو۔ تو نفس کو تجھ پر
مقرر کر دُوں گا۔ تاکہ جانوروں کی طرح تجھ کو جنگلوں میں دوڑائے پھرائے۔ قسم
ہے مجھے اپنی عزّت کی کہ کچُھ حاصل نہ ہو۔ مگر اُسی قدر جو میں نے مقدّر کیا ہے۔

وصیّت نامہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ وُہ وصیّتیں ہیں جو خواجہ علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزندِ ارجمند خواجہ اَولیاء کبیر
رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تحریر فرمائی تھیں :۔
اَے فرزندِ ارجمند! میں تجھے وصیّت کرتا ہُوں کہ عِلم و ادب اَور تقوےٰ اَور
سُنّت و جماعت کے اِتّباع کو لازم پکڑنا، نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا، علمِ فقہ
و حدیث و تفسیر سیکھنا، جاہل صُوفیوں سے بچنا، اپنے احوال کو مشتہر نہ کرنا، شہر کا

قاضی اَور حاکم نہ بننا۔ قبالوں اَور تمسّکوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ بادشاہوں اَور امیروں کے ساتھ صُحبت نہ رکھنا۔ خانقاہ نہ بنانا۔ اپنے آپ کو شیخ نہ کہلانا۔ سماع نہ سُننا اَور اس سے اِنکار بھی نہ کرنا۔ کم بولنا۔ کم کھانا اَور کم سونا۔ عام مخلوقات سے الگ رہنا۔ امردوں یعنی بے رِیشوں اَور عورتوں کی صحبت میں نہ بیٹھنا۔ دُنیا کی طلب میں مصرُوف نہ ہونا۔ بہت رونا اَور کم ہنسنا۔ خندہ اَور قہقہہ سے بالکل احتراز کرنا۔ کسی مخلوق کو اپنے سے کمتر نہ جاننا۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھنا۔ اپنے آپ کو آراستہ نہ کرنا۔ جہاں تک ہوسکے مشائخ کی خدمت میں مال وجان سے دریغ نہ رکھنا۔ مشائخ کو جان سے عزیز جاننا۔ اَور ان کے افعال پر اِنکار نہ کرنا۔ چاہیئے کہ تیرا بدن لاغر اَور تیری آنکھ گریاں اَور تیرا دل غمناک اَور تیرا عمل خالِص اَور تیری دُعا تضرّع اَور زاری ہو۔ تیرے کپڑے پھٹے پُرانے اَور درویش تیرے دوست ہوں۔ عبادت تیرا سرمایہ، مسجد تیرا گھر، تیرا دِل فِراکر، تیری زبان شاکر، ذکر تیرا مُونس اَور فِکر تیرا یار ہو اَور حتیٰ المقدورؒ تو طریقہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہم پر ثابت قدم رہے۔

شجرہ خاندان حضرات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

قصیدہ مؤلفہ:۔ جناب فیض مآب حضرت مؤلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یا الٰہی در پہ آیا ہوں دُعا کے واسطے — بوجھ عصیاں سر پہ لایا التجا کے واسطے
بخش دے مجھ کو محمد مصطفےٰ کے واسطے

جہل و غفلت اور ضلالت سے رہا کر اے کریم — رکھ مجھے ثابت قدم اوپر صراطِ مستقیم
رحم کرنا اے خدا کل انبیاء کے واسطے

ان بزرگوں کا وسیلہ لایا ہوں میں اے خدا — اور وسیلہ آل رضؓ و اصحابؓ و علی مرتضےٰ رضؓ
فضل کر صدیقِ اکبر رضؓ بے ریا کے واسطے

گرچہ میں عاصی ہوں پر اے خالق کون و مکاں — تیرے در کو چھوڑ کر فرماؤ میں جاؤں کہاں
فارسی سلمان رضؓ و قاسم اولیاء کے واسطے

نیش نفس سرکش و بدکیش سے رکھنا شہا — غیر سے مانع ہے یہ کر لطف کی اپنی نگاہ
جعفر صادق رضؓ امام دوسرا کے واسطے

ذکر و فکرت کیجیو مجھ کو عطا میرے خدا — تا کوئی دم ہوں نہیں تجھ سے جدا میرے خدا
بایزید رحؒ و بوالحسن صاحب تقیٰ کے واسطے

کار و بارِ دہر میں کب تک رہوں تجھ سے جدا — چشم گریاں سینہ بریاں اب تو کچھ جلوہ دکھا
بوعلی اور یوسف رحؒ صاحب صفا کے واسطے

گذرے میری زندگی با ذکر و فکرت اے خدا — ہو زباں پر نام جاری مصطفےٰ کا اے شہا
عبد رحؒ خالق اور عارف اصفیائے کے واسطے

میں نہ زاہد ہوں نہ عابد بندہ ہوں سرکار کا — ہوں غلام مصطفےٰ طالب ہوں میں دیدار کا

خواجہ محمودؒ و عزیزاں باوفا کے واسطے

راہزن ہیں میرے جو رکھیو مجھے اُن سے نگاہ　　حرمتِ بابا سماسیؒ اور امیدِ بادشاہ

اور بہاؤالدینؒ شہیدِ کبریا کے واسطے

یہ دلِ مُردہ ہو زندہ از طفیلِ اولیاء　　جو ہُوئے تیغِ محبت سے شہید اے کبریا

شاہ علاؤالدینؒ و چرخی رہنما کے واسطے

یا الٰہی نہ رہے خواہش دو عالم کی مجھے　　ہو منور اور معطر دل مرا اس نور سے

خواجہ احمدؒ زاہد مقتدا کے واسطے

مست اور بیخود بنا دے اور دیوانہ مجھے　　شمع رُوئے پاک کا اب کر لے تو پروانہ مجھے

خواجہ درویشؒ و امکنگی گدا کے واسطے

اولیاء پر ہوگیا بڑھ کر تیرا فیضِ عمیم　　فضل سے اپنے عطا کر مجھ کو بھی قلبِ سلیم

خواجہ باقی محمدؒ بابقا کے واسطے

دین و دُنیا کا نہیں ہرگز مرے دل میں خیال　　ایک ذرّہ درد کا ہادی مرے دل میں تو ڈال

اس مجدد الفؒ ثانی بادشاہ کے واسطے

یا الٰہی کر مرے دل سے دُوئی کا حرف دُور　　میں رہوں نہ آرزو، باقی رہے تیرا ظہور

خواجہ معصومؒ تارک ماسوا کے واسطے

اس دُوئی نے کر دیا ہے اے خدا اب تجھ سے دُور　　دل ہے حیراں چشم گریاں کر عنایت اپنا نور

حجۃ اللہ اور زبیرؒ مہتدیٰ کے واسطے

دین و دُنیا کی نہیں منظور سرداری مجھے　　کر عطا تو اپنے در کی ذلت و خواری مجھے

خواجہ قطب الدین حیدرؒ مجتبیٰ کے واسطے

نہ ہوس شاہی کی ہے اور نہ گدائی کی مجھے　　لطف سے اپنے محبت تک رسائی مجھ کو دے

شاہ جمال اللہؒ اس صاحبِ رضا کے واسطے

سُرخروئی دو جہاں کی ہو عنایت اَے خُدا　　　سب مرے احباب کو بھی از طفیلِ انبیاءؔ
خواجۂ عیسٰیؒ چو عیسٰیؑ فِی السَّماء کے واسطے

دیکھ کر احسان تیرے دل زباں لا چار ہے　　　فیضِ ظاہر فیضِ باطن فیض کا دربار ہے
شاہ فیضُ اللہؒ با حلم و حیا کے واسطے

غفلتِ دُوئی کا پردہ دُور کر دِل سے غفورؔ　　　جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے تیرا ہی نورؔ
حضرتِ نُورِ مُحمّدؒ پارسا کے واسطے

کر عطا حُبِّ محمدؐ اور دِلی حُبِّ فقیرؔ　　　رات دن ہو وردِ احمد التجا ہے اَے قدیر
حضرتِ فقیر محمدؒ پیشوا کے واسطے

حال وقال و مال و جان سب ہیں تیرے اَے قدیر　　　اِس جہاں سے تیرے آگے تحفہ کیا لائے فقیرؔ
جان و دِل لایا ہُوں اَب تجھ پہ فِدا کے واسطے

منتظر در پر کھڑا ہُوں دے محبّت اَے خُدا　　　کر قبول اَب برکت ان ناموں کی یہ میری دُعا
دردِ دل دے اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

خواجگانِ نقشبندؒ کی محبّت کر عطاؔ[1]　　　حشر میں بھی ساتھ اِنہی کے اَے خُداوندا اُٹھا
حافظ عبدالکریمؒ رہنما کے واسطے

میں ہُوں عاجز میں ہُوں عاصی میں ہُوں مسکین و گدا　　　تُو ہے غالب تُو ہے غافر اور غنی کبریا
بخش مجھ کو اپنے جُملہ اَولیاء کے واسطے

ا۔ آخری دو بند قاضی عالم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

○